جلد ۹

اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب

چون اساس علوم دینیه علوم قرآن ست و این هم رتبه علما راست مبذول بخدمتش از قدیم زمان ست و از جمله
علوم خادمه قرآن ... ثم ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه علم تفسیر و تبیان ست و
تجدد و تکثر کتب این فن بتجدد ضرورت و مذاق اهل عصر مقتضی تالیف جدید در بیان قرآن ست کتابی که

بیان القرآن

۱۳۳۳

از تصانیف ... مولانا ... متع الله تعالی بطول بقائه ...

است ببیان برهان کامل حاوی آن طرز عنوان ست این طبع ازان ست بنا بر علیه کتاب مذکور مع ترجمه بین السطور
در اول حصه صفحه و تکرار متن مع تکریر ترجمه و تقریر تفسیر بعیدا امتیاز ما بین ترجمه و تفسیر در دوم حصه حواشی عربیه ...
... بمجموعه ... تا بیان و قاریان و شائقان ست باهتمام محمد عبد الاحد قد طبع

فی المطبع المجتبائی الواقع فی دہلی

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دھلی

تالیفات مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب

القول البدیع متعلقہ جمعہ و عیدین وغیرہ

الکسیر فی اثبات التقدیر۔

الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد۔

اصلاح الرسوم مع ضمیمہ مجتبائی۔ رسوم مروجہ زمانہ کی تحقیق جواز و ناجواز اس مین پیدائش سے لیکر مرنے تک جس قدر رسوم اب شائع ہوگئے ہین اُن سب کی تردید مدلل بدلائل شرعیہ ہے۔

اوراد رحمانی وا ذکار سبحانی مجتبائی فضائل تسبیح و تحمید و تکبیر مین۔

بہشتی زیور کامل اصلاحون مین جداگانہ حصہ ۳۰ کو مل سکتا ہے دس حصے تک اور حصہ اا جسکے بہشتی گوہر ہے۔ کو ملتا ہے۔

بہشتی گوہر اسمین مردون کے متعلق مسائل ہین۔

تفسیر بیان القرآن۔ مجتبائی جس مین ہر قسم کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے اور آج تک اس طرح کی تفسیر نہین چھپی بارہ جلدون مین ختم ہے خریدارون کی سہولت کے لیے کم و بیش ڈھائی ڈھائی پارون کی ایک ایک جلد کردی ہے پہلی جلد اجزو کلان کاغذ ولایتی پر ہے۔

ایضاً جلد دوم ......

ایضاً جلد سوم ......

ایضاً جلد چہارم ......

ایضاً جلد پنجم ......

ایضاً جلد ششم ......

ایضاً جلد ہفتم ......

ایضاً جلد ہشتم ......

ایضاً جلد نہم ......

باقی جلدیں مسلسل زیر طبع ہین اور ان کی قیمت ضخامت کے لحاظ سے رکھی جاوے گی

تحقیق تعلیم انگریزی۔ اردو

تنشیط الطبع فی اجراء السبع مجتبائی اختلاف قراٰت اور ساتون قرائتون کے معلوم ہونے کی ترکیب اور قاعدے اور قانون۔

تعلیم الدین معاش و معاد کے طریقے۔

جزاء الاعمال۔

حفظ الایمان چند ضروری مسائل کا جواب

حق السماع مجتبائی در تحقیق جواز و عدم جواز سماع۔

حقوق الاسلام۔ یعنی آپس کے حقوق

خطب ماثورہ۔

رونمائے مثنوی مجتبائی۔

سبق الغایات فی نسق الآیات عربی ربط آیات مین بے نظیر کتاب ہے مجتبائی

صفائی معاملات احکام و اد و ستد

فروع الایمان۔

فتاوائے اشرفیہ حصہ اول

ایضاً حصہ دوم

قصد السبیل الی المولی الجلیل تصوف و سلوک مین۔

قصہ حضرت موسی و ابراہیم المسمی بہ الترتیب اللطیف فی قصة الکلیم والحنیف مجتبائی

کرامات امدادیہ۔

کمالات امدادیہ۔

کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم حاصل المعنی مع فوائد و مناسبت اشعار اور مطلب خیز و مختصر تقریر مین شرح لکھی گئی ہے۔ نصف دفتر اول

ایضاً حصہ دوم بقیہ حصہ اول۔

مناجات مقبول مع قربات عند اللہ و صلوات الرسول

مجموعہ اعمال قرآنی ہر سہ حصہ یعنے اعمال قرآنی۔ اسرار آسمانی۔ آثار تجلیاتی خواص قرآنی مع ضمیمہ لاثانی و تعویذات مفید عام مجتبائی

مجموعہ تلخیصات عشر مجتبائی۔ یہ مجموعہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب کی مجوزہ کورس عربی کا ایک حصہ ہے جس مین حسب ذیل دس کتب درج کی گئی ہین یعنی تلخیص المرأت۔ تلخیص الشریفیہ تسہیل المعانی تلخیص المنار المسدار و دائیة الحکمة تلخیص شرح ہدایة الحکمة۔ تلخیص المیبذی تسہیل شرح عقائد عشرہ طرد مس اس آخر رسالہ مین زیادہ حصہ تاریخ کا ہے اور بہت سی اصطلاحات پر مشتمل ہے۔ جنکی ضرورت طلبا اور مدرسین کو اکثر ہوتی ہے اور واقف ہونے پر بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہین۔ اور پوری کیفیت ان رسالونکی نقشہ ضمان التکمیل سے جو اس کتاب کے شروع مین ہے اچھی طرح معلوم ہوسکتی ہے۔ یہ بہت ہی مفید مجموعہ ہے۔

مجموعہ فتاوے مولوی محمد اشرف علی صاحب مسمی امداد الفتاوے مجتبائی اس مین بہت مختصر چند مسئلے فتاوی اشرفیہ کے نام سے چھپے تھے۔ اب یہ مجموعہ کامل جو کہ چار جلدین ضخیم ہین اس کے کل مسائل فقہی ابواب کے مرتب ہین زمانہ حال کی ضرورتون کے لحاظ سے جزئی مسائل بکثرت ہین۔ جو پہلے لوگون کے فتاوون مین نہین یہ ایک مستند فتاوی ہے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے کامل در چار جلد۔ ان جلدون کے علاوہ دیگر فتاوی علحدہ تتمہ اولی اور تتمہ ثانیہ کے نام سے زیر طبع ہین۔

تتمہ اولے امداد الفتاوی زیر طبع اس مین مولانا العصد کے فتاوی سنہ ۱۳۲۶ھ سے سنہ ۱۳۳۲ھ تک سات سال کے بالاستیعاب جمع کیے گئے ہین اس تتمہ کے فتوون کو بھی مثل اصل کتاب کے یعنی فتاوی امدادیہ کے فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے چار بابون پر منقسم کرکے اول مین طہارت کے مسائل ثانی مین نکاح کے ثالث مین بیع کے رابعہ مین شفعہ کے اس ترتیب مین بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر ایک طرح کا فتوی دیکھنے والے کو بسہولت مل سکتا ہے۔

تتمہ ثانیہ مجموعہ امداد الفتاوے سنہ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۴ھ دو سال کے یکجائی جمع ہین مجتبائی زیر طبع۔

حوادث الفتاوی مجتبائی زیر طبع۔

کنز الدقائق مع شرح عربی مسمی بہ کنوز الحقائق اس کتاب کو اس مطبع نے نہایت درجہ اہتمام کے ساتھ تمام شروح معتبرہ مثل عینی۔ مستخلص۔ فتح المعین۔ بحر الرائق وغیرہ بڑی نایاب کتابون سے محشی کیا تھا۔ پہلی ایڈیشن اسکی بہت جلد فروخت ہوگئی [illegible] دو سال کے اہتمام بلیغ اور سر نو تیار کیا گیا ہے۔ ۳۰ جزو کلان تقطیع پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے

احسن المسائل اردو ترجمہ کنز الدقائق مجتبائی۔ کنز کے اردو ترجمے اور بھی سے چھپے ہین مگر یہ ترجمہ فاضل اجل مولانا مولوی محمد احسن کا ہے حرف بحرف کنز الدقائق مطبوعہ کے مطابق یہ ترجمہ ہوا ہے جابجا مترجم نے وضاحت و تفریح کی ہے اور اسکی مطابقت عینی سے بھی کی گئی ہے ترجمہ بامحاورہ ہوا اس کنز کا سلیس اردو مین عام فہم نہین ہوا ہے۔

رمضان آفندی مع حواشی مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی مجتبائی۔

فہرست مضامین منصوصہ تفسیر آتیہ جلد نہم بیان القرآن

صفحہ	مضمون
۲	پیشین گوئی موجب سرور اہل اسلام
۳	توبیخ بر حب دنیا و کفر و انکار
۴	اخبار از وقوع آخرت و جزا و سزا و مآل
۵	امر بتنزیہ و تحمید
۶	استدلال بر صحت بعث بہ بیان دلائل قدرت
۸	اثبات توحید
۱۱	ذکر وبال از شرک و ضلال و سوء اعمال
۱۳	عود بسوئے توحید مع تسلیہ و اثبات اجمالی معاد
۱۵	اثبات امکان و وقوع بعث
۱۶	بیان بلاغت مضامین قرآن و عناد اہل طغیان و تسلیہ صاحب فرقان
۱۷	مدح قرآن و مصدقین و ذم معرضین ضالین مضلین مع مآل فریقین
۱۹	توحید
۲۰	حکایت لقمان و وصایائے او از توحید وغیرہ
۲۳	تاکید مضمون توحید
۲۶	تہدید بیوم وعید
۲۷	خاتمہ در اختصاص علم غیب بحق تعالیٰ
۲۸	اثبات رسالت و اثبات حقیت قرآن
〃	اثبات توحید
۲۹	اثبات بعث و جزاء
۳۲	تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین و دفع شبہات کفار متعلقہ بعض مضامین تسلیہ
۳۳	تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بر نوع اول ایذاء قولی از کفار
۳۵	ہدم بنائے نوع دوم ایذاء رسول متعلق متبنیٰ و تقویت آں ببعض نظائر
۳۷	نوع اول اجلال رسول بہ بیان اولویت مع بعض احکام توارث
۳۸	میثاق انبیاء و عذاب اعداء
〃	حکایت غزوہ احزاب و غزوہ بنی قریظہ متضمن تذکیر نعمت تاییدو
	مشعر نوع دوم جلالت شان رسول بمنصوریت من اللہ و بشناعت
	نوع سوم ایذاء بالقتال از کفار و نوع چہارم ایذاء بالاقوال از منافقین
	رسول صلی اللہ علیہ وسلم را
۴۴	خطاب بازواج مطہرات متضمن نہی از نوع پنجم ایذاء نبی صلی اللہ علیہ

صفحہ	مضمون
	وسلم کہ اخف الانواع است
۵۰	تبشیر عام جمیع اہل اسلام بر امتثال احکام
۵۱	نوع سوم جلالت شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہ بیان وجوب اطاعت حضرت
	ایشان و تفصیل جواب نوع دوم ایذاء کہ طعن بود بر نکاح زینب رضی اللہ عنہا
۵۴	خطاب بمومنین بذکر بعض منن و خطاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
	ببعض فضائل از اجلال حضرت ایشاں مع تسلیہ
۵۶	خطاب بمومنین ببعض احکام طلاق قبل المس و خطاب رسول صلی اللہ علیہ
	وسلم ببعض احکام خاصہ متعلقہ نکاح کہ نوع پنجم است از اجلال حضرت ایشاں
۶۱	نہی از نوع ششم امور موجبہ تاذی و اغتمام و تشریع نوع ششم امور
	مشعرہ جلالت و احترام آں رسول عالیمقام صلی اللہ علیہ وسلم از آداب
	طعام و مسائل رویت و کلام و تحریم نکاح امہات اہل اسلام
۶۳	نوع ہفتم اجلال شان نبوی باخبار و انشاء صلوٰۃ و سلام
۶۴	وعید بر ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین
۶۵	نوع ہشتم ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم مع المومنین بتعرض نساء و ارجاف
۶۷	تہدید مخالفین بوقوع قیامت و عقوبت
۶۸	ترہیب از معصیت و ترغیب بر اطاعت
۶۹	مکلف بودن باحکام و ثمرات طاعات و آثام
۷۱	توحید
〃	اثبات بعث
۷۴	قصہ داؤد و سلیمان علیہما السلام
۷۶	قصہ کفار سبا
۷۸	بیان حال و مآل متبعین و غیر متبعین ابلیس مع حکمت تسلیط او
۷۹	اثبات توحید و ابطال شرک
۸۱	اثبات رسالت محمدیہ و عموم او
〃	ذکر بعث و بعض واقعات آں
۸۲	تسلیہ سید الاخیار و تزییف قول اشرار
۸۳	تفریع زہد بر مقسومیت رزق
۸۴	عود بسوئے حشر و احوال او
۸۵	عود بسوئے تحقیق رسالت

صفحہ	مضمون
۸۸	خاتمہ در وخامت عاقبت منکرین حق
۸۹	اثبات توحید
۹۰	تسلیہ سید الانس و الجان و تحذیر اہل طغیان و تبشیر اہل ایمان
۹۲	عود بسوئے توحید مع بعض دیگر مضامین مناسبہ مقام
۹۵	تحذیر منکرین و تسلیہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
۹۷	وحدت و خشیت و تقویت او بعلت
۹۸	بیان مثوبات و عقوبات مع تفاضل اعمال و تفاوت عمال
۱۰۰	توحید مع تہدید
۱۰۳	تشنیع و تقریع بر کفر
۱۰۴	اثبات رسالت مع تسلیہ بتفاوت استعداد عمال و ترتب جزا بہ در حشر
۱۰۵	قصہ اصحاب القریہ و وخامت مکذبین رسالت
۱۰۹	اثبات توحید
۱۱۲	عدم تاثر کفار از ترہیب و ترغیب
۱۱۳	احوال آخرت مع تہدید باحتمال عذاب دنیوی
۱۱۶	تحقیق رسالت و قرآن
〃	عود بسوئے توحید
۱۱۷	تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
〃	جواب استبعاد بعث
۱۱۹	اثبات توحید بدلیل و تاکید ش بقسم
۱۲۱	بحث بعث و واقعات او
۱۲۶	قصہ اول نوح علیہ السلام با قوم او
۱۲۷	قصہ دوم ابراہیم علیہ السلام با قوم او
۱۳۱	قصہ سوم موسیٰ و ہارون علیہما السلام
〃	قصہ چہارم الیاس علیہ السلام
۱۳۲	قصہ پنجم لوط علیہ السلام
〃	قصہ ششم یونس علیہ السلام
۱۳۴	ابطال شرک
۱۳۶	تشنیع بنکث عہود و تقریع بعذاب عہود بکفار مع تسلیہ سید الابرار
۱۳۷	خاتمہ در تنزیہ و تحمید رب العالمین و تنویہ شان مرسلین

سورۃ الروم مکیۃ وھی ستون | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیۃ وست رکوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ﴿﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ

الٓمٓ — اہل روم — ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لیکر نو سال کے اندر اندر غالب آجاویں گے۔ پہلے بھی

الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اختیار اللہ ہی کو تھا — اور پیچھے بھی — اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہونگے — وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے — اور وہ زبردست ہے

الرَّحِيْمُ ﴿﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿﴾

رحیم ہے — اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے — اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو خلاف نہیں فرماتا — ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

سورۃ الروم مکیۃ الا قولہ فسبحان وھی ستون او تسع وخمسون آیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت میں یہ مضامین ہیں — **اول** بعض واقعات موجب فرح اہل اسلام کی پیشین گوئی جس میں دلالت علی النبوۃ کے ساتھ اوپر کی سورت میں کفار کی ایذا رسانی سے جو مسلمانوں کو رنج ہوتا تھا جس پر اس کے خاتمہ میں مجاہدہ وتحمل مشاق کی فضیلت مذکور ہوئی تھی اس رنج کا ازالہ بھی ہے اور اس سے دونوں میں ارتباط بھی ظاہر ہو گیا **ثانی** کفار کی تعنت وعناد اور ان کو کفر وتکذیب پر توبیخ اور اس کی تقویت کے لیے اجمالاً بعض مکذبین سابقین کی بدانجامی **ثالث** اثبات معاد اور اس کے احوال واھوال جس سے مضمون ثانی کی بھی تقویت ہوتی ہے **رابع** اثبات توحید اور اس کے دلائل **خامس** بعض اعمال مھمہ فرعیہ جو حقوق اعتقاد توحید میں سے ہیں پھر خاتمہ میں ان مضامین بلیغہ سے کفار کے متاثر نہ ہونے پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ واللہ اعلم۔

پیشین گوئی موجب سرور اہل اسلام

جس قصہ کے متعلق یہ پیشین گوئی ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ ایک بار روم اور فارس میں مقام اذرعات وبصری کے درمیان (کما فی الروح معزیا الی طرق عدیدۃ مع ترجیح ابن حجر لہ) لڑائی ہوئی اور رومی مغلوب ہو گئے مشرکین مکہ مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم اور رومی اہل کتاب ہو اور ہم اور فارسی غیر اہل کتاب ہیں پس فارس کا روم پر غالب آنا فال ہے اس کی کہ ہم بھی تم پر غالب رہیں گے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جس میں پیشینگوئی ہے کہ نو سال کے اندر رومی فارسیوں پر غالب آجاویں گے چنانچہ اس سے ساتویں برس پھر دونوں کا مقابلہ ہوا اور رومی غالب آگئے جس سے وہ پیشینگوئی پوری ہوئی اور اتفاق سے جس زمانے میں یہ روم کا غلبہ ہوا ہے یہاں مسلمان جنگ بدر میں مشرکین پر غالب آئے تھے بعض نے یفرح المؤمنون کی یہی تفسیر کی ہے اور اسکو دوسری پیشینگوئی قرار دیا ہے یہ سب روایات درمنثور میں باسانید مختلفہ مذکور ہیں۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی توضیح ادنی الارض ارض روم اشارۃ الیٰ ان اللام فی الارض للعہد"

آیات وتفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿﴾ الٓمّٓ اس کے معنے اللہ کو معلوم ہیں) اہل روم ایک قریب کے موقع میں (یعنی ارض روم کے ایسے مقام میں جو بہ نسبت فارس کے عرب سے قریب تر ہے مراد اس سے اذرعات وبصری ہے جو ملک شام میں دو شہر ہیں کذا فی القاموس اور حکومت روم کے تحت میں ہونے سے ارض روم میں داخل ہیں ایسے موقع میں اہل روم اہل فارس کے مقابلہ میں) مغلوب ہو گئے (جس سے مشرکین خوش ہوئے) اور وہ (رومی) اپنے (اس) مغلوب ہونے کے بعد عنقریب (اہل فارس پر دوسرے مقابلہ میں) تین سال سے لیکر نو سال کے اندر اندر غالب آجاویں گے (اور یہ مغلوب اور غالب ہونا سب خدا کی طرف سے ہے کیونکہ مغلوب ہونے سے) پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا (جس سے مغلوب کر دیا تھا) اور (مغلوب ہونے سے) پیچھے بھی (اللہ ہی کو اختیار ہے جس سے غالب کر دے گا) اور اس روز (یعنی جب

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ

یہ لوگ صرف دنیوی زندگانی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں کیا انہوں نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا

مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ

کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین کے لیے پیدا کیا ہے اور بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے کے

رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ

منکر ہیں کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا وہ ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ

قوت میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے زمین کو بھی بویا جوتا تھا اور جتنا انہوں نے اس کو آباد کر رکھا ہے اس سے زیادہ انہوں نے اس کو آباد کیا تھا اور ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر معجزے لیکر آئے تھے

اہل روم غالب آویں گے) مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہوں گے (اس امداد سے یا تو یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قول میں غالب فرمادے گا کیونکہ اس پیشین گوئی کو مسلمانوں نے کفار پر ظاہر کیا اور انہوں نے تکذیب کی تو اس کے وقوع سے مسلمانوں کی جیت ہو جاوے گی اور یا یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کو مقاتلہ میں بھی غالب کردے گا چنانچہ وہ وقت جنگ بدر میں منصور ہونے کا تھا اور ہر حال میں نصرت کا محل اہل اسلام ہی ہیں اور مسلمانوں کی حالت ظاہری مغلوبیت کی دیکھ کر اس منصوریت فی المقابلہ پر استبعاد نہ کیا جاوے یا آدمیوں کی حالت ظاہری مغلوبیت کی دیکھ کر مسلمانوں کی اس منصوریت فی المقاولہ پر استبعاد نہ کیا جاوے کیونکہ نصرت اللہ کے قبضے میں ہے) وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے (کفار کو جب چاہے قولاً یا فعلاً مغلوب کرائے اور) رحیم (بھی) ہے (مسلمانوں کو جب چاہے غالب کردے) اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے (اور) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو خلاف نہیں فرماتا (اس واسطے یہ پیشین گوئی ضرور واقع ہوگی خواہ ایک مراد ہو یا دو) ولیکن اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کے تصرفات کو) نہیں جانتے (بلکہ صرف ظاہری اسباب کو دیکھ کر ان اسباب پر حکم لگا دیتے ہیں اس لیے اس پیشین گوئی میں استبعاد کرتے ہیں حالانکہ مسبب الاسباب اور مالک اسباب حق تعالیٰ ہے اس کو اسباب بدلنا بھی آسان اسباب کے خلاف مسبب کا واقع کرنا بھی آسان اور جس طرح وقوع کے قبل اسباب کو دیکھ کر صدق وعدہ الٰہیہ کا یقین نہیں کرتے اسی طرح بعد وقوع کے اس کو وعدہ الٰہیہ کا ظہور نہیں جانتے جس سے اس وعدہ کے پیشگی خبر دینے والے کی نبوت پر استدلال کرنا لازم تھا پس لا یعلمون میں دونوں امر آگئے) **ف** مسلمانوں کا کفار سے اس پیشین گوئی کا دعوے سے اظہار کرنا ترمذی میں موجود ہے۔ **ربط** اوپر اخبار بالغیب کے ساتھ جو کہ دلیل نبوت بھی ہے کفار کا جہل لا یعلمون سے بیان فرمایا تھا جس سے ان لوگوں کا جہل عن النبوۃ مفہوم ہوا تھا آگے ان کا جہل عن الآخرۃ کہ فرع ہے جہل عن النبوۃ کی مع اس کے سبب عظیم کے کہ انہماک فی الدنیا ہے اور مع توبیخ کے بیان فرماتے ہیں۔

توبیخ بر حب دنیا و کفر و انکار

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓاٰۗى اَنْ كَذَّبُوْا

سو خدا تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا ولیکن وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے پھر ایسے لوگوں کا انجام جنہوں نے بُرا کام کیا تھا بُرا ہی ہوا اس وجہ سے کہ انہوں نے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ ع

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا اور اُن کی ہنسی اُڑاتے تھے اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی اُسکو پیدا کریگا پھر اُسکے پاس لائے جاؤ گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی

السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

اس روز مجرم لوگ حیرت زدہ رہ جاویں گے اور اُن کے شریکوں میں سے ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا اور یہ لوگ اپنے شریکوں سے منکر ہو جاوینگے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی

يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝

اُس روز سب آدمی جُدا جُدا ہو جاویں گے یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے وہ تو باغ میں مسرور ہونگے۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓاٰۗى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (ان لوگوں کے جہل بالسمد و بالنبوۃ کا جو کہ اوپر معلوم ہوئے سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ صرف دنیوی زندگانی کی ظاہری (حالت) کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے (بالکل) بے خبر ہیں (کہ وہاں کیا ہوگا اس لیے ان کو نہ اسباب عقوبت سے کہ کفر و انکار ہے اندیشہ ہے نہ اسباب نجات کی کہ تصدیق و ایمان ہے فکر ہے) کیا (دلائل وقوع آخرت کے منکر بھی ان کی نظر دنیا ہی پر مقصور رہی اور) انہوں نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن چیزوں کو جو اُن کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین (تک) کے لیے پیدا کیا ہے (جیسا اُس نے آیات میں خبر دی ہے کہ اُن حکمتوں میں سے ایک مجازاۃ ہے اور میعاد معین قیامت ہے اگر اپنے دلوں میں غور کرتے تو ان واقعات کا امکان عقل سے اور اُن کا وقوع نقل سے اور اُس نقل کا صدق صفت اعجاز سے منکشف ہو جاتا اور آخرت کے منکر نہ ہوتے مگر غور نہ کرنے سے منکر ہو رہے ہیں) اور (یہی کیا اور) بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے کے منکر ہیں کیا یہ لوگ (کبھی گھر سے نہیں نکلے اور) زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو (منکر) لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کا (آخری) انجام کیا ہوا (کیفیت اُن کی یہ تھی کہ) وہ ان سے قوت میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے زمین کو بھی (ان سے زیادہ) بویا جوتا تھا اور جتنا انہوں نے (سامان اور مکان سے) اُس کو آباد کر رکھا ہے اس سے زیادہ انہوں نے اُس کو آباد کیا تھا اور اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے لے کر آئے تھے (جن کو انہوں نے نہیں مانا اور عذاب سے ہلاک ہوئے جن کی ہلاکت کے آثار اُن کے دیار سے جو طریق شام میں ملتے ہیں نمودار ہیں) سو (اس ہلاکت میں) خدا تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا ولیکن وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (کہ انکار رسل کا کر کے مستحق ہلاک ہوئے یہ تو اُن کی حالت دُنیا میں ہوئی اور) پھر (آخرت میں) ایسے لوگوں کا انجام جنہوں نے (ایسا) بُرا کام (یعنی رسل کا انکار) کیا تھا بُرا ہی ہوا (محض) اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو (یعنی احکام و اخبار کو) جھٹلایا تھا اور (تکذیب سے بڑھ کر یہ کہ) اُن کی ہنسی اُڑاتے تھے (وہ انجام سزائے دوزخ ہے) **ربط** اوپر جہل انکار آخرت پر توبیخ تھی آگے آخرت کا وقوع مع بیان مآل انکار و تکذیب اور ایمان و تصدیق کے مذکور ہے۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی او لم یتفکروا مقصور رہی اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای اقصروا نظرہم علی الدنیا ولم یتفکروا ۱۲

۲ قولہ فی انفسہم اپنے دلوں اشارۃ الی ان النفس آلات التفکر لا محلہ و زیادۃ للمبالغۃ والتقریر کقولہ اعتقدت بقلبی ۱۲

۳ قولہ اولم یسیروا گھر سے اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای اقعدوا فی بیوتہم ولم یسیروا ۱۲

۴ قولہ فی فما کان اللہ ہلاک ہوئے اشارۃ الی ان الفاء فی فما کان اللہ فصیحۃ ۱۲

۵ قولہ فی ان کذبوا اس وجہ سے اشارۃ الی تقدیر اللام او الباء ۱۲

اخبار از وقوع آخرت و جزا و سزا دران

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾

اللغات

قولہ یحبرون فی القاموس الحبر بالفتح السرور کالحبور والحبرۃ والحبر محرکۃ واحبر بکسرہ اھ ۱۲

البلاغۃ قولہ ترجعون فیہ التفات **قولہ** یوم تقوم الساعۃ الثانی اعید للتہویل **قولہ** یومئذ یتفرقون ھل ان یوم وفائدۃ تہویل اثر تہویل ۱۲

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ

اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا | اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا | وہ لوگ عذاب میں گرفتار رہوں گے | سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو

تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝

شام کے وقت اور صبح کے وقت | اور تمام آسمان اور زمین میں اُسی کی حمد ہوتی ہے | اور بعد زوال اور ظہر کے وقت

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝ اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی اُس کو پیدا کرے گا پھر (پیدا ہونے کے بعد) اُس کے پاس (حساب کتاب کے لیے) لائے جاؤ گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی (جس میں اعادہ مذکور ہونے والا ہے) اُس روز مجرم (یعنی کافر) لوگ (باز پرس کے وقت) حیرت زدہ رہ جاویں گے (یعنی کوئی معقول بات اُن سے بن نہ پڑیگی) اور اُن کے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں میں سے (جنکو شریک عبادت بناتے تھے) ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا اور (اُس وقت خود) یہ لوگ (بھی) اپنے شریکوں سے منکر ہو جاوینگے (کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین) اور جس روز قیامت قائم ہوگی اُس روز (علاوہ واقعہ مذکورہ کے ایک واقعہ یہ بھی ہوگا کہ مختلف طریقوں کے) سب آدمی جدا جدا ہو جاوینگے یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے وہ تو (بہشت کے) باغ میں مسرور ہونگے اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہونگے (یہ معنے ہیں جدا جدا ہونے کے) **ربط** اوپر ایمان وعمل صالح کی فضیلت یعنی اُس پر جنت کے ترتب کا ذکر تھا آگے ایک خاص عنوان جامع سے ایمان وعمل صالح کی ترغیب ہے کیونکہ تسبیح وتحمید جو آگے مذکور و مامور بہ ایک صراحۃً دوسری اشارۃً جامع[1] ہے جمیع انواع عبادات کو جس کی فرد اعظم نماز ہے جس سے ذکر اوقات کو خاص مناسبت وتعلق ہے۔

امر تنزیہ وتحمید

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝ (جب ایمان وعمل صالح کی فضیلت تم کو معلوم ہوگئی) سو تم اللہ کی تسبیح (اعتقاداً وجناناً بھی جس میں ایمان آگیا اور قولاً ولساناً بھی جس میں اقرار و دیگر اذکار آگئے اور عملاً وارکاناً بھی جس میں تمام عبادتیں عموماً اور نماز خصوصاً آگئیں غرض تم اللہ کی تسبیح ہر وقت) کیا کرو (اور خصوصاً) شام کے وقت اور صبح کے وقت اور اللہ کی تسبیح کرنے کا جو حکم ہوا ہے تو وہ واقعی اس کا مستحق بھی ہے کیونکہ) تمام آسمان اور زمین میں اُسی کی حمد ہوتی ہے (یعنی آسمان میں فرشتے اور زمین میں بعض اختیاراً اور بعض اضطراراً اُس کی حمد وثنا کرتے ہیں کقولہ تعالیٰ وان من شیء الا یسبح بحمدہ پس جب وہ ایسا محمود الصفات کامل الذات ہے تو تم کو بھی ضرور اُس کی تسبیح کرنا چاہیئے) اور بعد زوال (بھی تسبیح کیا کرو) اور ظہر کے وقت (بھی تسبیح کیا کرو کہ یہ اوقات تجدد نعمت وزیادت ظہور آثار قدرت کے ہیں ان میں تجدید تسبیح کی مناسب ہے بالخصوص نماز کے لیے بھی اوقات مقرر ہیں چنانچہ مسا میں مغرب وعشا آگئی اور عشی میں ظہر وعصر دونوں داخل تھے مگر ظہر صراحۃً مذکور ہے اس لیے صرف عصر مراد رہ گئی اور صبح بھی تصریحاً مذکور ہے) **ربط** سُرخی بالا سے اُوپر وقوع آخرت کا ذکر تھا چونکہ کفار مشرکین اس کے امکان ہی کا انکار کرتے تھے اس لیے آگے اُس کے امکان اور صحت کے ثابت کرنے کے لیے دلائل قدرت بیان فرماتے ہیں اور درمیان میں تسبیح وتحمید کا ذکر آگیا تھا توجیہ استدلال یہ ہے کہ وقوع ساعت فی نفسہ امر ممکن ہے کیونکہ کوئی دلیل اس کے امتناع کی نہیں اور اگر استبعاد کا شبہ ہو تو جو امور قدرت سے واقع ہوئے ہیں یہ قیامت اُن سے زیادہ مستبعد نہیں ہے پس قبول وجود میں سب مساوی پھر قدرت ذاتی ہے جس کی نسبت سب مقدورات سے مساوی اور بعد ثبوت امکان ودفع استبعاد نقل صحیح مخبر ہے وقوع سے پس وقوع اُس کا ضروری اگلا رکوع پورا اسی مضمون میں ہے

النحو قولہ عشیا عطف علی حین تمسون ۱۲

البلاغۃ قولہ عشیا تقدیمہ فی الذکر علی الظہر مع رعایۃ الترتیب فی الباقی اما لرعایۃ الفاصلۃ واما لان العصر بالنسبۃ الی الظہر کالمساء بالنسبۃ الی الصباح فلما قدم المساء علی الصباح للترتیب الوجودی قدم العصر علی الظہر لنکتۃ المنسبۃ وتغییر الاسلوب فی عشیا لما انہ لا یجئ منہ الفعل بمعنی الدخول فی الشئ کالمساء والصباح والظہیرۃ ۱۲

ملحقات الـ...

[1] قولہ فی خاصہ ... یعنی اشار الی ان ا... للتفصیل ۱۲

[2] قولہ فی التسبیح ... اما التسبیح فظاہر ... جمیع الانواع اطلاقا ... علی العام واما فی التحمید ... لکونہ مامورا بہ ... اشارۃ ۱۲

ع ۵ ۲ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم

وہ جاندار کو بیجان سے باہر لاتا ہے اور بیجان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے اور اسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے

مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم

کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تھوڑے ہی روزوں بعد تم آدمی بنکر پھیلے ہوئے پھرتے ہو اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تمکو انکے پاس آرام ملے اور تم میاں

مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ

بی بی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب و لہجہ اور رنگتوں کا

وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

الگ الگ ہونا ہے اس میں دانشمندوں کے لیے نشانیاں ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات میں اور دن میں اور اس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے اس میں

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ

ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمکو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس سے زمین کو اسکے مردہ ہو جانے کے بعد

ربع مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ

زندہ کر دیتا ہے اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے

دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ۝ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ۝

بلاوے گا تو تم یکبارگی نکل پڑوگے اور جتنے آسمان اور زمین میں موجود ہیں سب اسی کے ہیں سب اسی کے تابع ہیں

استدلال بر صحت بعث ببیان دلائل قدرت

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١٩﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن
تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ ﴿٢٠﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ
بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ
اخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ
ابْتِغَاؤُكُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ
مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ
ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿٢٦﴾

النحو قوله يريكم بتقدير ان ١٢

البلاغة قوله ثم اذا انتم لايستبعد الاجتماع بين التراخي والمفاجاة بكون الاول رتبيا والثاني حقيقيا او مع كونهما حقيقيين بان تكون الانتقال وقعيا لكن بعد زمان كثير قوله لتسكنوا غاية للتقييد بانفسكم لان المجانسة اصل الموانسة قوله جعل بينكم فيه تغليب قوله اختلاف السنتكم

في الروح وانما نظم اختلاف الالسنة والالوان في سلك الآيات الآفاقية من خلق السموات والارض مع كونه من الآيات الانفسية الحقيقية بالانتظام في سلك ما سبق من خلق انفسهم وازواجهم للايذان باستقلاله والاحتراز عن توهم كونه من متممات خلقهم اه قوله ابتغاؤكم اي بالليل والنهار وحذف لدلالة ما قبل عليه ١٢

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اُس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان اور زمین میں اُسی کی شان اعلے ہے

الربع ۳

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۧ

اور وہ زبردست حکمت والا ہے -

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۲۷

(اُس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے کیونکہ اُس کی ایسی قدرت ہے کہ) وہ جاندار کو بیجان سے باہر لاتا ہے اور بیجان کو جاندار سے باہر لاتا ہے (مثلاً نطفہ اور بیضہ سے انسان اور بچہ اور انسان اور پرندہ سے نطفہ اور بیضہ) اور زمین کو اُس کے مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد زندہ (یعنی تازہ و شاداب) کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ (قیامت کے روز قبروں سے) نکالے جاؤگے اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ (امر) ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا (یا تو اس طرح کہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے جو مشتمل تھے تمام ذریت پر اور یا اس طرح کہ نطفہ کی اصل غذا ہے اور اُس کی اصل عناصر ہیں جس میں جزو غالب مٹی ہے) پھر تھوڑے ہی روزوں بعد (کیا ہوا کہ) تمام آدمی بن کر (زمین پر) پھیلے ہوئے پھرتے (نظر آتے) ہو اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ اُس نے تمہارے (فائدے کے) واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں (اور وہ فائدہ یہ ہے کہ) تاکہ تم کو اُن کے پاس (جا کر بیٹھ کر) آرام ملے اور تم میاں بی بی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اس (امر مذکور) میں (بھی) اُن لوگوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں (کیونکہ استدلال کے لیے فکر کی ضرورت ہے اور نشانیاں جمع اس لیے فرمایا کہ امر مذکور کئی امر پر مشتمل ہے) اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب و لہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے (لب و لہجہ سے مراد یا لغات ہوں یا آواز و طرز گفتگو) اس (امر مذکور) میں (بھی) دانشمندوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں (یہاں بھی جمع کی وہی توجیہ مذکور ہو سکتی ہے) اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات میں اور دن میں (گو رات کو زیادہ اور دن کو کم ہو) اور اُس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے (دن کو زیادہ اور رات کو کم اسی لیے دوسری آیات میں تخصیص واقع ہوئی ہے) اس (امر مذکور) میں (بھی) اُن لوگوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو (دلیل کو توجہ سے) سنتے ہیں اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ وہ تم کو (بارش کے وقت) بجلی (چمکتی ہوئی) دکھلاتا ہے جس سے (اُس کے گرنے کا) ڈر بھی ہوتا ہے اور (اُس سے بارش کی) امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اُس سے زمین کو اُس کے مُردہ (یعنی خشک) ہو جانے کے بعد زندہ (یعنی تر و تازہ) کر دیتا ہے اس (امر مذکور) میں (بھی) اُن لوگوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو عقل (نافع) رکھتے ہیں اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ آسمان و زمین اُس کے حکم (یعنی ارادہ) سے قائم ہیں (اس میں بیان ہے اُن کے ابقاء کا اور اوپر خلق السموات والارض میں ذکر تھا اُن کے حدوث کا اور یہ تمام نظام[۱] عالم جو مذکور ہوا یعنی تمہارا سلسلہ توالد و تناسل کا جاری ہونا اور باہم ازدواج ہونا اور آسمان اور زمین کا بہیئت کذائیہ موجود و قائم ہونا اور السنہ و الوان کا اختلاف اور لیل و نہار کے انقلاب میں خاص مصلحتوں کا ہونا اور بارش کا نزول اور اُس کے مبادی و آثار کا ظہور یہ سب اسی حیوۃ اولی کے تمہارا سلسلہ تک ہے اور ایک روز یہ سب ختم ہو جاوے گا) پھر (اُس وقت یہ ہوگا کہ) جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلاوے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے (اور دوسرا انتظام شروع ہو جاوے گا جو مقصود مقام ہے) اور (اوپر دلائل قدرت سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ) جتنے (فرشتے اور انسان وغیرہ) آسمان اور زمین میں موجود ہیں سب اُسی کے (مملوک) ہیں (اور) سب اُسی کے تابع (یعنی مسخر قدرت) ہیں اور (اس ثبوت و اختصاص قدرت کاملہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ) وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے (چنانچہ یہ مخاطبین کے نزدیک بھی مسلم تھا) پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا (جیسا کہ دلائل مذکورہ کے ساتھ انضمام خبر صادق سے معلوم ہوا) اور یہ (دوبارہ پیدا کرنا) اُس کے نزدیک (باعتبار مخاطبین کے بادی النظر کے بہ نسبت اول بار پیدا کرنے کے) زیادہ آسان ہے (جیسا قدرت بشریہ کے اعتبار سے عادت غالبہ یہی ہے کہ کسی چیز کو پہلی بار کے بنانے سے دوسری بار بنانا سہل تر ہوتا ہے)

ملحقات الترجمة

۱ قوله قبل ثم اذا دعاکم

یہ تمام نظام الخ بیان ہے بعد ذکرہ

ابو السعود قریبا منہ ۱۲

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

اللہ تعالیٰ تم سے ایک مضمون عجیب تمہاری ہی حالات میں سے بیان فرماتے ہیں کیا تمہارے غلاموں میں کوئی شخص تمہارا اس مال میں جو ہم نے تمکو دیا ہے شریک ہے کہ تم اور وہ اس میں برابر ہوں جن کا تم ایسا خیال

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ

کرتے ہو جیسا اپنے آپس کا خیال کیا کرتے ہو ۔ ہم اسی طرح سمجھ داروں کے لیے دلائل صاف صاف بیان کرتے رہتے ہیں بلکہ ان ظالموں نے بلا دلیل اپنے خیالات کا اتباع کر رکھا ہے ۔ سو جسکو

يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ

خدا گمراہ کرے اس کو کون راہ پر لاوے اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا تو تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھو اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیے پس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہیہ کا اتباع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی کرو

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہو گئے ہر گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو ان کے پاس ہے

اور آسمان اور زمین میں اسی کی شان سب سے اعلیٰ ہے (یعنی نہ آسمانوں میں کوئی ایسا بڑا ہے اور نہ زمین میں کقولہ تعالیٰ ولہ الکبریاء فی السموات والارض) اور وہ (بڑا) زبردست (یعنی قادر مطلق اور) حکمت والا ہے (چنانچہ اوپر کے تصرفات سے قدرت اور حکمت دونوں ظاہر ہیں پس قدرت سے اعادہ کریگا اور جتنا توقف ہو رہا ہے اس میں حکمت و مصلحت ہے پس قدرت و حکمت کے ثبوت کے بعد فی الحال واقع نہ ہونے سے انکار کرنا جہل ہے) **ف** یحیی الارض بعد موتہا اس مقام میں دوبارہ لانا شاید اس لیے ہو کہ یہاں تذکرہ بعث کا ہے اور یہ اس کا خاص نمونہ ہے اور فواصل کا اختلاف یتفکرون اور للعلمین اور یسمعون اور یعقلون سے تفنن عبارت ہے جو منجملہ وجوہ بلاغت ہے اور دوسری توجیہات خالی از تکلف نہیں **ع** وللناس فیما یعشقون مذاہب ۔ اور اللہ یبدء الخلق اس سے اوپر کی آیات میں جو آیا ہے وہ بطور تقدیم دعوے کے ہے اور یہاں جو آیا ہے وہ بطور تفریع مطلوب کے ہے اور درمیان میں دوبارہ تحقیق آنا اس لیے ہے کہ تاکید مقصود کے زیادہ مناسب ہے **ربط** اوپر بعث کا مضمون تھا جس پر استدلال کرنے کے لیے حق تعالیٰ کے افعال و صفات کمال کا بیان کیا گیا تھا آگے توحید کا مضمون مقصود اً مذکور ہے اور چونکہ مسئلہ بعث و توحید خود بھی قرآن میں متلاصق ہیں پھر صفات الٰہیہ و توحید اور زیادہ متناسق ہیں اس لیے سابق و لاحق دو وجہ سے مرتبط ہو گئے اور یہ مضمون پورے رکوع تک ممتد ہے صرف درمیان میں دلائل توحید میں سے رزاقی کی مناسبت سے استطراداً و تفریعاً بعض فروع متعلق انفاق مال اور اس کے اغراض کا بیان آگیا ہے باقی اصل مقصود مضمون توحید ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔

لغات الترجمہ

ملہ قولہ فی السموات یعنی نہ آسمانوں میں فالسموات ظرف باعتبار المقتضی علیہ کصنع صنا ... و الکبیر ان اختلف الصنع ۲

اثبات توحید

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ ۳

البلاغۃ

قولہ فاقم لعل الافراد مع ارادۃ الجمع الاہتمام بکون کل واحد واحد مستقلا فی کونہ مامورا بالتوحید فافہم قولہ التی فطر الوصف لتاکید وجوب امتثال الامر قولہ لا تبدیل تعلیل للامر بلزوم فطرتہ تعالیٰ و وجوب الامتثال بہ وفیہ اقامۃ المظہر موضع المضمر والمعنی لا صحۃ ولا استقامۃ شرعا وعقلا لتبدیل الفطرۃ فکان الحاصل بالنفی النہی ولیس المراد انہ وقوعا لان التبدیل قد وقع وایرادہ بصورۃ الخبر لعلہ للمبالغۃ ۲

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع ہوکر پکارنے لگتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ انکو اپنی طرف سے کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس ان میں سے بعضے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں جسکا

بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا وقفه فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ

حاصل یہ ہوکہ ہمنے جو انکو دیا ہے اسکی ناشکری کرتے ہیں سو چند روز اور حظ حاصل کرلو پھر جلدی تم معلوم کرلوگے کیا ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے کہ وہ ان کو شرک کرنے کو کہہ رہی ہے اور ہم جب لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ

رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

چکھا دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر انکے ان اعمال کے بدلے میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کرچکے ہیں انپر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو بس وہ لوگ نا امید ہوجاتے ہیں کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ

زیادہ روزی دیتا ہے اور جسکو چاہے کم دیتا ہے اسمیں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں پھر قرابت دار کو اس کا حق دیا کر اور مسکین اور مسافر کو بھی یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے

يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا

جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو چیز تم اس غرض سے دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہونچکر زیادہ ہوجاوے تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو

آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

زکوٰۃ دوگے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہوگے تو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے اللہ ہی وہ ہے جسنے تمکو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمکو موت دیتا ہے

ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ ع

پھر تم کو جلاوے گا۔ کیا تمہارے شرکا میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کرسکے وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ فی انفسکم یعنی من حالات
۲ اشارۃ الی تقدیر المضاف
۳ ای مثلا من احوال انفسکم
۴ لیکون اقرب الی افہامکم ۱۲

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ
فَتَمَتَّعُوا وقفه فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿۳۵﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً
فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿۳۶﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ
وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳۷﴾ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ
يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۸﴾ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ
وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿۳۹﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ
ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۰﴾ اللہ تعالیٰ (شرک
کے مذموم و باطل ثابت کرنے کے لیے) تم سے ایک مضمون عجیب تمہارے ہی حالات میں سے بیان فرماتے ہیں (وہ یہ کہ غور کرو) کیا تمہارے
غلاموں میں کوئی شخص تمہارا اس مال میں جو ہم نے تم کو دیا ہے شریک ہے کہ تم اور وہ (باعتبار اختیارات کے) اسمیں برابر ہوں جن کا تم (تصرفات کے وقت)
ایسا خیال کرتے ہو جیسا اپنے آپس والے شریک و سہیم آزاد و خود مختار کا) خیال کیا کرتے ہو (اور اُن سے اذن لیکر تصرف کیا کرتے ہو یا کم از کم اندیشہ مخالفت ہی
اُن سے رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ غلام اس طرح شریک نہیں ہوتا پس جب تمہارا غلام جو نوع وغیرہ میں تمہارا شریک ہے صرف ایک امر اضافی اسمیں اور

اختلاف القراءة	البلاغة
فی قراءة لتربوا ای لتصیروا ذوی ربا وفی معنی من ای من اموال الناس او ہی اجلیۃ بمعنی السبب لقصد المضاف ای لتصیروا ذوی زیادۃ بسبب اجتلاب اموال الناس واخذہا ۱۲	قولہ ضر وقولہ رحمۃ التنکیر للتقلیل للمبالغۃ قولہ ربا سماہ ربا مجازا لانہ سبب للربا اللغوی قولہ اولئک ہم المضعفون فیہ التفات من الخطاب الی الغیبۃ ۱۲

تم میں موجب امتیاز ہے تمہارے خاص حق تصرف میں تمہارا شریک نہیں ہو سکتا تو تمہارے قرار دیے ہوئے معبودات باطلہ جو کہ حق تعالیٰ کے غلام اور کسی
کمال ذاتی یا وصفی میں خدا تعالیٰ کے مماثل نہیں بلکہ بعض تو ان میں سے خود مخلوقات الٰہیہ کے مصنوع ہیں یہ معبودین حق تعالیٰ کے خاص حق معبودیت میں کس
طرح اس کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں اور ہم نے جس طرح یہ دلیل شافی کافی بطلان شرک کی بیان فرمائی) ہم اسی طرح سمجھداروں کے لیے دلائل صاف صاف
بیان کرتے رہتے ہیں (اور مقتضا تبیین و تفصیل کا یہ تھا کہ وہ لوگ حق کا اتباع اختیار کر لیتے اور شرک چھوڑ دیتے مگر وہ حق کا اتباع نہیں کرتے[1]) بلکہ
ان ظالموں نے بلا (کسی صحیح) دلیل (کے محض) اپنے خیالات (فاسدہ) کا اتباع کر رکھا ہے سو جس کو (اس کے تعنت و عناد و اصرار علی الباطل کی وجہ سے) خدا
(ہی) گمراہ کرے اس کو کون راہ پر لاوے (اس میں ان کے عذر کا بیان نہیں ہے بلکہ تسلیہ ہے پیغمبر ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کا) اور (جب ان گمراہوں
کو عذاب ہونے لگے گا تو) ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا (اور جب اوپر کے مضمون سے توحید کی حقیقت واضح ہو گئی) تو (مخاطبین میں سے ہر ہر شخص سے
کہا جاتا ہے کہ) تم (ادیان باطلہ سے) یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین (حق) کی طرف رکھو (اور سب) اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو[2] جس (قابلیت)
پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (مطلب فطرت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں خلقۃً یہ استعداد رکھی ہے کہ اگر حق کو سننا اور سمجھنا چاہے
تو وہ سمجھ میں آ جاتا ہے اور اس کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ اس استعداد اور قابلیت سے کام لے اور اس کے اور اس کے مقتضا پر کہ ادراک
حق ہے عمل کرے غرض اس فطرت کا اتباع چاہیے اور) اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا
نہ چاہیے بس سیدھا (رستہ) دین (کا) یہی ہے لیکن اکثر لوگ (اس کو بوجہ عدم تدبر کے) نہیں جانتے (اس لیے اس کا اتباع نہیں کرتے غرض) تم
خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہیہ کا اتباع کرو[3] اور اس (کی مخالفت اور اس مخالفت کے عذاب) سے ڈرو اور (اسلام قبول کر کے) نماز کی پابندی کرو (کہ ادل
علی التوحید ہے) اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا (یعنی حق تو ایک تھا اور باطل بہت ہیں انہوں نے
حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی مختلف راہیں اختیار کیں یہ ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے کہ ایک نے ایک لے لیا دوسرے نے دوسرا) اور بہت سے (مختلف)
گروہ ہو گئے (اور اگر حق پر رہتے تو ایک گروہ ہوتے اور باوجود اس کے کہ ان حق کے چھوڑنے والوں میں سب کے طریقے باطل ہیں مگر پھر بھی غایت
جہل سے ان میں) ہر گروہ اپنے اس طریقے پر نازاں ہے جو ان کے پاس ہے اور (جس توحید کی طرف ہم بلاتے ہیں اضطرار کے وقت عام طور پر لوگوں
کے حال و قال سے باوجود اس خلاف و انکار کے اس کا اظہار و اقرار بھی ہونے لگتا ہے جس سے اس کے فطری ہونے کی بھی تائید ہوتی ہے چنانچہ
مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ) جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے (اس وقت بیقرار ہو کر) اپنے رب (حقیقی) کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتے
ہیں (اور سب معبودین کو چھوڑ دیتے ہیں مگر) پھر (قریب ہی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ) جب اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتا
ہے تو بس ان میں سے بعضے لوگ (پھر) اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو (آرام و عیش) ان کو دیا ہے اس
کی ناشکری کرتے ہیں (جو عقلاً بھی قبیح ہے) سو (خیر) چند روز اور حظ حاصل کر لو پھر جلدی تم (حقیقت) معلوم کر لو گے (اور یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں
خصوص اقرار توحید کے بعد تو ان سے کوئی پوچھے کہ اس کی کیا وجہ ہے) کیا ہم نے ان پر کوئی سند (یعنی کوئی کتاب) نازل کی ہے کہ وہ ان کو شرک کرنے کو کہہ رہی ہو[4]
یعنی اس پاس اس کے کوئی دلیل نقلی بھی نہیں اور مقتضائے بداہت عقل کے خلاف ہونا خود ان کی تسلیم سے حالت اضطرار میں ظاہر ہے پس سراسر
باطل ٹھیرا) اور (آگے مضمون بالا اذا مس الناس کی تتمیم ہے اور ام انزلنا الخ درمیان میں دلیل عقلی کے انتفاء کی مناسبت سے دلیل نقلی کے انتفاء
کے لیے آ گیا تھا وہ تتمہ یہ ہے کہ) ہم جب (ان) لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس سے (اس طرح) خوش ہوتے ہیں (کہ غفلت و انہماک میں
پڑ کر شرک کرنے لگتے ہیں جیسا اوپر ذکر آیا) اور اگر ان کے ان اعمال (بد) کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو بس وہ
لوگ ناامید ہو جاتے ہیں (مقام میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تتمہ میں اصل مقصود پہلا جملہ اذا اذقنا الناس کہ اس میں سبب مذکور ہے شرک کا
کہ فرح و غفلت ہے اور دوسرا جملہ اس مقصود کی مناسبت سے بیان کر دیا کہ دونوں میں تقابل ہے اور اس میں تشارک بھی ہے کہ دونوں دال ہیں ایسے
لوگوں کے ضعف تعلق مع اللہ پر پس اصل مضمون اثبات توحید و ابطال شرک ہی کا ہے آگے اسی کی دوسری دلیل ہے کہ یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں تو) کیا ان کو یہ معلوم
نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے کم دیتا ہے (اور یہ امر مشرکین کے نزدیک مسلم بھی تھا کہ روزی کا گھٹنا بڑھنا اصل میں خدا ہی کا

ملحقات الترجمة

[1] قوله تبل بل اتبع نہیں کرتے اشارة الی مقدر ای ما عقلوا ولم یتبعوا الحق بدل علیہ یعقلون ۱۲

[2] قوله فی فطرة اتباع کرو اشارة الی تقدیر عامل فطرة یدل علیہ اتبع الذین ۱۲

[3] قوله فی منیبین اتباع کرو عامل منیبین ہو العامل فی فطرة لکون کرر ذکرہ فی الترجمة مع انہ مقدر مرة للفصل الطویل بین العامل و الحال ۱۲

[4] قوله فی یقول سکو جیہ اشارة الی تقدیر من یشاء بعد المقدر کالمذکور ۱۲

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعضے اعمال کا مزہ ان کو چکھادے تاکہ وہ باز آجاویں آپ فرما دیجیے کہ ملک میں چلو

فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ

پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا ان میں اکثر مشرک ہی تھے سو تم اپنا رخ اس دین راست کی طرف رکھو

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝

قبل اس کے کہ ایسا دن آجاوے جسکے واسطے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جاوینگے۔

کام ہے لقولہ تعالیٰ ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتھا لیقولن اللہ) اس (امر) میں (بھی توحید کی) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں (یعنی وہ سمجھتے ہیں اور دوسرے بھی سمجھ سکتے ہیں کیونکہ جو شخص ایسا قادر ہوگا مستحق عبادت کا وہی ہوگا) پھر (جب دلائل توحید میں معلوم ہوا کہ رزق کا بسط و قبض اللہ ہی کی طرف سے ہے تو اس سے ایک بات اور بھی ثابت ہوئی کہ بخل کرنا مذموم ہے کیونکہ اس سے تقدیر سے زیادہ نہیں مل سکتا پھر امساک بیفائدہ پس اے مسلمان انفاق فی الخیر میں بخل مت کیا کر بلکہ) قرابت دار کو اسکا حق دیا کر اور (اسی طرح) مسکین اور مسافر کو بھی (ان کے حقوق دیا کر جنکی تفصیل دلائل شرعیہ سے معلوم ہے) یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور (اپنے جو خیر ہونے کے لیے یہ بدون وجہ اللہ کی قید لگائی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ہمارے نزدیک مطلق انفاق خیر اور موجب فلاح نہیں ہے بلکہ اسکا قانون یہ ہے کہ) جو چیز تم (دنیا کی غرض سے خرچ کروگے مثلاً کوئی چیز) اس غرض سے (کسی کو) دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں (شامل ہو کر یعنی انکی ملک و قبضہ میں) پہونچکر (تمہارے لیے) زیادہ ہو (کر آ) جاوے (جیسا نوتہ وغیرہ رسوم دنیویہ میں اکثر اسی غرض سے دیا جاتا ہے کہ یہ شخص ہمارے موقع پر کچھ اور شامل کرکے دیگا) تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا کیونکہ خدا کے نزدیک پہونچنا اور بڑھنا اس مال کے ساتھ خاص ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے خرچ کیا جاوے جیسا آگے آتا ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ ایک تمرہ مقبولہ احد پہاڑ سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے اور یہاں یہ نیت تھی نہیں لہذا نہ مقبول ہوا نہ زائد ہوا) اور جو زکوٰۃ (وغیرہ) دوگے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہوگے تو ایسے لوگ (اپنے دیے ہوئے کو) خدا تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے (جیسا ابھی حدیث کا مضمون گذرا اور یہ مضمون انفاق کا مضمون رزاق دال علی التوحید کے ساتھ تبعاً آگیا جیسا اوپر ذکر توحید کے ساتھ صلوٰۃ کا امر آگیا تھا جس سے عبادات بدنیہ و مالیہ دونوں کا ذکر ہو گیا باقی اصل مقصود مضمون توحید ہے اس لیے آگے پھر اسی کا ذکر ہے) اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو موت دیتا ہے پھر (قیامت میں) تم کو جلاوے گا (جس میں بعض مخاطبین کے اقرار سے ثابت ہے اور بعض دلائل سے غرض وہ تو ایسا قادر ہے اب یہ بتلاؤ کہ) کیا تمہارے شرکا میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے (اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی نہیں پس ثابت ہوا کہ) وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے (یعنی اس کا کوئی شریک نہیں پس توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال ہو گیا) ف فطر الناس علیھا پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اس کے واسطے حدیث میں ہے کہ پیدائشی کافر تھا کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کی قسمت میں یہ تھا کہ بڑا ہو کر کافر ہوگا نہ یہ کہ اس میں فطرۃ بمعنے استعداد لقبول الحق نہ تھی حدیث میں طبع کافرا کا یہی مدلول ہے اور فرحوا بہا میں اس فرح کی مذمت ہے جو براہ بطر ہو اور سورۂ یونس میں فلیفرحوا میں اس فرح کا امر ہے جو بطور شکر ہو پس ان میں کچھ تعارض نہیں اور مضمون آیت واذا اذقنا الناس رحمۃ الخ کے متعلق ایک ضروری مضمون سورۂ یونس کے رکوع دوم آیت واذا مس الانسان الخ کی تفسیر کے ذیل میں لکھا گیا ہے جو قابل ملاحظہ ہے اور آیت ما اتیتم من زکوٰۃ اگر مکی ہو تو زکوٰۃ بمعنے مطلق صدقہ کے ہوگی کیونکہ فرضیت زکوٰۃ کی مدینہ میں ہوئی ہے ربط اوپر اثبات توحید اور شرک کا ابطال تھا آگے ذنوب و معاصی کا جن میں شرک و کفر سب سے اعظم واقبح ہے دنیا و آخرت میں شآمت و وبال اور تتمیم و مقابلہ کے لیے توحید و طاعات کا نیک مآل مذکور ہے۔

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ قبل فات ای مسلمان اشار الی ان المخاطب عام لا النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ ۱۲

ذکر وبال از شرک و ضلال و سوء اعمال

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو شخص کفر کر رہا ہے اُسپر تو اسکا کفر پڑیگا ۔ اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے لیے سامان کر رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو اپنے فضل سے جزا دیگا جو ایمان لائے اور انہوں نے

مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اچھے عمل کیے واقعی اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ (شرک و معصیت ایسی بری چیز ہے کہ) خشکی اور تری (یعنی تمام دنیا) میں لوگوں کے (برے) اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں (مثلاً قحط و وباء و طوفان) تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کے بعضے اعمال (کی سزا) کا مزہ اُن کو چکھا دے تاکہ وہ (اپنے ان اعمال سے) باز آجاویں (جیسا دوسری آیت میں ہے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم اور بعض کی مطلب یہ ہے کہ اگر سب پر عقوبتیں مترتب ہوں تو ایکدم زندہ نہ رہیں کقولہ تعالیٰ ولو یواخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علی ظہرہا من دابۃ اسی معنی کر آیت بالا میں ویعفو عن کثیر فرمایا ہے) غرض جب اعمال بد مطلقاً سبب وبال ہیں تو شرک و کفر تو سب سے بڑھکر موجب نکال ہوگا اور اگر ان مشرکین کو اسکے ماننے میں کچھ تردد ہو تو) آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو (کافر و مشرک) لوگ پہلے ہو گذرے ہیں انکا انجام کیا ہوا اُن میں اکثر مشرک ہی تھے (سو دیکھ لو وہ عذاب آسمانی سے کس طرح ہلاک ہوئے جس سے صاف واضح ہو کہ شرک کا بڑا وبال ہے اور بعضے کفر کی دوسری انواع میں بھی مبتلا تھے جیسے قوم لوط اور قارون اور جو مسخ ہوکر قردہ اور خنازیر ہو گئے تھے کہ آیات کی تکذیب اور نہی کی مخالفت کرکے مبتلائے کفر و لعن ہوئے اور شاید شرک کا بالتخصیص ذکر اس لیے ہو کہ کفار مکہ کی اخص و اشہر حالت یہی تھی اور جب شرک کا موجب وبال ہونا محقق ہو گیا) سو (اے مخاطب) تم اپنا رخ اس دین راست (یعنی توحید اسلامی) کی طرف رکھو قبل اس کے کہ ایسا دن آجاوے جس کے واسطے پھر خدا کی طرف ہٹنا نہ ہوگا (یعنی جیسے دنیا میں خاص عذاب کے وقت کو اللہ تعالیٰ قیامت کے وعدہ پر ہٹاتا جاتا ہے جب وہ موعود دن آجا دیگا پھر اُس کو نہ ہٹاوے گا اور توقف و امہال نہ ہوگا اس جملہ میں شرک کے وبال اخروی کا ذکر ہو گیا جیسا اوپر ظہر الفساد الخ اور کیف کان عاقبۃ الخ میں وبال دنیوی مذکور تھا اور) اُس دن (یہ ہوگا کہ) سب (عمل کرنے والے) لوگ (باعتبار جزا کے) جدا جدا ہو جاوینگے (اس طور پر کہ) جو شخص کفر کر رہا ہے اُس پر تو اُس کا (وبال) کفر پڑے گا اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے (نفع کے) لیے[1] سامان کر رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو اپنے فضل سے (نیک) جزا دیگا جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے (اور اس سے کفار محروم رہیں گے جیسا اوپر فعلیہ کفرہ سے معلوم ہوا جس کی وجہ یہ ہے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا (بلکہ اُن کے کفر پر اُن سے ناخوش ہے اور کفر ہے بھی ناخوشی کی بات اس لیے اس دولت سے محروم ہیں) **ف** بعض نے بر و بحر دونوں سے آبادی مراد لی ہے اول سے جو دریا سے دور ہوں اور ثانی سے جو دریا کے قریب ہوں اور مصائب اور بلیات کے مسبب عن المعاصی ہونے پر اگر شبہ ہو کہ اکثر غیر عاصین پر بھی حوادث کا وقوع ہوتا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ مطلق حوادث کی علت کا معاصی میں انحصار مقصود نہیں بلکہ جو حوادث بطور سزا کے ہوں اُن کی علت صرف معاصی ہیں اور جن حوادث میں دوسری مصلحتیں ہوں مثلاً زیادت درجات یا تحسین اخلاق اُن کی یہ علت نہیں اور مسبوقیت بالمعاصی اور عدم مسبوقیت بالمعاصی دونوں کے فرق کا قرینہ اور علامت ہے یعنی جس حادثہ سے پہلے معصیت ہو چکی ہو اُس کو مسبب عن المعصیت کہیں گے اور جس سے پہلے معصیت نہ ہو جیسے انبیاء میں اُس کو مسبب عن المعصیت نہ کہیں گے اور آیت من کفر الخ میں جو دو حکم ہیں دوسری آیت میں اُن میں سے ایک حکم یعنی علیہ کفرہ کی علت بیان فرمانا انہ لا یحب الخ اور دوسرے حکم یعنی فلانفسہم یمہدون کو بعنوان حاصل جو مدلول ہے لام عاقبت کا بلا علت مکرر تاکید کے لیے ذکر فرمانا اور بجائے علت کے من فضلہ بڑھا دینا اشارہ ہے کہ سزا تو بلا علت نہیں ہوتی لیکن رحمت بلا علت محض فضل سے ہوتی ہے اور نیز اشارہ ہے اہتمام رحمت کی طرف جو مستفاد ہے تکریر و تاکید سے اور چونکہ مقام ہے ذکر وبال کفر کا اس لیے اول آیت کو اسی سے شروع کرنا اور دوسری آیت کو اسی پر ختم کرنا مناسب ہوا اور درمیان میں ایمان اور اُس کی جزا کا تتمیما بیان فرما دیا واللہ اعلم ۔ **ربط** اوپر کی عمر بھی سے اوپر مضمون توحید کا تھا آگے باختلاف عنوان پھر اسی کی طرف عود ہے اور وہ اختلاف عنوان یہ ہے کہ پہلے اثبات بہ پیرایہ ذکر دلائل تھا اور

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی یمہدون سامان اشارۃ الی حمل مہد علی معنی عمل کما فی القاموس ۱۲

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوشخبری دیتی ہیں اور تاکہ تم کو اپنی رحمت کا مزہ چکھادے اور تاکہ کشتیاں اُس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اُس کی روزی تلاش کرو

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

اور تاکہ تم شکر کرو اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر اُن کی قوموں کے پاس بھیجے اور وہ اُن کے پاس دلائل لیکر آئے سو ہم نے اُن لوگوں سے انتقام لیا جو مرتکب جرائم ہوئے تھے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا

اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا اللہ ایسا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اُس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

پھر تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہونچا دیتا ہے تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں - اور وہ لوگ قبل اس کے

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ

کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر برسے نا امید تھے سو رحمت الٰہی کے آثار دیکھو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے کچھ شک نہیں کہ

ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

یہاں اقتصار بہ پیرایۂ ذکر بعض انعامات خاصہ متعلقہ مبادی و آثار نزول مطر ہے جیسا کہ لعلکم تشکرون اور فانظر الی آثار رحمت اللہ میں ترغیب شکر و تذکیر نعمت فرمانا اور لظلوا من بعدہ یکفرون میں خلاف طبع حالت میں ناشکری پر شکایت فرمانا اسکا قرینہ ہے حاصل مجموعہ کا یہ ہوا کہ تصرفات الٰہیہ دلیل ہونے کے اعتبار سے بھی مثبت توحید ہیں اور نعمت ہونے کے اعتبار سے بھی اسلیے مقتضی توحید ہیں کہ نعمت مقتضی شکر ہوتی ہے اور شرک اعلیٰ درجہ کی ناشکری ہے اور چونکہ مشرکین ان دلائل میں تدبر اور ان نعمتوں پر تشکر سے معرض اور شرک و خلاف پر مصر تھے اور اسپر سرکار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوتا تھا اسلیے باثناء مضمون بالا آیت ولقد ارسلنا الخ میں اور مضمون بالا کے ختم پر آیت فانک لا تسمع الخ میں آپ کا تسلیہ فرمایا گیا جسکا حاصل یہ ہے کہ عدم تدبر تو اس لیے ہے کہ یہ مشابہ موتی اور صم اور عمی کے ہیں پس ان سے امید نہ کی جاوے اور انکی ناشکری اور مخالفت حق کی طرف بھی التفات نہ کیا جاوے کہ عنقریب انتقام لیا جاویگا اور چونکہ مجموعہ مضمون متعلق توحید میں ضرب لکم مثلا سے اول اثبات من حیث الاستدلال کیا گیا تھا اسلیے عدم تدبر کے مضمون پر کہ متعلق استدلال کے ہے اختتام کلام بھی مناسب ہوا کہ ایک ہی شئے کا مبتدا اور منتہی ہونا تناسب کا ابلغ طریقہ ہے اسلیے انک لا تسمع کو اخیر میں لائے اور لقد ارسلنا کو کہ متضمن ہے تسلیہ متعلقہ عدم تشکر کو احوال ریاح کے درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے لے آئے اسلیے ذکر میں مضمون مقدم کا تسلیہ مؤخر اور مضمون مؤخر کا تسلیہ مقدم ہوگیا اور چونکہ اوپر قیامت کا ذکر بضمن بیان سزائے اخروی شرک کے آیا تھا اور کفار کو اسمیں بھی کلام تھا اسلیے مضمون نعم میں بتقریب مضمون احیاء ارض کے جملہ ان ذلک لمحی الموتیٰ میں اجمالاً قیامت کا اثبات بھی فرمادیا جو مابعد یعنی آیت اللہ الذی الخ کے لیے جسمیں معاد کی تفصیل ہے بطور تمہید کے بھی ہوگیا واللہ اعلم باسرار کتابہ -

عود بسوئے توحید مع تسلیہ و اثبات اجمالی معاد

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۵)

البلاغۃ قولہ بامرہ و انما جئ بہ لان الریح قد تہب ولا تکون مواتیۃ الا بامرہ قولہ من بعدہ ای متصلاً من غیر تلعثم و ہذہ فائدۃ زیادتہ ۱۲

وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ۝ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

اور اگر ہم ان پر اور ہوا چلادیں پھر یہ لوگ کھیتی کو زرد ہوا دیکھیں تو یہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو آواز نہیں سنا سکتے

الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ ع ۵ ۱۳ ۸

جبکہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔ اور آپ اندھوں کو اُن کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا سکتے آپ تو بس اُنکو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ مانتے ہیں۔

وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ۝ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ
الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝

اور اللہ تعالیٰ کی (قدرت و وحدت و نعمت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی) خوشخبری دیتی ہیں (پس ان کا بھیجنا ایک تو جی خوش کرنے کے لیے ہوتا ہے) اور (نیز اس واسطے) تاکہ (اس کے بعد بارش ہو اور) تم کو اپنی (اس) رحمت (بارش) کا مزہ چکھادے (یعنی بارش کے فوائد عنایت فرمادے) اور (نیز اس واسطے ہوا بھیجتا ہے) تاکہ (اس کے ذریعہ سے ہوائی) کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ (اس ہوا کے ذریعہ سے بواسطہ جریان کشتی کے دریا کے سفر کر کے) تم اس کی روزی تلاش کرو (یعنی جریان فلک اور ابتغاء فضل دونوں ارسال ریاح کے سبب ہیں اول قریب بلاواسطہ اور ثانی بعید بواسطہ اول کے) اور تاکہ (روزی حاصل کر کے اس پر کہ سبب بواسطہ ثانی کے ہے اور باسباب امور مذکورہ پر) تم شکر کرو اور (ان دلائل بالغہ اور نعم سابقہ پر بھی یہ مشرکین حق تعالیٰ کی جو ناشکریاں کرتے ہیں کہ وہ شرک اور مخالفت رسول اور ایذاء مؤمنین ہے تو آپ اس پر محزون نہ ہوں کیونکہ ہم عنقریب ان سے انتقام لینے والے اور اس میں ان کو مغلوب اور اہل حق کو غالب کرنے والے ہیں جیسا کہ پہلے بھی ہوا ہے چنانچہ) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر اُن کی قوموں کے پاس بھیجے اور وہ اُن کے پاس دلائل (ثبوت حق کے) لے کر آئے (جس پر بعضے ایمان لائے اور بعضے نہ لائے) سو ہم نے اُن لوگوں سے انتقام لیا جو مرتکب جرائم ہوئے تھے (اور وہ جرائم تکذیب حق و مخالفت اہل حق ہیں اور اس انتقام میں ہم نے اُن کو مغلوب، اور اہل ایمان کو غالب کیا) اور اہل ایمان کا غالب کرنا (حسب وعدہ و عادت) ہمارے ذمہ تھا (وہ انتقام عذاب الٰہی تھا اور اس میں کفار کا ہلاک ہونا اُن کا مغلوب ہونا ہے اور مسلمانوں کا بچ جانا اُن کا غالب آنا ہے غرض اسی طرح ان کفار سے انتقام لیا جاوے گا خواہ دنیا میں خواہ بعد موت اور تقدیر ثانی پر مابہ الاشتراک مطلق انتقام ہے قطع نظر موطن انتقام سے اور یہ مضمون تسلیہ کا بطور جملہ معترضہ کے تھا آگے ارسال ریاح کے بعض آثار مذکورہ بالاجمال کی تفصیل ہے کہ) اللہ ایسا (قادر و حکیم و منعم) ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو (جو کہ کبھی ان ہواؤں سے پہلے بخارات اٹھ کر بادل بن چکتے ہیں اور کبھی وہ بخارات ان ہی ہواؤں سے بلند ہو کر بادل بن جاتے ہیں پہلی تقدیر پر موجودہ بالفعل بادلوں کو اور دوسری تقدیر پر موجودہ بالقوہ بادلوں کو وہ ہوائیں اُن کی جگہ سے کہ تقدیر اول پر جو قریب من الارض ہے اور تقدیر ثانی پر خود ارض ہے) اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اُس (بادل) کو (کبھی تو) جس طرح چاہتا ہے آسمان (کی جہت یعنی جو کی بلندی) میں پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے (بسط کا مطلب یہ کہ مجتمع کر کے دُور تک پھیلا دیتا ہے اور کسف کا مطلب یہ کہ کبھی تھوڑی دُور تک کبھی بہت دور تک اور کسفا کا مطلب یہ کہ مجتمع نہیں ہوتا متفرق رہتا ہے) پھر (دونوں حالت میں) تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ اُس (بادل) کے اندر سے نکلتا ہے (مجتمع بادل سے برسنا تو بکثرت ہے اور بعض موسموں میں اکثر بارش متفرق بدلیوں سے بھی ہوتی ہے) پھر (بادل سے نکلنے کے بعد) جب وہ (مینہ) اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہونچا دیتا ہے تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر برسے (بالکل ہی) نا امید (ہو رہے) تھے (یعنی ابھی ابھی نا امید تھے اور ابھی ابھی خوش ہو گئے جیسا ابلاس کا قبیل تنزیل اور تنزیل کا قبیل استبشار ہونا دال ہے وجود ابلاس قبیل استبشار پر اور ایسا ہی مشاہدہ بھی ہے کہ انسان کی کیفیت ایسی حالت میں بہت ہی جلدی بدل جاتی ہے) سو (ذرا) رحمت الٰہی (یعنی بارش) کے آثار (تو) دیکھو کہ اللہ تعالیٰ (اس کے ذریعہ سے) زمین کو اُس کے مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد کس طرح زندہ (یعنی تر و تازہ) کرتا ہے (اور یہ بات نعمت اور دلیل

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ تبں ولیذیقکم
جی خوش کرنے کے لیے اشارۃ الی توجیہ ما عطف علیہ لیذیقکم المدلول بقولہ مبشرات ای لیبشرکم بہا ولیذیقکم ۱۲
سلہ قولہ تبں فانتقمنا یعنی ایمان اشارۃ الی ان الفاء فصیحۃ ۱۲
سلہ قولہ فی من قبلہ خوش اشارۃ الی ان الضمیر المجرور الی الاستبشار کما نقلہ فی الروح مختار البعض فمن ہذہ متعلقۃ بینزل ومن الاولی متعلقۃ بمبلسین فائدتہ اتحی ملالایمان لبسرعۃ تقلب قلوبہم من الیاس الی الاستبشار بالاشارۃ الی غایۃ تقارب زمانہما ببیان اتصال الیاس بالتنزیل المتصل بالاستبشار بشہادۃ اذا الفجائیۃ

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ

اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے

وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝

اور وہ جاننے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس روز قیامت قایم ہوگی مجرم لوگ قسم کھا بیٹھیں گے کہ وہ لوگ ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے۔ اسی طرح یہ لوگ اُلٹے چلا کرتے تھے

وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ

اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے وہ کہیں گے۔ کہ تم تو نوشتہ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے ولیکن تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

یقین نہ کرتے تھے۔ غرض اس روز ظالموں کو اُن کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ اُن سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا۔

وحدۃ ہونے کے علاوہ دلیل قدرت علی البعث بھی ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس خدا نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا) کچھ شک نہیں کہ وہی (خدا) مردوں کو زندہ کرنے والا ہے (پس عقلاً امکان میں دونوں برابر اور قدرت کی ذاتیت دونوں کے ساتھ تساوی نسبت کو مستلزم اور دونوں امر کا تشابہ حسی واقع استبعاد ہیں جب ایک پر قدرت ثابت ہے دوسرے پر بھی ثابت ہے) اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (یہ مضمون احیاء موتیٰ کا بمناسبت حیوۃ ارض کے جملہ معترضہ تھا) اور (آگے پھر امطار و ریاح کے متعلق مضمون ہے جس میں اہل غفلت کی ناشکری کا جس کی تبع پر آیات تم دال ہیں بیان ہے یعنی اہل غفلت ایسے ناحق شناس و ناسپاس ہیں کہ اتنی بڑی بڑی نعمتوں کے بعد) اگر ہم ان پر اور (قسم کی) ہوا چلا دیں پھر (اس ہوا سے) یہ لوگ کھیتی کو (خشک اور) زرد ہوا دیکھیں (کہ اس کی سبزی اور شادابی جاتی رہی) تو یہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں (اور پچھلی نعمتیں سب طاق نسیان میں رکھ دیں) سو جب ان کی غفلت اور ناشکری پر اقدام اس درجہ پر ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بالکل ہی بے حس ہیں تو ان کے عدم ایمان و عدم تدبر فی الآیات پر غم بھی بیکار ہے کیونکہ) آپ مردوں کو (تو) نہیں سنا سکتے اور بہروں کو (بھی) آواز نہیں سنا سکتے (خصوصاً) جب کہ پیٹھ پھیر کر چل دیں (کہ اشارہ کو بھی نہ دیکھیں) اور (اسی طرح آپ ایسے) اندھوں کو (جو کہ بصیر کا اتباع نہ کریں) اُن کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا سکتے (یعنی یہ تو ان ماؤف الحواس والحیوۃ کے مشابہ ہیں) آپ تو بس اُن کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں (اور) پھر وہ مانتے (بھی) ہیں اور جب یہ لوگ موتے اور صم اور عمی کے مشابہ ہیں پھر ان سے توقع ایمان کی نہ رکھیے اور غم نہ کیجیے) **ف** سورۂ قصص کے آخری رکوع سے ذرا اوپر ایسی ہی آیت آئی ہے وہاں سماع موتیٰ کی تحقیق گذری ہے **ربط** اوپر توحید کا مضمون تھا آگے بعث کے متعلق مضمون ہے جو اوپر مضمون توحید کے شروع پر آیت اللہ یبدؤ الخلق میں اور اس کے وسط میں یومئذ یصدعون میں بھی اور اس کے ختم پر استطراداً ان ذلک لمحی الموتیٰ میں بھی آچکا ہے۔

ملحقات الترجمہ
سلہ قولہ فی فراخ کھیتی
اشا تعلک ان المرجع النبات
بدلالۃ المقام ۱۲

اثبات امکان و وقوع بعث

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ
مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۵۵ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا
یُؤْفَكُوْنَ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا یَوْمُ
الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

اللغات الساعۃ القیامۃ وصار علما لها بالغلبۃ کالنجم للثریا والکوکب للزہرۃ قولہ یستعتبون فی الروح الاستعتاب طلب العتبی وہی الاسم من الاعتاب بمعنے ازالۃ العتب کالعطاء والاستعطاء ای لا یطلب منہم ازالۃ عتب اللہ تعالیٰ والمراد بہ غضبہ سبحانہ علیہم بالتوبۃ والطاعۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ خلقکم من ضعف ای ابتدأکم ضعفاء وجعل الضعف اساس امرکم کقولہ تعالیٰ وخلق الانسان ضعیفا وفی الضعف استعارۃ مکنیۃ حیث شبہ بالاساس والمادۃ وفی ادخال من علیہ تخییل قولہ شیبۃ للبیان او للجمع بین تغیر قواہم وظواہرہم والمراد بالضعف ابتداء و بالشیب کمالہ ۱۲

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۞

اور ہم نے لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ مضامین بیان کیے ہیں اور اگر آپ ان کے پاس کوئی نشان لے آویں تب بھی یہ لوگ جو کافر ہیں یہی کہینگے کہ تم سب نرے اہل باطل ہو

اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا (مراد اس سے ابتدائی حالت بچپن کی ہے) پھر (اس) ناتوانی کے بعد توانائی (یعنی جوانی) عطا کی پھر (اس) توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا (اور) وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ (ہر تصرف کو) جاننے والا (اور اس تصرف کے نافذ کرنے پر) قدرت رکھنے والا ہے (پس جو ایسا قادر ہو اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے یہ تو بیان تھا بعث کے امکان کا) اور (آگے اس کے وقوع کا بیان ہے یعنی) جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم (یعنی کافر) لوگ (وہاں کی ہول و ہیبت و پریشانی دیکھ کر قیامت کی آمد کو غایت درجہ ناگوار سمجھ کر) قسم کھا بیٹھیں گے کہ (قیامت بہت جلدی آگئی اور) وہ لوگ (یعنی ہم لوگ عالم برزخ میں) ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے (یعنی جو میعاد قیامت کے آنے کی مقرر تھی وہ بھی پوری نہیں پائی کہ قیامت آ پہونچی جیسا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اگر پھانسی والے کی میعاد ایک ماہ مقرر کی جاوے تو جب مہینہ گذر چکے گا اس کو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا مہینہ نہیں گذرا اور مصیبت جلدی آگئی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) اسی طرح یہ لوگ (دنیا میں) اُلٹے چلا کرتے تھے (یعنی جس طرح یہاں آخرت میں قیامت کی ایک واقعی حالت کا کہ اس کا اپنے وقت معین پر وقوع ہے غلط انکار کر دیا اور انکار بھی مؤکد بالقسم اسی طرح دنیا میں قیامت کی ایک واقعی حالت کا کہ اس کا نفس وقوع ہے غلط انکار کیا کرتے تھے اور انکار بھی مؤکد جیسے وما نحن بمبعوثین وغیرہ) اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے (مراد اہل ایمان ہیں کہ اخبار شرعیہ کا علم ان کو حاصل ہے) وہ (ان مجرمین کے جواب میں) کہیں گے کہ (تم برزخ میں میعاد سے کم تو نہیں رہے جیسا تمہارا غلط دعویٰ ہے بلکہ) تم تو (میعاد) نوشتہ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے (جو میعاد تھی لبث فی البرزخ کی) ولیکن (وجہ اس بات کی کہ اس کو میعاد سے جلدی آیا ہوا سمجھتے ہو یہ ہے کہ) تم (دنیا میں قیامت کے وقوع کا) یقین (اور اعتقاد) نہ کرتے تھے (بلکہ تکذیب و انکار کیا کرتے تھے اس انکار کے وبال میں آج پریشانی کا سامنا ہوا اس وجہ سے گھبرا کر خیال ہوا کہ ابھی تو میعاد بھی پوری نہیں ہوئی اور اگر تصدیق کرتے اور ایمان لے آتے تو اس کے وقوع کو جلدی نہ سمجھتے بلکہ یوں چاہتے کہ اس سے بھی جلدی آجاوے کہ عادۃ طبعیہ ہے وعدہ راحت کے وقت کا جلدی آنا چاہتا ہے اور انتظار شاق اور اس کی مدت طویل معلوم ہوا کرتی ہے جیسا حدیث میں بھی ہے کہ کافر قبر میں کہتا ہے رب لا تقم الساعۃ اور مؤمن کہتا ہے رب اقم الساعۃ اور مؤمنین کے اس جواب سے بھی جو یہاں مذکور ہے کہ تم کہاں رہے بہت تو رہے مترشح ہوتا ہے کہ وہ مشتاق اور مستعجل تھے) غرض اس روز ظالموں (یعنی کافروں کی پریشانی اور مصیبت کی یہ کیفیت ہوگی کہ ان) کو ان کا (کسی قسم کا جھوٹا یا سچا) عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا (یعنی اس کا موقع نہ دیا جاوے گا کہ توبہ کر کے خدا کو راضی کر لیں) ف مجرمین اس قسم یعنی ما لبثوا غیر ساعۃ میں ایسے ہی جھوٹے ہوں گے جیسے سورۂ انعام کے تیسرے رکوع میں ان کا یہ قول ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین جس پر ارشاد ہوا ہے انظر کیف کذبوا علی انفسہم الآیۃ اور سورۂ طٰہٰ آیت یتخافتون بینہم ان لبثتم الا عشرا میں جو ان کے اس قول کی تکذیب نہیں کی گئی تو وہاں علت کے اس قول سے اور مقصود ہے جو وہاں مذکور ہے دیکھ لیا جاوے اور یہاں اور مقصود ہے اس لیے وہاں تکذیب نہیں کی گئی اور یہاں تکذیب کی گئی **ربط** اب خاتمہ میں دو مضمون ہیں جو بطور نتیجہ سورت کے ہیں یعنی مجموعہ سورت کے مضامین مفصلہ کی مدح اور بلاغت کا اجمالی بیان جس کا حاصل ان مضامین کی قوت فاعلیہ اور کمال تاثیر ہے اور باوجود اس شدت مؤثریت کے کفار کے نہ ماننے پر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ کے لیے کفار کی معاندت اور جہالت کا ذکر جس کا حاصل ان کی قوت انفعالیہ کا فقدان اور عدم تاثیر ہے۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ما لبثوا مشاہدہ اخذتہ من الکبیر الفنام م فتح اللہ علی فی ہذا المقام بعد ان کل ذہنی و فقنی للدعاء بالفتح ۱۲

لہ قولہ فی کتب اللہ وفق کما یقال ما حکم الواقعۃ فی الشرع ای موافقا للشرع و ہو حال من المصدر المدلول علیہ بقولہ لبثتم ای لبثا کائنا فی کتاب اللہ و تحقیقہ ۱۲

بیان بلاغت مضامین قرآن و عناد اہل طغیان و تسلیہ صاحب فرقان

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۞

البلاغۃ

قولہ ان انتم فی الروح و توحید الخطاب فی جعلتہم علی ما یقتضیہ الظاہر و اما جمعہ فی قولہم ان انتم فلئلا یبقی بزعمہم لہ علیہ السلام شاہد من المؤمنین حیث جعلوا الکل متعینین اھ قلت وہو من الحسن واللطافۃ بمکان ۱۲

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ ع ۶

جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر یوں ہی مہر کردیا کرتا ہے سو آپ صبر کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ بدیقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں

سورۃ لقمٰن مکیۃ وھی اربع وثلثون اٰیۃ واربع رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

الٓمّٓ ۔ یہ آیتیں ہیں ایک پُرحکمت کتاب کی جو کہ ہدایت اور رحمت ہے نیک کاروں کے لیے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اور ہم نے لوگوں (کی ہدایت) کے واسطے اس قرآن (کے مجموعہ یا اس کے اس خاص جز یعنی سورت) میں ہر طرح کے عمدہ (اور عجیب) مضامین (ضروریہ) بیان کیے ہیں (جو اپنی بلاغت وکمال کی وجہ سے مقتضی اس کو ہیں کہ ان کافروں کو ہدایت ہو جاتی مگر ان لوگوں نے غایت عناد سے اس کو قبول نہ کیا اور اس سے منتفع نہ ہوئے اور قرآن کی کیا تخصیص ہے ان لوگوں کا عناد اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ) اگر (قرآن کے علاوہ ان خوارق سے جن کی یہ خود فرمائش کیا کرتے ہیں) آپ ان کے پاس کوئی نشان لے آویں تب بھی یہ لوگ جو کہ کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنین جو آیات تشریعیہ وتکوینیہ کے مصدق ہیں) نرے اہل باطل ہو (پیغمبر کو سحر کی تہمت لگا کر صاحب باطل کہیں اور مسلمانوں کو سحر کی تصدیق کرنے سے اہل باطل کہیں اور ان لوگوں کے اس عناد کے بارہ میں اصل بات یہ ہے کہ) جو لوگ (باوجود تکرر آیات ودلائل کے حق کا) یقین نہیں کرتے (اور نہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر یوں ہی مہر کردیا کرتا ہے (جیسا ان کے دلوں پر ہو رہی ہے یعنی روزانہ استعداد قبول حق کی مضمحل وضعیف ہوتی جاتی ہے اس لیے انقیاد میں ضعف اور عناد میں قوت بڑھتی جاتی ہے) سو (جب یہ ایسے معاند ہیں تو ان کی مخالفت اور ایذا رسانی اور بدکلامی وغیرہ پر) آپ صبر کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ (کہ آخر میں یہ ناکام اور اہل حق کامیاب ہوں گے) سچا ہے (وہ وعدہ ضرور واقع ہوگا پس صبر وتحمل تھوڑے ہی دن کرنا پڑتا ہے) اور یہ بدیقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں (یعنی ان کی طرف سے خواہ کیسی ہی بات پیش آوے مگر ایسا نہ ہو کہ آپ برداشت نہ کریں) **ف** مطلب یہ کہ نفسانی انتقام گو فی نفسہ جائز ہے مگر صاحب تبلیغ کے لیے اور خصوص تخاطب کے وقت کہ اسلام کی ابتدائی حالت ہی خلاف مصلحت ہے اور جہاد نفسانی انتقام نہیں ہے اس لیے دونوں میں تعارض نہیں کہ ناسخ ومنسوخ کا قائل ہونا پڑے۔ تم وللہ الحمد تفسیر سورۃ الروم للسابع والعشرین من شہر اللہ المحرم ۱۳۲۵ من ہجرۃ خیر الانام علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام۔ سورۃ لقمٰن مکیۃ قیل الا ثلثا من قولہ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام الٰی آخرہا۔ اربع وثلثون وقیل ثلث وثلثون کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورۃ میں یہ مضامین ہیں شروع میں مدح قرآن کی جو سورت سابقہ کے ختم پر بھی مذکور ہے اور مدح قرآن کے ساتھ مثل فاتحہ سورۂ بقرہ کے اس کے مصدقین کی مدح اور مکذبین ومعرضین کی مذمت پھر مکذبین کی سزا اولٰئک لہم عذاب اور فبشرہ میں پھر مصدقین کی جزا ان الذین اٰمنوا میں پھر خلق السمٰوٰت سے مختار کفھا تک توحید اور درمیان میں تتمیم قصہ لقمان کے لیے یٰبنی اقم الصلوٰۃ سے بعض احکام فرعیہ اور اذا قیل لہم اتبعوا سے ضعف تمسک مشرکین اور قوت تمسک موحدین اور ومن کفر سے بیان وعید مشرکین کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ اور یٰایہا الناس سے وعظ کے پیرایہ میں وعید مذکور مدلول آیت نمتعہم قلیلا الخ اور اس کے وقت وقوع یعنی قیامت کے تقریر اور ختم پر بیان اختصاص علم غیب بحق تعالیٰ واللہ اعلم۔

مدح قرآن ومصدقین وذم معرضین ضالین مضلین مع مآل فریقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ

یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے رستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور بعضا آدمی ایسا ہی جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا

راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اسکی ہنسی اڑاوے ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ اور جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے

كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِيْٓ أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ○ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ

جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے۔ سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے انکے لیے عیش کی

النَّعِيْمِ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِيْٓ أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ○ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ الٓمّٓ (اس کے معنے اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ (جو اس سورت یا قرآن میں مذکور ہیں) آیتیں ہیں ایک پرحکمت کتاب (یعنی قرآن) کی جو کہ ہدایت اور رحمت (کا سبب) ہے نیک کاروں کے لیے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں (سو) یہ لوگ (اس قرآن کے اعتقاد اور عمل کی بدولت) اپنے رب کے سیدھے رستہ پر ہیں اور یہی لوگ (اس ہدایت کی بدولت) فلاح پانے والے ہیں (پس قرآن اس طرح ان کے لیے ہدایت اور رحمت کا جس کا اثر فلاح ہے سبب ہو گیا پس بعضے آدمی تو ایسے ہیں جیسا بیان کیا گیا) اور (برخلاف ان کے) بعضا آدمی ایسا (بھی) ہے جو (قرآن سے اعراض کرکے) اُن باتوں کا خریدار بنتا ہے (یعنی ایسی باتیں اختیار کرتا ہے) جو (اللہ سے) غافل کرنے والی ہیں (سو اول تو لہو کا اختیار کرنا جب کہ مقرون بالاعراض عن آیات اللہ ہو خود ہی کفر اور ضلال ہے پھر خاص کر جب کہ اس کو اس غرض سے اختیار کیا جاوے کہ) تاکہ (اس کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ (یعنی دین حق) سے بے سمجھے بوجھے (حقیقت امر کے) گمراہ کرے اور (اسی گمراہ کرنے کے ساتھ) اس (راہ حق) کی ہنسی اڑاوے (تاکہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جاوے تب تو کفر بر کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال ہے اور) ایسے لوگوں کے لیے (آخرت میں) ذلت کا عذاب (ہونے والا) ہے (جیسا کہ ان کے اضداد کے لیے فلاح کا ہونا معلوم ہوا) اور (اس شخص مذکور کے اعراض کی یہ حالت ہے کہ) جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا (ایسی بے التفاتی سے) منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اسکے کانوں میں ثقل ہے (یعنی جیسے بہرا ہے) سو اس

البلاغۃ یشتری فیہ عموم المجاز ولہ فردان المعنی الحقیقی ومطلق الاختیار والاستحباب ولو من غیر اشتراء وکذا لہو الحدیث بمعنی اللہو من الحدیث فیہ عموم المجاز ولہ فردان الاخبار والاحادیث الملہیۃ وما ہو سبب اللہو کالقنیۃ وکونہا لہوا مبالغۃ کتسمیۃ النساء والبنین شہوۃ فی قولہ تعالیٰ زین للناس حب الشہوات والنکتۃ فی ہذہ المبالغۃ الاشارۃ الی ان المقصود الاصلی بالقنیۃ ہو صوتہا فکانہ ہو المشتری حقیقۃ ودل علی اعتبار عموم المجاز فی کلا اللفظین الاشتراء واللہو قولہ لیضل ینبئ بزیادۃ الذم ونظر الی الواقع فی سبب النزول والا فالاشتراء المذکور ذمیم بانفرادہ ایضا لکونہ

مقرونا بالاعراض عن آیات اللہ قولہ بغیر علم قید واقعی لا احترازی قولہ کان فی اذنیہ بدل او بیان للترقی فی الذم ۱۲

الروایات الدالۃ علی العموم المذکورۃ فی فائدۃ من التفسیرین قولہ علیہ السلام فی مثل ہذا ومن قول ابن عباس شبہہا لان العموم لا ینفی الاصل اخذ عموم المجاز فی کلیہما ولو لم تدل الروایات علی العموم لصح کون الاشتراء علی حقیقتہ مع التجوز فی لہو الحدیث لان کتب الاعاجم والقینات کلتاہما مشتراۃ ثم احدہما حدیث والاخری کالحدیث فی کونہا الہاء ۱۲

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستون بنایا تم انکو دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لیکر ڈانواڈول نہ ہونے لگے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

پھر اس میں ہر طرح کے عمدہ اقسام اگائے۔ یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اب تم لوگ مجھکو دکھاؤ کہ اسکے سوا جو ہیں انہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں بلکہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

(شخص) کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے (یہ تو معرض کی سزا کا بیان ہوا آگے اہل ہدیٰ کی جزا جو کہ فلاح موعود کی تفصیل ہے مذکور ہے یعنی) البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لیے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے (بس کمال قدرت سے وعدہ اور وعید کو واقع کر سکتا ہے اور حکمت سے اس کو حسب وعدہ واقع کرے گا) **ف** گو شان نزول آیت ومن الناس الخ کا خاص ہے کہ نضر بن حارث ایک رئیس کافر تھا وہ تجارت کے لیے فارس جاتا تو وہاں سے شاہان عجم کے قصص اور تواریخ مول لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں میں رستم و اسفندیار اور اکاسرہ کے قصے سناتا ہوں لوگ اس کے قصوں کو لذیذ سمجھتے اور قرآن کو نہ سنتے اورده فی الروح عن اسباب النزول للواحدی عن الکلبی ومقاتل وذکر نحوه فی الدر بروایة البیھقی عن ابن عباس و نیز اس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی جب کسی کو اسلام کی طرف راغب دیکھتا اس کو اپنی اس لونڈی کے پاس لیجاتا اور اس سے کہتا کہ اس کو کھلا پلا اور گانا سنا اور اس شخص سے کہتا کہ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو روزہ رکھو اور اپنی جان دو اورده فی الدر عن ابن عباس مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ میں حدیث مرفوع ہے کہ گانے والی لونڈیوں کی تجارت مت کرو اور اس کے بعد یہ فرمایا وفی مثل ھذا انزلت ھذہ الآیة ومن الناس من یشتری الخ اور بخاری نے ادب مفرد میں ابن عباس رض کا قول بیان کیا ہے لہو الحدیث ھو الغناء واشباھه کذا فی الروح پس لفظ مثل اور اشباہ سے عموم ظاہر ہے پس اس بنا پر جو شغل دین اسلام سے ضلال یا اضلال کا موجب بن جاوے وہ حرام بلکہ کفر ہے اور آیت میں یہی مقصود ہے چنانچہ مقابلہ من یشتری کا ذکر مومنین کے ساتھ اور خود لفظ یشتری کہ دال ہے استبدال باطل بالحق پر اور ولّی سے دلالت اس کے ضلال پر اور لیضل سے اسکے اضلال پر اور اسکی وعید میں عذاب مھین والیم آنا جو مخصوص ہے کفار سے سب اسی مقصود کے قرائن ہیں اور دوسرے دلائل شرعیہ سے استقلالاً ثابت ہے کہ جو لہو اعمال فرعیہ شرعیہ سے باز رکھے یا کسی معصیت کا سبب ہو جاوے وہ صرف معصیت ہے اور جو لہو کسی امر واجب کا مفوت نہ ہو اور اس میں کوئی شرعی غرض و مصلحت بھی نہ ہو وہ مباح لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے اور مسابقت فرس و مسابقت سہم و ملاعبت اہل میں چونکہ معتد بہ غرض تھی اسلیے حدیث میں اس کو لہو باطل سے مستثنیٰ فرمایا اور مسئلہ غنا اور سماع کا اس آیت کا مدلول ہونا ضرور نہیں اس کا حکم منفصل مستقلاً مثل دیگر اقسام لہو کے دوسرے دلائل حدیثیہ و فقہیہ سے اپنے محل پر ثابت ہے اور اس تفصیل سے تمام مشاغل اور تفریحات کا حکم بھی جس میں اخبار اور ناول وغیرہ بھی آگئے معلوم ہو گیا واللہ اعلم اور زکوٰۃ کی فرضیت گو مدنی ہو مگر مشروعیت مکی ہو سکتی ہے اس لیے مکی سورتوں میں جیسے یہ سورت یا سورۂ مومنین یا سورۂ روم میں اس کا وقوع محل اشکال نہیں جس کو حضرت نے ان دو مذکورہ سورتوں کی تفسیر میں صدقہ سے تعبیر کیا ہے۔ **ربط** اوپر قرآن اور اسکے مصدقین کی مدح اور معرضین کی مذمت تھی آگے دور تک توحید کا مضمون ہے جو قرآن کی اہم تعلیم ہے۔

توحید

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستون بنایا (چنانچہ) تم ان کو دیکھ رہے ہو اور زمین میں (بھاری بھاری) پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لیکر ڈانواڈول نہ ہونے لگے اور اس (زمین) میں

البلاغة قوله انبتنا فيه التفات من الغيبة الى التكلم ۱۲	قوله بل الظلمون فيه وضع المظهر موضع المضمر ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ

اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کریگا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کریگا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔ اور جب لقمان نے

لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ

اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھیرانا۔ بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے۔ اسکی ماں نے

النصف — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ

ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اسکا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگذاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ

بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

ایسی چیز کو شریک ٹھیرائے جسکی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ

پھر میں تم کو جتلا دونگا جو جو کچھ تم کرتے تھے — بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو — پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو — یا وہ آسمانوں کے اندر ہو

اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اسکو اللہ تعالیٰ حاضر کردیگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین باخبر ہے۔

ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس زمین میں ہر طرح کے عمدہ اقسام (نباتات کے) اگائے (اور ان لوگوں سے جو کہ شرک کرتے ہیں کہیے کہ) یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں (سو اگر تم دوسروں کو شریک الوہیت قرار دیتے ہو تو) اب تم لوگ مجھکو دکھاؤ کہ اسکے سوا جو (معبود بنا رکھے) ہیں انہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں (تاکہ ان کا استحقاق الوہیت ثابت ہو اور اس دلیل کا مقتضا یہ تھا کہ وہ لوگ ہدایت پر آجاتے مگر انہوں نے ہدایت کو قبول نہیں کیا) بلکہ یہ ظالم لوگ (بدستور) صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں ف اس استدلال سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ استحقاق الوہیت کے لیے ایجاد ممکنات لازم ہے کیونکہ استحقاق الوہیت تو قدیم ہے اگر ایجاد اسکے لوازم سے ہوگا تو وہ بھی قدیم ہو جاویگا تو اس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آویگا وہو باطل بلکہ مطلب یہ ہے کہ ممکنات کی تقدیر وجود پر یعنی جب وہ موجود ہوں تو لازم ہے کہ انکا موجد وہی ہو جو مستحق الوہیت ہو اب خدشہ مذکور دفع ہو گیا خوب سمجھ لو اور تدوھا کی تحقیق سورۂ رعد کے پہلے رکوع میں اور القی فی الارض رواسی کی تحقیق سورۂ نحل کے دوسرے رکوع میں گذر چکی ہے ربط آگے بھی اوپر کی طرح توحید کا مضمون ہے اور اسکی تقریر کے لیے قصہ لقمان علیہ السلام کا مذکور ہے جن کی وصیت میں تعلیم توحید بھی ہے جو تکمیل اعتقادی کی فرد اعظم ہے پھر تکمیل عملی کی تعلیم ہے جسکا ذکر علم و عمل کے تناسب سے کر دیا گیا اور مقصود اعظم ذکر توحید معلوم ہوتا ہے اور تاکید توحید کے لیے قصہ کے درمیان بطور ضمیمہ کے آیت ووصینا الانسان آگئی ہے۔

حکایت لقمان و وصایائے او از توحید وغیرہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

اللغات الوعظ التذکیر بالخیر فیما یرق لہ القلب ۱۲	عند الشرع قولہ انہا ای الخصلۃ الحسنۃ او السیئۃ لدلالۃ المقام علیہ ۱۲
النحو قولہ ان اشکر معمول لمقدر وتقدیر الکلام کذا آتینا لقمان الحکمۃ آمرین وقائلین لہ ان اشکر ... قولہ وہنا علی وہن حال بتقدیر مضاف ای حال کونہا ذات وہن ...	البلاغۃ قولہ یبنی التصغیر للترحم لا للتحقیر قولہ حملتہ تخصیص للام لزیادۃ مشقتہا قولہ فی الدنیا قیل ذکرہ لتہوین امر الصحبۃ والاشارۃ الی انہا فی ایام قلائل ... الی ان الرفق بہا فی الامور الدنیویۃ لا الدینیۃ

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ

اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل - بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ؕ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۝

اور اپنی آواز کو پست کر۔ بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ؕ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۝ اور ہم نے لقمان کو دانشمندی (جس کی حقیقت علم مع العمل ہے) عطا فرمائی (اور ساتھ ہی یہ حکم دیا) کہ (سب نعمتوں پر عموماً اور اس نعمت حکمت پر کہ افضل النعم ہے خصوصاً) اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کریگا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے (یعنی اسی کا نفع ہے کہ اس سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے کما قال لئن شکرتم لازیدنکم دنیوی نعمت میں تو باعتبار نفس نعمت کے کبھی اور باعتبار ثواب کے ہمیشہ اور دینی نعمت میں مثل علم وغیرہ کے دونوں طرح یعنی علم بھی بڑھتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے) اور جو ناشکری کریگا تو اپنا ہی نقصان کریگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تو) بے نیاز (اور سب) خوبیوں والا ہے (یعنی چونکہ وہ اپنی ذات میں کامل ہے جو دلیل ہے حمید کا اس لیے وہ غنی ہے اس کو کسی کے شکر و ثنا کی احتیاج نہیں کہ اس میں استکمال بالغیر لازم آتا ہے اور چونکہ لقمان موصوف ہیں حکمت یعنی علم و عمل کے ساتھ اس سے مفہوم ہوا کہ انہوں نے مقتضائے شکر پر بھی عمل کیا ہوگا پس وہ شاکر بھی تھے اور شاکر ہونے سے ان کی حکمت میں ترقی بھی ہوئی ہوگی پس وہ اعلیٰ درجہ کے حکیم ہوئے) اور (ایسے حکیم کی تعلیم ضرور قابل عمل ہونا چاہیے سو ان کی تعلیمات ان لوگوں کے سامنے ذکر کیجیے)

جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھیرانا بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے (جس کی حقیقت ہے وضع الشئ فی غیر محلہ اور ظاہر ہے کہ یہ وضع الشئ فی غیر المحل شرک میں بدرجہ اشد ہے) اور (درمیان قصہ کے تاکید امر توحید کے لیے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے (کہ ان کی اطاعت اور خدمت کرے کیونکہ انہوں نے اس کے لیے بڑی مشقتیں جھیلی ہیں بالخصوص ماں نے چنانچہ) اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسکو پیٹ میں رکھا (کیونکہ جوں جوں حمل بڑھتا جاتا ہے حاملہ کا ضعف بڑھتا جاتا ہے) اور (پھر) دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے (ان دنوں میں بھی وہ ہر طرح کی خدمت کرتی ہے اسی طرح اپنی حالت کے موافق باپ بھی مشقت اٹھاتا ہے اس لیے ہم نے اپنے حقوق کے ساتھ ماں باپ کے بھی حقوق ادا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ یہ ارشاد کیا) کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کیا کر (حق تعالیٰ کی شکر گذاری تو عبادت و اطاعت حقیقیہ کے ساتھ اور ماں باپ کی خدمت و ادائے حقوق شرعیہ کے ساتھ کیونکہ) میرے ہی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے (اس وقت میں اعمال کی جزا و سزا دونگا اس لیے احکام کی بجا آوری ضروری ہے) اور (اباوجودیکہ ماں باپ کا اتنا بڑا حق ہے جیسا ابھی معلوم ہوا لیکن امر توحید ایسا عظیم الشان ہے کہ) اگر تجھ پر وہ دونوں (بھی) اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھیرائے جس (کے شریک الوہیت ہونے) کی تیرے پاس کوئی دلیل (اور سند) نہ ہو (اور ظاہر ہے کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جس کے استحقاق شرکت پر کوئی دلیل قائم ہو بلکہ عدم استحقاق پر دلیلیں قائم ہیں پس مراد یہ ہوئی کہ اگر وہ کسی چیز کو بھی شریک الوہیت ٹھیرانے کا تجھ پر زور دیں) تو تو ان کا کہنا نہ ماننا

اللغات قولہ ولا تصعر من الصعر بمعنی الصید وھو داء یعتری البعیر فیلوی منہ عنقہ واللام تعلیلیۃ والمراد لا تصعر لاجل الاعراض عن الناس او صلۃ والمعنی لا تمل عنہم ولا تولہم صفحۃ وجہک کما یفعلہ المتکبرون ۱۲

البلاغۃ قولہ کل مختال دخل الکلام رفع الایجاب الکلی والمراد السلب الکلی ۱۲ قولہ ان انکر الجملۃ تعلیل للامر بالغض علی ابلغ وجہ وآکدہ حیث شبہ الرافعون اصواتہم بالحمیر ومثلت اصواتہم بالنہاق ثم اخلی الکلام من لفظ التشبیہ واخرج مخرج الاستعارۃ وافراد الصوت لان المراد لیس بیان صوت کل واحد من آحاد ہذا الجنس حتی یجمع بل بیان صوت ہذا الجنس من بین اصوات سائر الاجناس وجمع الحمیر للمبالغۃ فی التنفیر فان الصوت اذا توافقت علیہ الحمیر کان انکر کذا فی الروح ملخصا وعلی ما اخترت لا یتوقف التعلیل علی الاستعارۃ کما

۲۶۸

اور (ہاں یہ ضرور ہے کہ) دنیا (کے حوائج و معاملات) میں (جیسے انفاق و خدمت وغیرہ) اُن کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا اور (دین کے بارے میں صرف) اُس (ہی) شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو (یعنی میرے احکام کا معتقد اور عامل ہو) پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر (آنے کے وقت) میں تم کو جتلادوں گا جو جو کچھ تم کرتے تھے (اس لیے کسی امر میں میرے حکم کے خلاف مت کرو آگے پھر تکمیل ہے قصہ وصایائے لقمانیہ کی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو اور نصیحتیں بھی کیں چنانچہ توحید و عقائد کے بارے میں یہ بھی نصیحت کی کہ) بیٹا (حق تعالےٰ کا علم اور قدرت اس درجہ ہے کہ) اگر (کسی کا) کوئی عمل (کیسا ہی مخفی ہو مثلاً فرض کرو کہ وہ) رائی کے دانہ کی برابر (مقدار میں) ہو (اور) پھر (فرض کرو کہ) وہ کسی پتھر کے اندر (چھپا رکھا) ہو (جو کہ ایسا حجاب ہے کہ اُس کا رفع ہونا دشوار ہے اور بدون رفع کسی کو اُس کے اندر کا علم نہیں ہوتا) یا وہ آسمانوں کے اندر ہو (جو کہ عام خلائق سے مکاناً بہت بعید ہے) یا وہ زمین کے اندر ہو (جہاں خوب ظلمت رہتی ہے اور یہی اسباب ہیں خفاء شئی کے علم خلق سے کیونکہ کبھی غایت صغر جثہ سے ایک شے مخفی ہو جاتی ہے کبھی حجاب کے شدید ہونے سے کبھی مکان کے بعید ہونے سے کبھی ظلمت سے لیکن حق تعالےٰ کی ایسی شان ہے کہ اگر اتنے اسباب بھی اختفاء کے مجتمع ہوں) تب بھی (قیامت کے روز حساب کے وقت) اُس کو اللہ تعالےٰ حاضر کر دے گا (جس سے علم اور قدرت دونوں ثابت ہوئے) بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین (اور) باخبر ہے (اور اعمال کے باب میں یہ نصیحت کی کہ) بیٹا نماز پڑھا کرو (کہ بعد تصحیح عقائد کے اعلیٰ درجہ کا عمل ہے) اور (جیسا تصحیح عقائد و اعمال سے اپنی تکمیل کی ہے اسی طرح دوسروں کی تکمیل کی بھی کوشش کرنا چاہیئے پس لوگوں کو) اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر (اور اس امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بالخصوص اور ہر حالت میں بالعموم) تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اُس پر صبر کیا کر یہ (صبر کرنا) ہمت کے کاموں میں سے ہے (اور اخلاق و عادات کے باب میں یہ نصیحت کی کہ بیٹا) لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بیشک اللہ تعالےٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر (نہ بہت دوڑ کر چل کہ وقار کے خلاف ہے نیز گر جانے کا بھی احتمال ہے اور نہ بہت گن گن کر قدم رکھ کہ وضع متکبرین کی ہے بلکہ بے تکلف اور متوسط رفتار تواضع و سادگی کے ساتھ اختیار کر جس کو دوسری آیت میں اس عنوان سے ذکر کیا ہے یمشون علی الارض ہونا) اور (بولنے میں) اپنی آواز کو پست کر (یعنی بہت غل مت مچا اور یہ مطلب نہیں کہ اتنی پست کر کہ دوسرا سنے بھی نہیں آگے غل مچانے سے نفرت دلاتے ہیں کہ) بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز (ہوتی) ہے (تو آدمی ہو کر گدھوں کی طرح چیخنا چلانا کیا مناسب ہے نیز چیخ چلاوے سے بعض اوقات دوسروں کو وحشت و اذیت بھی ہوتی ہے)

ف حضرت لقمان کو عکرمہ اور لیث نے نبی کہا ہے لیکن حکیم ترمذی نے نوادر میں حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ ان کو قبل داؤد علیہ السلام کے خلافت دی جاتی تھی انہوں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر میری مرضی پر ہے تو میں معافی چاہتا ہوں پھر بعد میں داؤد علیہ السلام کو خلافت دی گئی یہ سب روایات درمنثور میں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ لقمان علیہ السلام نبی نہ تھے نیز ابن عباس رضؓ وغیرہ سے بھی ان کے نبی نہ ہونے کی روایتیں درمنثور میں ہیں اور حکیم ترمذی کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا زمانہ قریب داؤد علیہ السلام کے تھا پس اُن کے نبی نہ ہونے کی بناء پر اُن کو یہ حکم ہونا ان اشکر للہ یا بطور الہام کے ہوگا یا اُس زمانہ کے کسی نبی کی تعلیم کے ذریعہ سے اور جس فرزند کو انہوں نے نصیحت کی ہے صحیح اور صریح طور پر کہیں نہیں دیکھا کہ ان کے فرزند کا کیا طریقہ تھا آیا پہلے سے موحد تھے یا اس نصیحت کے بعد موحد ہوئے یا کیا ہوا واللہ اعلم اور ظاہرا ان الشرک لظلم عظیم یہ بھی حضرت لقمان کا قول معلوم ہوتا ہے اور صحیحین کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آیت والذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم کے نزول کے وقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک تمام قول کو حضرت لقمان کی طرف منسوب فرمایا اور اس آیت میں جو دو سال میں دودھ چھڑانے کا ذکر ہے جو علماء مدت رضاع اڑھائی سال کہتے ہیں وہ اس کو عادۃ غالبہ پر محمول کریں گے اور عمل کو جو مثقال حبۃ سے موصوف کیا ہے یہ بنا بر تمثیل معقول بالمحسوس ہے اور عزم بمعنی واجب اس لیے نہیں لیا گیا کہ ضمیر کے بعض افراد صرف مستحب ہیں اس لیے اس کے دوسرے معنے لیے گئے کما فی القاموس عزم جد فی الامر اور اس مقام پر جو امور مذکور ہیں اُن میں بعضے منجملہ آداب و مستحبات ہیں **ربط** اوپر سے مضمون توحید کا چلا آتا تھا اور اسی کی مناسبت سے وصایائے لقمانیہ کا ذکر آگیا تھا آگے پھر مضمون توحید ہے

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ

کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں اور بعضے آدمی

مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں بدون واقفیت اور بدون دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں

عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ۝ وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَی اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے کیا اگر شیطان ان کے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا رہا ہو تب بھی۔ اور جو شخص اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو اس نے بڑا مضبوط

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ؕ وَاِلَی اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا یَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

حلقہ تھام لیا۔ اور اخیر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف پہونچے گا۔ اور جو شخص کفر کرے سو آپ کے لیے اس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہیے ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم ان کو جتلا دینگے جو جو کچھ وہ کیا کرتے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

اللہ تعالیٰ کو دلوں کی باتیں خوب معلوم ہیں ہم ان کو چندے روزہ عیش دئے ہوئے ہیں پھر ان کو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی طرف لے آویں گے اور اگر آپ ان سے پوچھیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دینگے کہ اللہ نے آپ کہیے کہ الحمد للہ بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے جو کچھ آسمان و زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ

هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ

بے نیاز سب خوبیوں والا ہے اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر اور ہو جاویں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝

بیشک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے۔

تاکید مضمون توحید

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ۝ وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَی اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ؕ وَاِلَی اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا یَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝

الروایات قوله ظاهرة وباطنة فی الروح عن البیهقی مرفوعاً اما الظاهرة فما سوی من خلقک واما الباطنة فما ستر من عورتک والبغاعنه مرفوعاً اما الظاهرة فالاسلام وما سوی من خلقک واما الباطنة فما ستر من مساوی عملک اه قلت المراد التمثیل والا التعارض الخبران فلا ینافی ما فسرتها به قوله ما نفدت فی الروح بروایة ابن

جریر عن عکرمة لما نزل وما اوتیتم من العلم الا قلیلا قالوا ای الیهود تزعم انا لم نوت من العلم الا قلیلا وقد اوتینا التوراة وهی الحکمة ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً فنزلت ولو ان الخ وحاصل الجواب انه وان کان خیراً کثیراً لکونه حکمة الا انه قلیل بالنسبة الی الحکمة عز وجل الداخلة فی عموم قوله کلمات الله المقصود به بیان لا تناهی صفاته

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ

اے مخاطب کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کردیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقرر وقت تک چلتا رہے گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ع اَلَمْ تَرَ ع ۳ ۱۱ ۱۴

تمہارے سب عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کررہے ہیں بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے۔ اے مخاطب کیا تجھکو

اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ

یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلاوے۔ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایسے شخص کے لیے جو صابر شاکر ہو۔ اور جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں کی طرح گھیر لیتی ہیں

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

تو وہ خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔ پھر جب ان کو نجات دیکر خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے تو ان میں اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بدعہد اور ناشکر ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ

مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝ کیا تم لوگوں کو (مشاہدہ و دلائل سے) یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو (بواسطہ یا بلاواسطہ) تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں (موجود) ہیں اور جو کچھ زمین میں (موجود) ہیں اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں (ظاہری) وہ کہ حواس سے مدرک ہوں اور باطنی وہ جو عقل سے مدرک ہوں اور مراد نعمتوں سے وہ نعمتیں ہیں جو تسخیر سموات و ارض پر مرتب ہوتی ہیں پس اس سے سب مخاطبین کا مشرف باسلام ہونا لازم نہیں آتا) اور (باوجودیکہ اس دلیل سے توحید ثابت ہوتی ہے مگر) بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی اس کی توحید میں) بدون واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بدون دلیل (یعنی علم استدلالی عقلی) اور بدون کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلالی نقلی) کے جھگڑا کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے (یعنی دلیل مثبت للحق میں تدبر کرکے اس کا اتباع کرو) تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ (ہم اس کا اتباع) نہیں (کرتے) ہم (تو) اسی کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے (آگے ان پر رد ہے کہ) کیا اگر شیطان ان کے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف (یعنی گمراہی کی طرف جو کہ سبب ہے عذاب دوزخ کا) بلاتا رہا ہو تب بھی (انہیں کا اتباع کریں گے مطلب یہ کہ ایسے معاند ہیں کہ باوجود اس کے کہ ان کو دلیل کی طرف بلایا جاتا ہے مگر پھر بھی بلادلیل بلکہ خلاف دلیل محض آباء ضالین کی راہ پر چلتے ہیں یہ حالت تو اہل ضلالت کی ہوئی) اور جو شخص (حق کا اتباع کرکے) اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی مراد اسلام و توحید ہے) اور (اس کے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (یعنی محض ظاہری اسلام نہ ہو) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا (یعنی وہ اس شخص کے مشابہ ہوگیا جو کسی مضبوط رسی کا حلقہ ہاتھ میں تھام کر گرنے سے مامون رہتا ہے اسی طرح یہ شخص ہلاکت وخسران سے محفوظ ہوگیا) اور اخیر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف پہونچے گا (پس یہ اعمال یعنی اتباع باطل و اتباع حق بھی اسی کے حضور میں پیش ہونگے سو وہ ہر ایک کو مناسب جزا و سزا دیگا) اور جو شخص (باوجود ان دلائل مثبتہ حق کے قائم ہونے کے) کفر کرے سو آپ کے لیے اس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہیئے (یعنی آپ غم نہ کریں) ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم ان سب کو جتلا دیں گے

للاو ایات نزل کالظلل فی الدرمن محمد قتادۃ کالسحاب اللہ بن نور تعالی فی الحسل ابن اللغام قولہ فمنہم مقتصد فی الربیع عن السدی فلما علکرتہ فرکب البحر فاما ہم ریح عاصفۃ فقال اہل السفینۃ اخلصوا فان الٰہکم لا یغنی عنکم

شیئا ہہنا فقال عکرمۃ لئن لم ینجنی فی البحر الا الاخلاص ما ینجینی فی البر غیرہ اللہم ان لک علی عہدا ان انت عافیتنی مما انا فیہ ان آتی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم حتی اضع یدی فی یدہ فلاجدنہ عفوا کریما فجاء واسلم اہ

ہر جو کچھ وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تو) دلوں کی باتیں (تک) خوب معلوم ہیں (تا بظاہر چہ رسد پس ہم سے کوئی امر مخفی نہیں سب جتلا دیں گے اور مناسب سزا دیں گے اس لیے آپ کچھ غم نہ کریں اور یہ لوگ اگر محض چند روزہ عیش پر بھول رہے ہیں تو ان کی بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ دائمی نہیں بلکہ) ہم ان کو چند روزہ عیش دیے ہوئے ہیں پھر ان کو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی طرف لے آویں گے (پس اس پر ناز کرنا جہل محض ہے) اور (ہم جس توحید کی طرف ان کو بلا رہے ہیں اس کے مقدمات کو خود یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اس سے انتاج کا کام نہیں لیتے چنانچہ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے (اس پر) آپ کہیے کہ الحمد للہ (جو مقدمہ مہتم بالشان تھا وہ تو تمہارے اعتراف سے ثابت ہوا اور دوسرا مقدمہ نہایت ہی ظاہر ہے کہ جو خود مخلوق و مصنوع ہو وہ مستحق الوہیت نہیں پس مطلوب ثابت ہو گیا مگر یہ لوگ مطلوب کو نہیں مانتے) بلکہ ان میں اکثر (تو مجموعہ مقدمات کو بھی) نہیں جانتے (چنانچہ دوسرے مقدمہ جلیہ کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ استحقاق الوہیت خواص خالق سے ہے اور اللہ کی وہ شان ہے کہ) جو کچھ آسمان و زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا (مملوک) ہے (پس سلطنت تو ان کی ایسی) اور بے شک اللہ تعالیٰ (خود اپنی ذات میں بھی) بے نیاز (اور) سب خوبیوں والا ہے (پس سزاوار الوہیت وہی ہے) اور (اس کی خوبیاں اس کثرت سے ہیں کہ) جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں (یعنی متعارف قلم کے برابر ان کے اجزاء کے قلم بنا لیے جاویں اور ظاہر ہے کہ اس طرح ایک ایک درخت میں ہزاروں قلم تیار ہوں) اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر (روشنائی کی جگہ) اور ہو جاویں (اور پھر ان قلموں اور اس روشنائی سے حق تعالیٰ کے کمالات لکھنا شروع کریں) تو (سب قلم روشنائی ختم ہو جاویں اور) اللہ کی باتیں (یعنی وہ کلمات جن سے اللہ تعالیٰ کے کمالات کی حکایت ہو) ختم نہ ہوں بے شک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے (کہ وہ قدرت میں بھی کامل ہے اور علم میں بھی اور یہ دونوں صفتیں چونکہ تمام صفات و افعال سے تعلق رکھتی ہیں شاید اس لیے بعد عموم کے ان کو خصوصاً بیان فرما دیا اور اس کمال صفت قدرت کی ایک فرع بعث بھی ہے جس کو بدفہم دشوار سمجھ رہے ہیں حالانکہ وہ ایسا قادر ہے کہ) تم سب کا (پہلی بار) پیدا کرنا اور (دوسری بار) زندہ کرنا (اس کے نزدیک) بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا (پیدا کرنا اور زندہ کرنا گو یہاں مقصود قرینہ مقام سے بعث کا ذکر فرمانا ہے لیکن ذکر خلق سے استدلال اور قوی ہو گیا) بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے (پس جو لوگ باوجود ان دلائل کے بعث کا انکار کر رہے ہیں اور اس جرأت پر فسق و فجور کرتے ہیں ان سب کو سن رہا ہے دیکھ رہا ہے ان کو سزا دیگا آگے پھر توحید ہے کہ) اے مخاطب کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات (کے اجزاء) کو دن میں اور دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقرر وقت تک (یعنی قیامت تک) چلتا رہیگا اور (کیا تجھ کو یہ (معلوم نہیں) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے (پس اس کمال اتقان فی الفعل اور اس اطلاع علی العمل کا مقتضا یہ ہے کہ شرک چھوڑ دیا جاوے اور اوپر جو ان افعال متقنہ مدلولہ خلق السموات والارض اور یولج اور سخر کا اختصاص حق تعالیٰ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے) یہ (اختصاص) اس سبب سے ہے کہ اللہ ہی ہستی میں کامل (اور واجب الوجود) ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور سب سے بڑا ہے (اس لیے یہ سب تصرفات اس کے ساتھ مختص ہیں البتہ اگر دوسرے موجودات باطل اور مستہلک و ممکن نہ ہوتے بلکہ نعوذ باللہ کوئی اور بھی واجب الوجود ہوتا تو پھر یہ تصرفات حق تعالیٰ کے ساتھ مختص نہ ہوتے چنانچہ ظاہر ہے پس حق تعالیٰ کا اختصاص وجوب وجود اور علو اور کبریاء کے ساتھ دلیل لمی ہے اختصاص تصرفات کی اس لیے اس پر حرف باء لایا گیا اور اختصاص تصرفات دلیل انی ہے اختصاص کمالات کی جیسا کہ اوپر سے اسی استدلال کا مقصود مقام ہونا ظاہر ہے پس یہ شبہ نہ رہا کہ اوپر تو اثبات التوحید بالافعال ہے اور اس آیت میں اثبات الافعال بالتوحید ہے اصل یہ ہے کہ پہلا اثبات فی الذہن ہے اور دوسرا فی الخارج اثبات اول دلیل انی کہلاتا ہے اور اثبات ثانی دلیل لمی اور) اے مخاطب کیا تجھ کو (توحید کی) یہ (دلیل) معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلا دے (چنانچہ ہر ممکن اور محدث دلیل ہے وجود واجب اور محدث کی اسی طور پر) اس میں (بھی قدرت کی) نشانیاں ہیں ہر ایسے شخص کے لیے جو صابر شاکر ہو (مراد اس سے مومن ہے کہ صبر و

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی بیان من بعث علاوہ اشار الی حمله علی المعنی ورائه کما فی الروح سفروا الی بعضهم ۱۲

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکیگا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ ادا کر دے۔ یقیناً

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَقفہ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

اللہ کا وعدہ سچا ہے سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔

شکر میں کامل ہونا اسی کی صفت ہے و نیز صبر و شکر محرک ہے تذکر بہ عالم کو اور استدلال کے لیے تذکر و تفکر ضروری ہے اس لیے یہ دونوں وصف یہاں مناسب ہوئے بالخصوص کشتی کی حالت کے اعتبار سے کہ موجوں کا اٹھنا محل صبر ہے اور سلامت کنارہ پر جا لگنا محل شکر ہے پس جو لوگ ان سب واقعات میں فکر کرتے رہتے ہیں استدلال کی توفیق ان ہی کو ہوتی ہے) اور (جیسا اوپر آیت ولئن سألتہم میں مقدمات دلیل کا اعتراف ان کفار کی طرف سے ثابت ہے بعض اوقات خود نتیجہ دلیل یعنی توحید کا بھی اعتراف کرتے ہیں جس سے توحید خوب ہی واضح ہو گئی چنانچہ) جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں (یعنی بادلوں) کی طرح (محیط ہو کر) گھیر لیتی ہیں تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب ان کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے تو ان میں اعتدال پر رہتے ہیں (یعنی کجی شرک کو چھوڑ کر توحید کو جو کہ اعدل الطرق ہے اختیار کر لیتے ہیں) اور (بعضے پھر ہماری آیتوں کے منکر ہو جاتے ہیں اور) ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بدعہد اور ناشکر ہیں (کہ کشتی میں جو عہد توحید کا کیا تھا اس کو توڑ دیا اور خشکی میں آنے کا مقتضا تھا شکر کرنا اس کو چھوڑ دیا) **ف** سات سمندر بطور تمثیل کے فرض کیے گئے ہیں اس پر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ سمندر تو ایک ہی ہے اور یہاں مقتصد کا بمقابلہ ختار کفور کے آنا قرینہ ہے ارادہ مطلق مومن کا اور سورہ فاطر میں ظالم لنفسہ اور سابق الخیرات کے مقابلہ میں مقتصد کا آنا قرینہ ہے ارادہ قسم خاص مومن کا جو بد طاعات میں بڑھا ہوا ہو نہ معاصی میں پس اس مقام پر تقسیم کے حاصر نہ ہونے کا شبہہ نہ کیا جاوے اور یجری الی اجل مسمی کا مدلول صرف اجل مسمی تک نفس جریان ہے اگر اجل مسمے سے پہلے یہ جریان کسی روز خلاف عادت ہو جاوے یا اجل مسمی کے بعد بھی جب تک خدا چاہے جریان رہے تو ان دونوں کا انتفاء اس سے لازم نہیں آتا۔ **ربط** اوپر شرک کا ابطال اور تمتعہم قلیلا میں اس پر اجمالی وعید تھی آگے برنگ وعظ عام اس پر تذکیر قیامت سے تفصیلی تہدید ہے جس کی طرف اجمالاً آیت ما خلقکم میں اشارہ بھی ہو چکا۔

تہدید بیوم وعید

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو (اور کفر و شرک چھوڑ دو) اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکیگا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ ادا کر دے (اور یہ دن آنیوالا ضرور ہے کیونکہ اس کی نسبت اللہ کا وعدہ ہے اور) یقیناً اللہ کا وعدہ سچا (ہوتا) ہے سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے (کہ اس میں منہمک ہو کر اس دن سے غافل رہو) اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے (کہ تم اس کے اس بہکانے میں آجاؤ کہ اللہ تم کو عذاب نہ دیگا جیسا کہا کرتے تھے ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی) **ف** تحقیق یجزی کی سورہ بقرہ کی ربع پر آیت واتقوا یوما کی تفسیر کے ذیل میں گذر چکی ہے اور اسی سے جزاء اور شفاعت میں فرق بھی معلوم ہو جاویگا پس یہاں شفاعت سے تعرض نہیں البتہ وہاں نفی شفاعت کی جس اعتبار سے ہے اس کا بھی وہاں ہی بیان ہوا ہے۔ **ربط** اوپر وعید تھی یوم قیامت کی اور منکرین بقصد انکار اس کا وقت پوچھا کرتے تھے کقولہ تعالیٰ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا اس لیے آیت آئندہ میں (کہ اس کے شان نزول میں بھی بعض لوگوں کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کرنا در منثور میں مذکور ہے)

اللغات فی القاموس یجزی یقضی ۱۲
النحو قولہ ولا مولود مبتدأ والمسوغ للابتداء مع انہ نکرۃ تقدم النفی وجملۃ ہو جاز خبرہ وشیئا مفعول بہ او منصوب علی المصدریۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ ولا مولود فقد ذکروا وجوہا فی تاکید الجملۃ الثانیۃ دون الاولی وہی لا تغنی عندی شیئا واقول بحول اللہ وقوتہ ان الکلام اذا کان فیہ نفیان فمقتضی البلاغۃ الترقی فی الثانی علی الاول ولو کان الثانی اولا والاول ثانیا لعکس الامر فی التاکید ۱۲

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي

بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا

نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

کہ وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے

ع ۴ ۱۳

بطور جواب کے اپنا اختصاص علم غیب کے ساتھ (جن میں سے بعض وجوہ سے بعض کو بالتخصیص بھی ذکر فرمایا) ارشاد فرمایا حاصل جواب یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت قیامت کو نہ جاننا مستلزم اُس کے عدم وقوع کو نہیں ہے نیز اس آیت میں دوسری مخلوقات سے جس میں معبودات باطلہ بھی آگئے علم غیب کی نفی فرمانا موکد اثبات توحید کو بھی ہوگیا کہ ایسا ناقص العلم معبود نہیں ہوسکتا پس آیت کو سابق سے دو طور پر ارتباط ہوگیا اور خلاصہ تمام سورت کا یہی دو امر تھے جزا و سزا جس کا اصل وقت قیامت ہے اور توحید پس یہ آیت اس طرح تمام مضامین سورت کی جامع ہوگئی اس لیے اس پر ختم سورت کا عین بلاغت ہوا۔

خاتمہ در اختصاص علم غیب بحق تعالیٰ

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی (اپنے علم کے موافق) مینہ برساتا ہے (پس اس کا علم اور قدرت بھی اُسی کے ساتھ خاص ہے) اور وہی جانتا ہے جو کچھ (لڑکا لڑکی حاملہ کے) رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا (اسکی بھی اُسی کو خبر ہے) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مریگا (اسکی بھی اُسی کو خبر ہے اور انہی چیزوں کی کیا تخصیص ہے جتنے مغیوب ہیں) بیشک اللہ ہی (ان) سب باتوں کا جاننے والا (اور اُن سے) باخبر ہے (کوئی دوسرا اسمیں شریک نہیں) **ف** یہاں چند امور قابل تبلانے کے ہیں **اول** جب علم غیب یعنی علم بلا واسطہ ہر شے کا اور علم محیط مجموعہ اشیاء کا حق تعالیٰ سے مختص ہے پھر ان اشیاء خمسہ کے تخصیص ذکری کی کیا وجہ سو اُس کی دو وجہ ہوسکتی ہیں اول سوال ان ہی اشیاء سے کیا گیا تھا کما فی الدر عن مجاھد و عکرمۃ دوسری وجہ یہ کہ اکثر نفوس ان اشیاء کے علم کے مشتاق زیادہ ہوتے ہیں کذا فی الروح **امر دوم** بعض اوقات علامات سے جنین کا حال اور نزول غیث کا وقت دوسرے لوگ بھی جان لیتے ہیں پھر اختصاص کے کیا معنے جواب یہ ہے کہ یہاں اختصاص مطلق علم کا نہیں بلکہ اختصاص علم غیب کا مراد ہے خواہ مطلق علم کی بھی نفی دوسری دلیل سے ہو جیسے علم ساعت کہ مطلقاً منفی ہے یا مطلق علم ثابت ہو جیسے محل مسئول عنہ میں کہ علم بواسطہ ہے جو علم غیب نہیں **امر سوم** ینزل الغیث میں صرف تنزیل غیث کی اسناد حق تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ اُس کے علم کی جواب یہ ہے کہ قرینہ مقام سے اسی اسناد علم کا مقصود ہونا معلوم ہوگیا اور اس تعبیر میں یہ نکتہ ہے کہ تنزیل غیث کے ساتھ بہت سے منافع متعلق ہیں ینزل کی اسناد تصریحاً اُس کے مہتم بالشان ہونے پر دال ہے اگر یعلم تنزیل الغیث فرمایا جاتا تو یہ اشارہ حاصل نہ ہوتا **امر چہارم** غیث یا ما فی الارحام کے علم سے اختصاص علم پر کیسے دلالت ہوئی جواب یہ ہے کہ قرینہ مقام سے ہوئی **امر پنجم** علم ساعت کو جملہ اسمیہ سے اور ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام کو جملہ فعلیہ سے تعبیر فرمانے میں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے کہ ساعت تو ایک امر متعین ہے اور نزول غیث اور تکون فی الارحام امور متجددہ ہیں کہ وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں یہ وجہ اس تفاوت تعبیر کی ہوئی **امر ششم** اثبات علم باری میں مادہ علم لایا گیا اور نفی علم خلق میں مادہ درایت اسمیں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے کہ درایت کہتے ہیں اس علم کو جو حیلہ اور سعی سے حاصل ہو پس اسمیں اشارہ ہوگیا کہ علم غیب حیلہ اور سعی سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا **امر ہفتم** ماذا تکسب غداً میں تخصیص اپنے مکسوب کی کرنے میں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے تاکہ مکسوب غیر کی نفی بدرجہ اولیٰ ہو جائے **امر ہشتم** بای ارض تموت میں علم مکان کی نفی کی گئی حالانکہ زمان کا بھی علم نہیں جواب یہ ہے کہ مکان بعض اوقات دیکھا ہوا بھی ہوتا ہے اور موجود فی الحال تو ضروری ہے بخلاف زمان کے پس اُس کی نفی بدرجہ اولیٰ ہوگئی **امر نہم** اول جملوں میں اختصاص کو اثبات علم للباری سے تعبیر کیا اور اخیر کے جملوں میں اختصاص کو نفی علم عن الخلق سے تعبیر کیا جواب یہ ہے کہ کسب اور موت اپنا حال ہونے کی وجہ سے اقرب الی العلم ہے اور دوسرے معلومات دوسری اشیاء کا حال ہونے کی وجہ سے ابعد ہیں اور اقرب میں احتمال علم کا تھا اس لیے تصریحاً نفی کی گئی اور ابعد میں انتفاء خود ہی ظاہر ہے وہاں اپنے انتفاء

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ فی الامر الثالث من ف منافع ومنہا احیاء الارض من حیث دلالتہ علی احیاء الموتی المناسب الاشارۃ الیہ للمقام ۱۲

ثلثون اٰیۃ وثلث رکوعات	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	سورۃ السجدۃ مکیۃ وھی

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۗ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ

الٓمّٓ ۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس میں کچھ شبہ نہیں یہ رب العالمین کی طرف سے ہے ۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ اپنے دل سے بنا لیا ہے بلکہ یہ سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس

اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجائیں ۔ اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور اس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان میں ہے ۔ چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر

عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ

قائم ہوا ۔ بدون اس کے نہ تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سفارش کرنے والا ۔ سو کیا تم سمجھتے نہیں ہو ۔ وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے ۔ پھر ہر امر اسی کے

اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ

حضور میں پہنچ جاویگا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہاری شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی ۔ وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا ۔ زبردست رحمت والا

علم سے شبہ الحمد وعن علم الباری کا ہو سکتا تھا اس لیے تصریحًا اثبات کیا گیا اور دیکھ حدیث میں مفاتیح الغیب خمس آیا ہے مراد تمثیل ہے پس امر اول میں جو تحقیق کیا گیا ہے حدیث سے وہ متعارض نہیں تم تفسیر سورۃ لقمن بتوفیقہ سبحٰنہ الاسن الحجۃ وفی ذلک الیوم فتح فی تفسیر سورۃ ثانیۃ اہا ۔ سورۃ السجدۃ مکیۃ وھی ثلثون اٰیۃ وقیل تسع وعشرون اٰیۃ کذا فی البیضاوی ربط سورت سابقہ میں توحید ومعاد کے مضامین تھے اس سورۃ کے شروع میں اثبات حقیت قرآن سے اثبات رسالت ہے جس کا تناسب توحید ومعاد سے ظاہر ہے پھر اللہ الذی خلق سے توحید ہے اور قالوا ائذا ضللنا سے معاد کا ذکر ہے اور پہلا مضمون دوسرے پر بھی من وجہ مشتمل ہے پھر ولقد اٰتینا موسٰی سے تائید مسئلہ رسالت کی اور تسلیہ صاحب رسالت کا معاملہ مکذبین میں ہے اور اولم یھد سے آخر تک مکذبین کی توبیخ اور ان کے بعض اقوال کا جواب ہے

اثبات رسالت و اثبات حقیت قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۗ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ الٓمّٓ (اس کے معنے اللہ کو معلوم ہیں) یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے (اور) اس میں کچھ شبہ نہیں (اور) یہ رب العالمین کی طرف سے ہے (جیسا اس کا اعجاز خود اس کی دلیل ہے) کیا یہ (منکر) لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ اپنے دل سے بنا لیا ہے (یعنی یہ کہنا محض لغو اور جھوٹ ہے یہ بنایا ہوا نہیں) بلکہ یہ سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے (آئی ہے) تاکہ آپ (اس کے ذریعہ سے) ایسے لوگوں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجاویں **ف** سورۂ نحل کے رکوع پنجم آیت ولقد بعثنا میں مضمون لتنذر قومًا الخ کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے **ربط** اوپر اثبات رسالت تھا آگے اثبات توحید ہے اور ضمنًا معاد کی طرف بھی اشارہ ہے ۔

اثبات توحید

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

النحو قولہ تنزیل خبر مبتدا ای ہو ثم لاریب خبر بعد خبر وکذا من رب العالمین کما اشیر الیہ ہنا کذا فی الترجمہ قولہ من السماء الی الارض متعلقان بمقدر ہو حال من الامر	بمعنی الشیٔ والشان ای کل امر کائن من ابتداء السماء الی انتہاء الارض ای ما بینہما وفی یوم متعلق بیعرج بمعنی یرجع ویصیر للمحاسبۃ والمجازاۃ ۱۲

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ				
جس نے جو چیز بنائی	خوب بنائی	اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی	پھر اس کی نسل کو خلاصہ اخلاط یعنی ایک بیقدر پانی سے بنایا	پھر اس کے اعضاء درست کیے
وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ				
اور اس میں اپنی روح پھونکی	اور تم کو کان	اور آنکھیں	اور دل دیئے	تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو / اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب زمین میں نیست و نابود ہوگئے
ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۭ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ				
تو کیا ہم پھر نئے جنم میں آویں گے	بلکہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے	منکر ہی ہیں	آپ فرما دیجیے کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ	قبض کرتا ہے
وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝				
جو تم پر متعین ہے	پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے			

رکوع ۱ / ۱۴

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور اس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان میں (موجود) ہے چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا (یعنی تصرفات نافذ کرنے لگا وہ ایسا عظیم ہے کہ) بدون اس (کی رضا و اذن) کے نہ تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سفارش کرنے والا (البتہ اذن سے شفاعت ہوجاویگی اور نصرت کے ساتھ اذن ہی متعلق نہ ہوگا) سو کیا تم سمجھتے نہیں ہو (کہ ایسی ذات کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا اور) وہ (ایسا ہے کہ) آسمان سے لیکر زمین تک (جتنے امور ہیں) ہر امر کی (وہی) تدبیر (اور انتظام) کرتا ہے پھر ہر امر اسی کے حضور میں پہونچ جاویگا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہاری شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی (یعنی قیامت میں سب امور مع مالہا وما علیہا اسی کے حضور میں پیش ہونگے کقولہ تعالیٰ والیہ یرجع الامر کلہ) وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا زبردست رحمت والا جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی (یعنی جس مصلحت کے لیے اس کو بنایا اس کے مناسب بنایا) اور انسان (یعنی آدم علیہ السلام) کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اس (انسان یعنی آدم) کی نسل کو خلاصہ اخلاط یعنی ایک بیقدر پانی سے (یعنی نطفہ سے جو فضلہ ہے ہضم رابع غذا کا جو متحیل باخلاط ہوجاتی ہے) بنایا پھر (ماں کے رحم میں) اس کے اعضاء درست کیے اور اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور (بعد تولد) تم کو کان اور آنکھیں اور دل (یعنی ادراکات ظاہرہ و باطنہ) دیئے (اور ان سب کا کہ دال علی القدرۃ والانعام ہیں مقتضا یہ تھا کہ خدا کا شکر کرتے جس کی فرد اعظم توحید ہے مگر) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو (یعنی نہیں کرتے) **ف** سورۂ مومنین کے پہلے رکوع میں چونکہ سلالۃ کے ساتھ من طین بھی ہے جس میں من ابتدائیہ ہے اس لیے وہاں احقر نے غذا کے ساتھ تفسیر کی اور یہاں من ماء مہین ہے جس میں من بیانیہ ہے اس لیے خلاصہ اخلاط سے تفسیر کی اور چونکہ سلالہ دونوں پر صادق آتا ہے اس لیے کچھ تدافع نہیں اور روح اگر مادی ہو تب تو فیہ کے معنے ظاہر ہیں اور اگر مجرد ہو تو مجاز ہے تعلق بالبدن سے اور روحہ میں اضافت تشریفی ہے جیسے بیت اللہ میں اور یہ مطلب نہیں کہ اللہ میں کوئی روح ہے اس کا کوئی جزو انسان میں پیدا کردیا نعوذ باللہ منہ اور اس یوم کو ایک جگہ خمسین الف کہنا بعض کے اعتبار سے ہے کہ بعض کو زیادہ اشتداد سے زیادہ امتداد محسوس ہوگا۔ **ربط** اوپر مضمون توحید کا تھا آگے بعث و جزا کا بیان ہے اور زیادت تہدید منکرین کے لیے سزائے قیامت سے پہلے ایک سزا کا بیان فرمادیا جس کو عذاب ادنیٰ کہا ہے اور اس کے ساتھ استحقاق عقوبت کی علت کی تصریح کردی کہ اظلمیت اور مجرمیت ہے۔

اثبات بعث و جزاء

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۭ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

اللغات قولہ ضللنا ای غبنا بان صرنا ترابا مخلوطا بترابہا من ضل المتاع اذا ضاع ۔ النحو قولہ ءانا الاستفہام لتاکید الانکار لا لانکار التاکید ۔	البلاغۃ قولہ وجعل لکم السمع لا یخفی حسن موقع ما فیہ من الالتفات حیث ذکرہ بعد نفخ الروح وتشریفہ بخلعۃ الخطاب حین صلح للخطاب ۔	اختلاف القراءۃ فی قراءۃ خلقہ بسکون اللام مصدرا وہو بدل من کل شیء وحال

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝

اور اگر آپ دیکھیں تو عجب حال دیکھیں گے جبکہ یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہونگے کہ اے ہمارے پروردگار بس ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے سو ہمکو پھر بھیج دیجئے ہم نیک کام کیا کرینگے ہمکو پورا یقین آگیا

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَذُوْقُوْا بِمَا

اور اگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم ہر شخص کو اس کا رستہ عطا فرماتے ولیکن میری یہ بات محقق ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنات اور انسان دونوں سے ضرور بھر دونگا تو اب اس کا مزہ چکھو

نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے۔ ہم نے تم کو بھلا دیا اور اپنے اعمال کی بدولت ابدی عذاب کا مزہ چکھو بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو

بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا السجدة

وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے انکے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں

وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب میں موجود ہے یہ انکو انکے اعمال کا صلہ ملا ہے تو جو شخص مومن ہو کیا وہ اُس شخص جیسا

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا

ہو جاویگا جو بے حکم ہو۔ وہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے سو اُن کے لیے ہمیشہ کا ٹھکانا جنتیں ہیں جو اُن کے اعمال کے بدلے میں بطور اُن کی مہمانی کے ہیں اور جو

الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ

لوگ بے حکم تھے سو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ لوگ جب اُس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اُسی میں ڈھکیل دیے جاویں گے اور ان کو کہا جاوے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ

جھٹلایا کرتے تھے اور ہم ان کو قریب کا عذاب بھی اُس بڑے عذاب سے پہلے چکھاویں گے تاکہ یہ لوگ باز آویں اور اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ ع ۲ / ۱۱ / ۱۵

جسکو اسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جاویں پھر وہ اُن سے اعراض کرے ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیں گے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ
حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا
وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا
يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا
اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ
الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝

النحو قوله جنات المأوى اضيفت الجنان الى المأوى لانها المسكن الحقيقي و الدنيا مرتحل عنها لا محالة فهو من قبيل اضافة الموصوف الى الصفة ۱۲ البلاغة قوله لآتينا و حق القول جمع الاول و افرد الثاني لان ايتاء الهدى يكون بدفعات و ثبوت القول وكذا الملأ كلاهما كان دفعة واحدة قوله الادنى مع الاكبر في الروح والتمام يقتضي الاصغر في مقابلة الاكبر او الابعد في مقابلة الادنى لان المقصود هو التخويف والتهديد وذلك انما يحصل بالقرب لا بالصغر و بالكبر لا بالبعد اھ ۱۲

اور یہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب زمین میں (رل مل کر) نیست و نابود ہو گئے تو کیا ہم پھر (قیامت میں) نئے جنم میں آویں گے (اور یہ لوگ اس بعث و نشر پر صرف متعجب ہی نہیں ہیں جیسا کہ ظاہرا ان کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے) بلکہ (درحقیقت) وہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہی ہیں (اور یہ استفہام ان کا انکاری ہے) آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تم پر (اللہ کی طرف سے) متعین ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے (جواب میں اصل مقصود تو یہی تُرْجَعُوْنَ ہے اور یَتَوَفّٰىكُمْ بیچ میں بڑھا دینا تخویف کے لیے ہے کہ موت بھی فرشتہ کے ذریعہ سے آوے گی جو جان نکلنے کے وقت تم کو مارے دھاڑے گا بھی جیسا دوسری آیت میں ہے وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ الخ پس مرنے کا انجام صرف خاک ہی میں مل جانا نہ ہوگا جیسا تمہارے قول اَءِذَا ضَلَلْنَا الخ سے معلوم ہوتا ہے) اور (اس رجوع کے وقت جس پر تُرْجَعُوْنَ دال ہے) اگر آپ (ان لوگوں کا حال) دیکھیں تو عجب حال دیکھیں جب کہ یہ مجرم لوگ (غایت انفعال سے) اپنے رب کے سامنے سر جھکائے (کھڑے) ہوں گے (اور کہتے ہوں گے) کہ اے ہمارے پروردگار بس (اب) ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے (اور معلوم ہو گیا کہ پیغمبروں نے جو کچھ کہا سب حق تھا) سو ہم کو (دنیا میں) پھر بھیج دیجیے ہم (اب کے جا کر خوب) نیک کام کیا کریں گے (اب) ہم کو پورا یقین آ گیا اور (یہ کہنا ان کا بیکار محض ہوگا کیونکہ دنیا میں تو ان کو جب بھیجتے کہ خواہ مخواہ ان کا راہ ہی پر آنا تکوینا ضرور مطلوب ہوتا اور دوبارہ بھیجنے میں ان کا راہ پر آنا بھی ضرور واقع ہوتا حالانکہ دونوں باتیں منتفی ہیں اول کا انتفاء تو اس لیے کہ) اگر ہم کو (یہ) منظور ہوتا (کہ ضرور ہی یہ راہ پر آویں) تو ہم ہر شخص کو اس (کی نجات) کا رستہ (ایصال الی المطلوب کے درجہ میں ضرور) عطا فرماتے (جیسا کہ ہدایت بمعنے ارائۃ مطلوب ان کو عطا فرمائی ہے) ولیکن میری (تو) یہ (ازلی تقدیری) بات (بہت سی حکمتوں سے) محقق ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنات و انسان دونوں (میں جو کافر ہوں گے ان) سے ضرور بھروں گا (اور بیان بعض حکمتوں کا سورۂ ہود کے اخیر میں ایسی ہی آیت کی تفسیر میں گزرا ہے غرض امر اول کا انتفاء تو اس لیے ہے اور امر ثانی کا انتفاء سورۂ انعام کے رکوع سوم آیت وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا الخ میں مذکور ہے سو جب دونوں امر جن پر رجوع الی الدنیا موقوف ہے منتفی ہیں تو رجوع بھی منتفی ہے اور جب رجوع منتفی ہے) تو (ان سے کہا جاوے گا کہ) اب اس کا مزہ[1] چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے ہم نے تم کو بھلا دیا (یعنی رحمت سے محروم کر دیا جس کو بھلانا مجازاً کہہ دیا) اور (ہم جو کہتے ہیں کہ مزہ چکھو تو ایک دو روز کا نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ) اپنے اعمال (بد) کی بدولت ابدی عذاب کا مزہ چکھو (یہ تو کفار کا حال اور ان کا مآل ہوا آگے مومنین کا حال اور مآل مذکور ہے یعنی) بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں (جس کی تحقیق سورۂ مریم کے رکوع چہارم میں ہوئی ہے) اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ (ایمان سے) تکبر نہیں کرتے (جیسا کافر کا حال آیا ہے وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا یہ تو ان کی تصدیق و اقرار و اخلاق کا حال تھا اور اعمال کا یہ حال ہے کہ شب کو) ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (خواہ فرض عشاء کے لیے یا تہجد کے لیے بھی اور اس سے سب روایتیں جمع ہو گئیں اور خالی علیحدہ ہی نہیں ہوتے بلکہ) اس طور پر (علیحدہ ہوتے ہیں) کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید سے اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں (اس میں نماز اور دعا و ذکر سب آ گیا) اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں (مطلب یہ کہ ایمان لانے والوں کی یہ صفات ہیں جن میں بعض تو نفس ایمان کا موقوف علیہ ہے اور بعض کمال ایمان کا) سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانۂ غیب میں موجود ہے یہ ان کو[2] ان کے اعمال (نیک) کا صلہ ملا ہے (اور جب فریقین کا حال اور مآل معلوم ہو گیا) تو (اب بتلاؤ) جو شخص مومن ہو کیا وہ اس شخص جیسا ہو جاوے گا جو بے حکم (یعنی کافر) ہو (نہیں) وہ آپس میں (نہ حالاً نہ مآلاً) برابر نہیں ہو سکتے (چنانچہ معلوم بھی ہوا ہے اور خاص مآل کی عدم تساوی کی تفصیل تاکید کے لیے پھر بھی سن لو کہ) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے سو ان کے لیے ہمیشہ کا ٹھکانا جنتیں ہیں جو ان کے اعمال (نیک) کے بدلے میں بطور ان کی مہمانی کے ہیں (یعنی مثل مہمان کے ان کو یہ چیزیں اکرام کے ساتھ ملیں گی نہ کہ سائل محتاج کی طرح بے قدری اور بے وقعتی کے ساتھ) اور جو لوگ بے حکم تھے سو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ لوگ جب اس سے باہر نکلنا چاہیں گے (اور کنارہ کی طرف کو بڑھیں گے گو بوجہ قعر اور اغلاق ابواب کے نکل نہ سکیں مگر ایسے وقت میں یہ حرکت طبعی ہوتی ہے) تو پھر اسی میں ڈھکیل دیے جاویں گے اور ان کو کہا جاوے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اور یہ عذاب موعود تو آخرت میں ہوگا) اور ہم ان کو قریب کا (یعنی دنیا میں آنے والا) عذاب بھی اس بڑے عذاب (موعود فی الآخرۃ) سے پہلے چکھا دیں گے (جیسے امراض و اسقام قحط کذا فی الدر)

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی ذوقوا بما نسیتم اس کا مزہ الی تم اپنے ترجمۃ بالحاصل والا مفعول فذوقوا محذوف و الباء سببیۃ ۱۲

[2] قولہ فی جزاء الخ اشارۃ الی تقدیر الکلام ہو یکنا جزوا جزاء الخ ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ اُسکے ملنے میں کچھ شک نہ کیجیے اور ہم نے اُس کو بنی اسرائیل کے لیے موجب ہدایت بنایا تھا۔ اور ہم نے اُن میں جبکہ انہوں نے صبر کیا بہت سے پیشوا بنا دیے تھے جو ہمارے

بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَوَ

حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے۔ آپ کا رب قیامت کے روز ان سب کے آپس میں فیصلہ ان امور میں کر دیگا جن میں یہ باہم اختلاف کرتے تھے۔ کیا

لَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ

ان کو یہ امر موجب ہدایت نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ آتے جاتے ہیں اس میں صاف نشانیاں ہیں کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی

الثلثة اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ

کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف پانی پہونچاتے ہیں پھر اس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے اُن کے مواشی اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا دیکھتے نہیں ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝ ع ٣ ٨ ١٦

اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا۔ آپ فرما دیجیے کہ اس فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دیگا اور اُن کو مہلت بھی نہ ملیگی۔ سو ان کی باتوں کا خیال نہ کیجیے اور آپ منتظر رہیے یہ بھی منتظر ہیں

مرفوعاً موقوفاً جو حسب آیت وما اصابکم الخ معاصی کے سبب آتے ہیں) تاکہ یہ لوگ (متاثر ہو کر کفر سے) باز آویں (کقولہ تعالیٰ ظہر الفساد الی یرجعون پھر جو نہ باز آوے اُسکے لیے عذاب اکبر ہی) اور (ایسے لوگوں پر عذاب ہونے سے کچھ تعجب نہ ہونا چاہیے کیونکہ) اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اُسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جاویں پھر وہ اُن سے اعراض کرے (تو اُسکے استحقاق عذاب میں کیا شبہ ہے اسلیے) ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لینگے ربط اوپر فذوقوا بما نسیتم اور بما کنتم تعملون اور کمن کان فاسقا اور فسقوا اور تکذبون اور اعرض اور مجرمین میں کفار کی تکذیب و مخالفت کا ذکر آیا ہے چونکہ تکذیب وغیرہ سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوتا تھا اور مخالفت کے بعض آثار مثل ایذاء وغیرہ مومنین کے لیے بھی موجب اذیت ہوتے تھے اسلیے آگے آپکے اور مومنین کے تسلیہ کی تقریر ہے اور مضامین تسلیہ کے متعلق کفار کے بعض شبہات و سوالات تھے اُن کا جواب ہے اور اسی پر سورت ختم ہے۔

تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین و دفع شبہات کفار متعلقہ بعض مضامین تسلیہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (آپ ہی کی طرح) کتاب دی تھی (جس کی اشاعت میں اُن کو تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں اسی طرح آپ کو برداشت کرنا چاہیے ایک تسلی تو یہ ہوئی پھر اسی طرح آپ کو بھی کتاب ملی) سو آپ (اپنی) اُس (کتاب) کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجیے (کقولہ تعالیٰ وانک لتلقی القرآن مطلب یہ کہ آپ صاحب کتاب صاحب خطاب ہیں پس جب آپ اللہ کے نزدیک ایسے مقبول ہیں تو اگر سفیہ چند احمق آپ کو قبول نہ کریں کوئی غم کی بات نہیں ایک تسلی کی بات یہ ہوئی) اور ہم نے اُس (کتاب موسوی) کو بنی اسرائیل کے لیے موجب ہدایت بنایا تھا (اسی طرح آپ کی کتاب سے بہتوں کو ہدایت ہوگی آپ خوش رہیے ایک تسلی یہ ہوئی) اور ہم نے اُن (بنی اسرائیل) میں جبکہ انہوں نے (تکالیف پر) صبر کیا بہت سے (دین کے) پیشوا بنا دیے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور وہ لوگ ہماری

الروایات	البلاغة
فی الدر اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن قتادة قال قال الصحابة ان لنا یوما یوشک ان نستریح فیه و ننعم فیه فقال المشرکون متی هذا الفتح ان کنتم صٰدقین فنزلت اه ١٢	قوله تاکل زاده للتنبیه علی ان مالیستدل به امر محسوس مالوف معتاد منصوب باعینهم ١٢

سورۃ الاحزاب مدنیۃ وھی ثلث وسبعون اٰیۃ وتسع رکوعات

آیتوں کا یقین رکھتے تھے (اس لیے اُن کی اشاعت اور خلق کی ہدایت میں مشقت گوارا کرتے تھے یہ تسلّی ہے مومنین کی کہ تم لوگ صبر کرو اور جب تم صاحب یقین ہو اور یقین کا مقتضا صبر کرنا ہے تو تم کو صبر ضرور ہے اُس وقت ہم تم کو بھی ائمہ دین بنا دیں گے یہ تو تسلی دُنیا کے اعتبار سے ہے اور ایک تسلی آخرت کے اعتبار سے تم کو رکھنا چاہیئے اور وہ امر موجب تسلیہ یہ ہے کہ) آپ کا رب قیامت کے روز ان سب کے آپس میں (عملی) فیصلہ اُن اُمور میں کر دے گا جن میں یہ باہم اختلاف کرتے تھے (یعنی مومن کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں ڈال دیگا اور قیامت بھی کچھ دور نہیں اس سے بھی تسلی حاصل کرنا چاہیئے اور اس مضمون کو سُن کر کفار دو شبہہ کر سکتے تھے ایک یہ کہ ہم اسی کو نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا کفر ناپسند ہے جیسا فیصلہ سے مفہوم ہوتا ہے دوسرا یہ کہ ہم قیامت ہی کو ناممکن سمجھتے ہیں آگے دونوں کے دفع کے لیے دو مضمون ہیں اول یہ کہ اُن کو جو کفر کے مبغوض ہونے میں شبہہ ہے تو) کیا ان کو یہ امر موجب رہنمائی نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے (اُن کے کفر و شرک ہی کے سبب) کتنی اُمتیں ہلاک کر چکے ہیں (کہ اُن کے طریق ہلاکت سے و نیز نبی کی پیشین گوئی کے بعد بطور خرق عادت کے واقع ہونے سے خدا کا غضب ٹپکتا تھا جس سے مبغوض ہونا کفر کا صاف و اضح ہوتا ہے) جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ (اثنائے سفر شام میں) آتے جاتے (گذرتے) ہیں اس (امر) میں (تو) صاف نشانیاں (مبغوضیت کفر کی موجود) ہیں کیا یہ لوگ (اُن گذشتہ امم کے قصص) سُنتے نہیں ہیں (کہ مشہور اور زبانوں پر مذکور ہیں دوسرا مضمون یہ کہ ان کو جو قیامت میں شبہہ عدم امکان کا ہے تو) کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم (بادلوں یا نہروں وغیرہ کے ذریعہ سے) خشک اُفتادہ زمین کی طرف پانی پہونچاتے ہیں پھر اُس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے اُن کے مواشی اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا (اس بات کو شب و روز) دیکھتے نہیں ہیں (یہ صاف نمونہ ہے احیاء موتٰی کا جیسا کئی جگہ اس کی تقریر گذری ہے پس دونوں شبہے دفع ہوگئے) اور یہ لوگ (قیامت اور فیصلہ کا ذکر سُن کر بطور استعجال و استہزاء کے یوں) کہتے ہیں کہ اگر تم (اس بات میں) سچے ہو تو (بتلاؤ) یہ فیصلہ کب ہوگا آپ فرما دیجیے کہ (تم عبث اُس کا تقاضا کرتے ہو تمہارے لیے تو وہ پوری مصیبت کا دن ہے کیونکہ) اُس فیصلہ کے دن کافروں کو اُن کا ایمان لانا (بالکل) نفع نہ دے گا (اور یہی ایک صورت بچاؤ کی تھی اور وہی مفقود ہے) اور (نفع نجات تو کیا ہوتا) اُن کو مہلت بھی (تو) نہ ملیگی سو (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ان کی باتوں کا خیال نہ کیجیے (جن کے خیال سے غم ہوتا ہے) اور آپ (فیصلہ موعود کے منتظر رہیے یہ بھی (اپنے زعم میں آپ کے ضرر کے) منتظر ہیں (لقولھم نتربص بہ ریب المنون مگر معلوم ہو جاوے گا کس کا انتظار مطابق واقع کے ہے اور کس کا نہیں کقولہ تعالےٰ فی جوابھم قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ الآیۃ) **ف** شاید موسیٰ علیہ السلام کی تخصیص ذکری اس لیے ہو کہ آپ میں اور موسےٰ علیہ السلام میں بہت وجوہ مشابہت کی مجتمع ہیں واللہ اعلم تم تفسیر الٓمّٓ السجدۃ والحمد للہ ثانی صفر ۱۳۲۵ھ سورۃ الاحزاب مدنیۃ وھی ثلث و سبعون اٰیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** مضامین سورت میں مابہ الاشتراک دلالت ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی منصوریت و محبوبیت و خصوصیت و اکرمیت عند اللہ بوجوہ مختلفہ اور آپ کے وجوب تعظیم بطرق متکثرہ وحرمت ایذاء بانواع متشتتہ علے الناس یہ باقی مضامین یا اس کے مقدمات ہیں یا تممات چنانچہ تامل سے اجمالاً اور میرے رسالہ سبق الغایات میں دیکھنے سے اور اس سے زیادہ تفسیر ہذا میں تمہیدات آیات سورت کے دیکھنے سے تفصیلاً معلوم ہو سکتا ہے اور سورت سابقہ کا اختتام بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ پر تھا کہ وہ بھی دلیل ہے محبوبیت کی اور چونکہ ایذاء رسول بطور کلی مشکک کے شامل ہے چند اقسام ایذاء کو بعضہا اشد و بعضہا اخف چنانچہ اوپر اسکی طرف اشارہ بھی ہوا ہے سو اُن میں سے ایک ایذاء کفار کی طرف سے قولی تھی کہ آپ سے درخواست کرتے تھے کہ نعوذ باللہ آپ دعوت اسلام سے باز رہیں اور ہم آپ کو اتنا مال دینگے اور بعض نے قتل کی دھمکی دی کذا فی الدر اس پر آپ کو رنج ہوا چنانچہ سورت اسی کے متعلق مضمون سے شروع کی گئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیے اور کافروں کا اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے بیشک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے اور آپ کے پروردگار کی طرف سے جو حکم آپ پر وحی کیا جاتا ہے اُس پر چلیے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ۝ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

تم لوگوں کے سب اعمال کی اللہ تعالیٰ پوری خبر رکھتا ہے اور آپ اللہ پر بھروسہ رکھیے اور اللہ کافی کارساز ہے

تسلیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بر نوع اول ایذاء قولی از کفار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ۝ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ۝ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیے (اور کسی سے نہ ڈریے اور ان کی دھمکیوں کی ذرا پروانہ کیجیے) اور کافروں کا (جو کہ کھلم کھلا خلاف دین مشورے دیتے ہیں) اور منافقوں کا (جو کہ درپردہ اُن لوگوں کے ہمراے ہیں) کہنا نہ مانیے (بلکہ اللہ ہی کا کہنا کیجیے) بیشک اللہ تعالے بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے (اُس کا ہر حکم فوائد و مصالح پر متضمن ہوتا ہے) اور (اللہ کا کہنا ماننا یہ ہے کہ) آپ کے پروردگار کی طرف سے جو حکم آپ پر وحی کیا جاتا ہے اُس پر چلیے (اور اے لوگو) تم لوگوں کے سب اعمال کی اللہ تعالے پوری خبر رکھتا ہے[1] (تم میں جو ہمارے پیغمبر سے مخالفت و مزاحمت کرتے ہیں ہم سب کو سمجھیں گے) اور (اے نبی) آپ (ان لوگوں کی تخویف کے باب میں) اللہ پر بھروسہ رکھیے اور اللہ کافی کارساز ہے (اُس کے مقابلہ میں ان لوگوں کی کوئی تدبیر نہیں چل سکتی اس لیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے البتہ اگر اللہ تعالے ہی کی حکمت کسی ابتلاء کو مقتضی ہو تو وہ عین منفعت ہے غرض یہ لوگ اضرار پر قادر نہیں) **ف** اِتَّقِ اور لَا تُطِعِ اور اِتَّبِعْ اور تَوَكَّلْ ان سب امر و نہی پر آپ پہلے ہی سے عامل ہیں یہاں زیادہ مقصود مخالفین کو سُنانا ہے کہ ہمارے نبی تو اس حالت پر رہیں گے تم خائب و خاسر ہو کر بیٹھے رہو اور احقر نے منافقین کے ترجمہ کے ساتھ جس عبارت کی تصریح کر دی ہے اُس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ اگر وہ لوگ ایسے مشورے دین کے خلاف دیتے تھے تو وہ منافق کیسے رہے مجاہر ہو گئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے براہ چالاکی کسی عمل مباح کے پردہ میں یہ مشورہ علانیہ دیا ہو مثلاً یہی کہا ہو کہ چندے مختلف فیہ مضامین سے سکوت کرنا موجب تالیف قلوب اور میلان اہل الاسلام کا ہو جاوے گا اور ظاہر ہے کہ بعض مواقع پر ایک خاص وقت تک سکوت جائز بھی ہے اور اس صورت میں لَا تُطِعِ کی توجیہ اور بھی سہل ہو جاوے گی کیونکہ ایسا ارادہ خلاف عصمت و منافی شان نبوت نہیں واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے انواع میں سے ایک نوع کے متعلق مضمون مذکور ہوا ہے دوسری نوع ایذاء قولی کی یہ واقع ہوئی تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رض سے نکاح کیا تھا جن کو حضرت زید بن حارثہ رض نے طلاق دے دیا تھا اور ان زید کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت اپنا متبنی بنا لیا تھا جس کا خلاصہ قصہ یہ تھا کہ یہ زید عربی الاصل بنی کلب میں سے ہیں یہ اپنے ننہال بنی معن میں گئے ہوئے تھے کہ وہاں لوٹ مار ہوئی اور یہ گرفتار ہو کر سوق عکاظ میں بیچے گئے اور حضرت خدیجہ نے اپنے برادرزادہ حکیم بن حزام کو ایک ہوشیار غلام خرید کرنے کو کہا تھا انہوں نے ان کو خریدا پھر جب اُن سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تو آپ نے اُن سے ان کو بطور ہبہ کے لے لیا ایک بار یہ سفر شام میں اپنی قوم پر کو گذرے تو ان کو ان کے چچا اور باپ نے پہچان لیا اور سب حال سُن کر مکہ میں حضور میں حاضر ہو کر ان کو مانگا آپ نے انہیں کو

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی بما تعملون لوگو اشارۃ الی ان الخطاب لیس لہ صلی اللہ علیہ وسلم ویؤیدہ قراءۃ یعملون بالیاء ۱۲ منہ

الروایات فی اللباب اخرج جویبر عن الضحاک عن ابن عباس قال ان اہل مکہ منہم الولید بن المغیرۃ وشیبۃ بن ربیعۃ دعوا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یرجع عن قولہ علی ان یعطوہ شطر اموالہم وخوفہ المنافقون والیہود بالمدینۃ ان لم یرجع قتلوہ فانزل اللہ تعالی یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکفرین والمنافقین اھ

تم اُن کو (متبنیٰ بنانے والوں کا بیٹا مت کہو بلکہ) اُن کے (حقیقی) باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے اور اگر تم اُن کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو (اُن کو اپنا بھائی اپنا دوست کرکے پکارو کیونکہ آخر) وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور تم کو اس میں

جو بھول چوک ہو جاوے تو اس سے تو تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا لیکن ہاں دل سے ارادہ کرکے کرو (تو اُس سے گناہ ہوگا) اور (اُس سے بھی اگر استغفار کرلو تو پھر معاف ہو جاوے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے **ف** جاہلیت میں یہ تینوں غلط باتیں مشہور تھیں کہ ذہین وعقیل آدمی کے دو دل سمجھا کرتے اور ظہار سے حرمت موبدہ کا حکم کرتے اور متبنیٰ کو تمام احکام میں مثل حقیقی بیٹے کے قرار دیتے یہاں سیاق کلام سے زیادہ مقصود تیسری غلطی کا رفع کرنا ہے مگر تقویت کے لیے دو غلطیاں اور رفع کر دیں جن میں جس کا انتفاء زیادہ ظاہر تھا اُس کو مقدم فرمایا یعنی مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ الخ اور ظاہر ہونا اس لیے کہ اول تو یہ امر محسوسات سے ہے تشریح سے اس کی تحقیق ہو سکتی ہے بخلاف دوسرے امور کے کہ امور معنویہ ہیں دوسرے آثار سے بھی بسہولت اس کی حقیقت معلوم ہو جاتی تھی چنانچہ روح المعانی میں ایک شخص کی حکایت ہے جو ذوقلبین ہونے کا مدعی تھا کہ بدر سے اس حال میں بھاگا کہ ایک جوتہ پاؤں میں اور ایک ہاتھ میں ابوسفیان نے اس حال میں دیکھ کر پوچھا تو اُس نے بیان کیا کہ میں دونوں جوتے پاؤں میں سمجھا تھا اس سے اُس کے دعوے کا تغایر و کذب صاف واضح ہو گیا اُس کے بعد ظہار کے متعلق غلطی کو رفع کیا جس کی تفصیل سورۂ مجادلہ میں ہے چونکہ ظہار میں تشبیہ کی تصریح ہوتی ہے اس لیے ضعف تاثیر اُس کا خود ظاہر ہے جس سے تحریم مؤبد کا ترتب نہ ہونا غیر مستبعد ہے اس لیے اصل مقصود سے اُس کو بھی مقدم کیا کہ فہم مقصود میں اس تدریج سے اعانت ہو اور ان سے تقویت مقصود کی یا تو بطور قیاس تمثیل کے ہے اور ما بہ الاشتراک سب میں ایک امر واقعی اور ایک امر غیر واقعی کا عدم اجتماع ہے چنانچہ ایک قلب واقعی ہے اور دوسرا ادعائی غیر واقعی پس دونوں مجتمع نہیں ہوئے اور نہ زوجیۃ واقعیہ ہے اور بوجہ عدم دلیل کے حرمت مؤبدہ غیر واقعی پس دونوں جمع نہیں ہوتے اسی طرح نبوۃ اب حقیقی کے اعتبار سے واقعی اور نبوۃ غیر اب حقیقی کے اعتبار سے غیر واقعی یہ بھی مجتمع نہ ہوں گے اور اس مانعۃ الجمع میں احد الطرفین یقیناً ثابت ہے پس حسب قاعدہ منطقیہ کہ مانعۃ الجمع میں استثناء عین مقدم منتج نقیض تالی کو اور استثناء عین تالی منتج نقیض مقدم کو ہے طرف آخر یعنی غیر اب حقیقی کے اعتبار سے نبوۃ مرتفع ہوگی اور یا تقویت محض اس اعتبار سے ہے کہ متبنیٰ کا ابن ہونا محض مبنی علی المشہور ہے اور یہ کوئی حجت نہیں چنانچہ دیکھو فلاں فلاں امر بھی مشہور ہیں حالانکہ محض غلط ہیں اور اس زمانہ میں بعض اخبارات کی نقل کہ امریکہ میں کسی شخص کے دو دل ہیں بعد تسلیم صحت نقل اس آیت کے معارض نہیں کیونکہ اول تو مَا جَعَلَ ماضی ہے اس سے مستقبل کی نفی نہیں ہوئی دوسرے کبھی کلیہ سے اکثریہ مراد ہوتا ہے اور اکثریت میں شبہ نہیں اور اس جملہ پہ جو ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ کی توضیح میں لکھا گیا ہے کہ غلط بنا پر کوئی امر واقعی مبنی نہیں ہوتا اگر یہ شبہ ہو کہ ظہار سے کفارہ کا واجب ہونا جو کہ قرآن میں مذکور ہے اور غلام کو بیٹا کہہ دینے سے اُس کا آزاد ہو جانا جیسا فقہ حنفی میں مذکور ہے کیوں مرتب ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ کفارہ سزا اس قول کی ہے اس طرح کہ یہ قول منکر جنایت ہے اور جنایت کی سزا حرمت موقتہ ہوئی اور اس کے ارتفاع کے لیے کفارہ ہوا اور قول موجود واقعی ہے اور اعتاق بنا بر معنی مجازی ہے اور منشاء اعتاق کی صحت لفظ مجاز سے نیز امر واقعی ہے جن کی واقعیت دلیل صحیح سے متحقق ہے بخلاف دعائے جاہلیت کے کہ بنا ر وجود حقیقی کے اعتبار سے یقیناً غلط ہے اور وجود حکمی یعنی تاثیر کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں اور نہ ہی مذکور میں یہ صورت داخل نہیں جو شفقۃً ومجازاً بیٹا کہہ دیا جاوے بلکہ خاص جاہلیت کے طور پر باعتقاد ترتب اُن آثار مخصوصہ کے بیٹا کہنے سے نہی ہے اور لفظ منہی عنہ کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہی جو مذکور ہوئی دوسری یہ کہ متکلم کا یہ اعتقاد نہ ہو مگر یقیناً جانتا ہے کہ اس سے ترویج امر جاہلیت کی ہوگی تب بھی قصداً کہنا منہی عنہ ہے اور اسی خوف ترویج کے وقت اگر عادت قدیمہ کے موافق سہو یا سبق لسانی کے طور پر نکل جاوے وہ اخطأتم کا مدلول ہے **ربط** تمہید تفسیر سورت میں معلوم ہو چکا ہے کہ محصل سورت کا دلالت ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان پر مختلف عنوانوں سے اُن میں سے ایک حرمتِ ایذا ہے جس کے بعض انواع کا ذکر ہو چکا ہے اور بعض کا آویگا اور اُن میں سے ایک وجوب اتباع وتعظیم ہے اور اُس کے بھی متعدد انواع ہیں اُن میں ایک نوع جو من وجہ جامع جمیع انواع کی ہے آگے مذکور ہوتی ہے یعنی آپ کی اولویت مومنین کے ساتھ اور اس اولویت کے معنوی ہونے کی مناسبت سے ایک مسئلہ توارث کی تحقیق جس کو اولویت کے صوری ہونے سے تعلق ہے ارشاد فرمادی

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ

نبی مومنین کے ساتھ خود اُن کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں اور رشتہ دار کتاب اللہ میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی۔

نوع اول اجلال رسول ببیان اولویت مع بعض احکام توارث

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنین کے ساتھ خود اُن کے نفس (اور ذات) سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں (کیونکہ نفس اگر بُرا ہے تب تو ظاہر ہی ہے کہ وہ بدخواہ ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم خیر خواہ ہیں اور اگر نفس اچھا ہے تب بھی بعض مصالح و منافع اُس سے مخفی رہتے ہیں اُن مصالح کا مشورہ وہ نفس نہیں دے سکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جمیع مصالح ضروریہ کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ نے اُن کی تعلیم فرمائی ہے بہرحال آپ سے نفع ہی نفع ہے اور پھر ہر نوع کا نفع پہونچتا ہے اس لیے آپ کا اپنی جان سے بھی زیادہ حق ہے اور آپ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجۂ کمال واجب ہے اور اس میں تمام احکام و معاملات آ گئے) اور (اس اولویت مذکورہ کی جو کہ ابوّت معنویہ ہے فرع یہ بھی ہے کہ) آپ کی بیبیاں اُن (مومنین) کی مائیں ہیں (وجوب تعظیم میں) اور (یہ ابوّت چونکہ معنوی ہے اس لیے اس کے لوازم میں سے مومنین کی اخوت صوریہ نہیں ہے کہ توارث اس کے لیے لازم ہو بلکہ تعلق ایمان و ہجرت سے توارث بعض مصالح سے ایک وقت محدود تک جاری رکھا گیا اور اب تغیر مصالح سے اسکو منسوخ کر کے یہ حکم دیا گیا کہ) رشتہ دار کتاب اللہ (یعنی حکم شرعی) میں ایک دوسرے سے (میراث کا) زیادہ تعلق رکھتے ہیں بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے (اُن) دوستوں سے (بطور وصیت کے) کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی (کہ اخیر حکم شریعت کا توارث بالارحام ہو جاوے گا) **ف** ازواج کا امہات ہونا باعتبار تعظیم کے ہے اور تعظیم کی ایک نوع تحریم بھی ہے اس لیے تحریم بھی واقع ہوئی قال تعالیٰ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اور بے حجابی کا تعظیم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ احتجاب اقرب الی التعظیم ہے اسلیے ان احکام یعنی جواز خلوت و نظر و مس وامثالہا میں امومیت ثابت نہیں اور جب امومیت کی اصل حقیقت تعظیم ہے تو ازواج مطہرات ام المومنات بھی ہیں چنانچہ حضرت ام سلمہ رض کا ارشاد ہے اَنَا اُمُّ الرِّجَالِ مِنْكُمْ وَالنِّسَاءِ اخرجہ فی الروح عن ابن سعد اور حضرت عائشہ رض سے جو منقول ہے اَنَا اُمُّ رِجَالِكُمْ لَا اُمُّ نِسَائِكُمْ اخرجہ فی الروح ایضاً عن ابن سعد و سنن البیہقی وہ باعتبار مجموعہ اصل و فرع کے ہے جو انتفاء فرع یعنی حرمت نکاح سے مرتفع ہے کیونکہ حرمت نکاح موقوف ہے قابلیت نکاح پر اور وہ نساء میں نساء کے ساتھ مفقود ہے اور ابوۃ معنویہ باصلہا المذکور تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت ہے اسی لیے لوط علیہ السلام نے ارشاد فرمایا هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ چنانچہ روح میں مجاہد سے منقول ہے كُلُّ نَبِیٍّ اب لامتہ البتہ اس اصل کی فرع یعنی تحریم نکاح ازواج انبیاء علیہم السلام سو اس پر کوئی دلیل نفیاً یا اثباتاً کافی نہیں البتہ روح میں مواہب سے اس کا خصوصیات حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہونا نقل کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور پارہ پنجم کے رکوع اول کی ختم آیت وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ اور سورۂ انفال کی ختم آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ الخ کی تفسیر میں توارث بالاسلام والہجرۃ کے متعلق پوری تحقیق گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے اور میثاق انبیاء ۲ کی تفسیر پارہ سوم کے آخری رکوع کی شروع آیت میں بھی گذری ہے اور مشکوٰۃ میں بروایت احمد مرفوعاً آیا ہے خصوا بمیثاق اٰخر فی الرسالۃ والنبوۃ وہو قولہ تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم الآیۃ

ربط اوپر شروع سورت جملہ اتبع ما یوحی الیك میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اتباع وحی کا اور اوپر قریب کی آیت النبی اولی الخ میں مومنین کو اتباع صاحب وحی کا حکم ہوا ہے آگے ان کی تاکید کے لیے اخذ میثاق انبیاء کا اور استحقاق عذاب منکرین انبیاء کا مضمون ارشاد فرماتے ہیں

النحو

قولہ الا ان تفعلوا استثناء منقطع بناءً علی ان المراد بما فیہ الاولویۃ ہو التوارث فیکون الاستثناء من خلاف الجنس المدلول علیہ بفحوی الکلام کانہ قیل لا تورثوا غیر اولی الارحام لکن فعلکم بناءً علی ان الصدقۃ معروفاً جائز فیکون ذلک لیالوصیۃ لا بالمیراث ۲

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ص وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ

اور جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے اُن کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اور نوح ؑ اور ابراہیم ؑ اور موسےٰ ؑ اور عیسےٰ ؑ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے خوب پختہ

مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ع ٨ / ١٧

عہد لیا تاکہ ان سچوں سے اُن کے سچ کی تحقیقات کرے اور کافروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

میثاق انبیاء و عذاب اعداء

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ص وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے اُن کا اقرار لیا (کہ احکام کا اتباع کرنا جس میں تبلیغ اور تناصر بھی داخل ہے) اور (ان پیغمبروں میں) آپ سے بھی (اقرار لیا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسےٰ بن مریم (علیہم السلام) سے بھی اور (ایسا ویسا عہد نہیں لیا بلکہ) ہم نے اُن سب سے خوب پختہ عہد لیا تاکہ (قیامت کے روز) ان سچوں سے (یعنی پیغمبروں سے جوکہ اپنے اس قول و قرار میں سچے تھے) اُن کے سچ کی تحقیقات کرے (جس سے اُن کا شرف اور نہ ماننے والوں پر احتجاج ظاہر ہو جاوے پس اس عہد اور اس غایت سے دونوں امر کا وجوب ثابت ہو گیا صاحب وحی پر اتباع وحی کا وجوب اور غیر صاحب وحی پر اتباع صاحب وحی کا وجوب) اور کافروں کے لیے (جو صاحب وحی کے اتباع کے منحرف ہیں) اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے **ف** لفظ صادقین سے انبیاء علیہم السلام کا اپنے عہد کو پورا کرنا ظاہر فرما دیا پس اُن کا تو امر (اِتَّبِعْ مَا يُوْحٰى) پر عمل ثابت ہو گیا اب دوسرے مامور بالاتباع رہ گئے جن کو ترک اتباع پر وعید سنانے کے لیے اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ فرمایا ہے اور چونکہ تاکید کے لیے تہدید مناسب تر ہے اسلیے یہاں ترک اتباع کی وعید پر اکتفا فرمایا گیا اور پارہ سوم کے آخری رکوع کے پہلی آیت میں میثاق انبیاء کی تحقیق ہو چکی ہے دیکھ لیا جاوے اور سورہ مائدہ کی اخیر آیت قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الخ میں صدق رسل کی تفسیر ملاحظہ کر لیجاوے **ربط** اوپر اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى الخ میں مومنین کو اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا امر ہے چونکہ آپکے رسول من اللہ و مبلغ وحی عن اللہ ہونے کی وجہ سے عین اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہے آگے اس اطاعت الٰہیہ کی تاکید کے واسطے اپنی ایک نعمت عظیمہ یعنی دو غزوں میں کامیابی اور بڑی پریشانی کا دفع ہونا یاد دلاتے ہیں تاکہ تذکیر نعمت سے اطاعت کی ترغیب ہو جیسا اوپر وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ میں معصیت پر تذکیر نقمت سے ترہیب تھی اور نیز اس نعمت کی حکایت میں شناعت کفار کی اور منافقین کی کہ ایک کا قتال اور دوسرں کے اقوال جیسے مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ الخ اور لَا مُقَامَ لَكُمْ الخ اور اِنَّ بُيُوْتَنَا الخ اور زبان درازی جیسے سَلَقُوْكُمْ الخ جو موجب ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے مذکور ہے اور شناعت ایذاء رسول کی خود بھی مقاصد سورۃ سے ہے جیسا تمہید میں مذکور ہوا و نیز اس حکایت سے آپکی منصوریت من اللہ کہ اثر محبوبیت کا نمایاں ہے اور جلالت و شرف رسول بھی مقاصد سورۃ سے ہے پس مجموعہ وجوہ سے اس حکایت کا ارتباط زیادہ متاکد ہو گیا۔

حکایت غزوۂ احزاب و غزوۂ بنی قریظہ متضمن تذکیر نعمت الٰہیہ مشعر نوع دوم جلالت شان رسول بمنصوریت من اللہ و شناعت نوع سوم ایذاء بالقتال از کفار و نوع چہارم ایذاء بالاقوال از منافقین رسول صلی اللہ علیہ وسلم را

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی نضیر کو جن کا قصہ سورۂ حشر میں آوے گا مدینہ سے نکال دیا تھا اُنہوں نے سنہ چار یا پانچ ہجری میں قبائل عرب کو بہکایا اور سب دس بارہ ہزار آدمی مدینہ پر چڑھ آئے آپ نے مدینہ کے گرد (یعنی جہاں جہاں سے آنے کا موقع تھا) خندق کھدوائی اور تین ہزار آدمیوں سے مقابل ہوئے اور دور دور سے کچھ لڑائی بھی ہوتی رہی قریب ایک ماہ کے یہ محاصرہ رہا آخر اللہ تعالیٰ نے ظاہرا ایک آندھی سے اور باطناً ملائکہ کے لشکر سے سب کفار کو منتشر اور منہزم کر دیا چونکہ یہود بنی قریظہ نے اپنے معاہدہ کے برخلاف اِن محاصرین کو

البلاغۃ قولہ ومنک ومن نوح الخ تخصیصہم بالذکر مع اندراجہم فی النبیین اندراجا بینا للایذان بمزید فضلہم وکونہم من مشاہیر ارباب الشرائع واولی العزم من الرسل صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین وتقدیم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم مع انہ آخرہم بعثا للایذان بمزید خطرہ او لانہ ہو

المخاطب فیما سبق من قولہ اتبع ما یوحی المقصود تاکیدہ بہذہ او لتقدمہ فی الخلق فقد روی فی الدر المنثور باسانید مختلفۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قیل یا رسول اللہ متی اخذ میثاقک قال وآدم بین الروح والجسد وقولہ علیہ السلام کنت اول الانبیاء فی الخلق وآخرہم فی البعث وروایات کثیرۃ نحو ہذا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا

اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے اُن پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی اور اللہ تعالے تمہارے

تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ

اعمال کو دیکھتے تھے جبکہ وہ لوگ تم پر آچڑھے تھے اوپر کی طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ

الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ

طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقع پر مسلمانوں کا امتحان کیا گیا اور سخت زلزلہ میں ڈالے گئے اور جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ

وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ

اور اس کے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے اور جبکہ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ یثرب کے لوگو ٹھیرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور بعض لوگ ان میں سے اجازت مانگتے تھے کہتے تھے

إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَ

کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں یہ محض بھاگنا ہی چاہتے ہیں اور اگر مدینہ میں اس کے اطراف سے اُن پر کوئی آگھسے پھر ان سے فساد کی درخواست کیجاوے تو یہ اُسکو منظور کریں اور

مَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ۝ قُلْ لَنْ

اُن گھروں میں بہت ہی کم ٹھیریں حالانکہ یہی لوگ پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اُس کی باز پرس ہوگی آپ فرما دیجیے کہ

يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے اور زیادہ متمتع نہیں ہو سکتے

مدد دی تھی اس لیے آپ بجز فراغ غزوۂ احزاب کے اُن کے مقابلہ کے لیے چلے وہ اول قلعہ بند ہو گئے اور بیس پچیس روز تک محصور رہے پھر آخر تنگ ہو کر نکلے اور بعضے قتل اور بعضے قید کیے گئے اور اس واقعہ میں منافقوں سے بھی بہت بے مروتی کی باتیں صادر ہوئیں اور چونکہ اس میں بہت سے گروہ چڑھ آئے تھے اور خندق بھی کھدی تھی اسلیے اس کا نام غزوۂ احزاب بھی ہے اور غزوۂ خندق بھی یہاں سے دو رکوع تک یہی مضمون چلا گیا ہے اب تفسیر آیات کی مرقوم ہوتی ہے ۔

تفسیر آیات

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ
وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ
وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ
إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ۝ وَلَقَدْ
كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ۝ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

اللغات قوله زاغت في القاموس زاغ البصر كل قوله هنالك ظرف مكان اريد به ظرف الزمان قوله عورة اى ذات خلل خالية من الرجال ضائعة ۱۲

النحو قوله اذ جاءوكم بدل من اذ قبله وكذا كل اذ بعده قوله تلبثوا بها الضمير المجرور راجع الى البيوت ۱۲

البلاغة قوله بلغت القلوب الحناجر اى فزعت فزعا عظيما لانها تحركت من موضعها وتوجهت الى الحناجر فالكلام على المبالغة وقيل القلب عند الغضب يندفع وعند الخوف يجمع فيتقلص فيلتصق بالحنجرة وقد يفضي الى ان يسد مخرج النفس فلا يقدر المرء ان يتنفس ويموت خوفا وقيل ان الرئة تنتفخ من شدة الفزع والغضب والغم الشديد واذا انتفخت ربت وارتفع القلب بارتفاعها الى راس الحنجرة ۱۲

القراءة

قوله الظنونا في الروح كتب الظنونا وكذا امثاله من المنصوب المعرف بال كالسبيلا والرسولا في المصحف بالالف في آخره فحذفها ابو عمرو وقفا ووصلا وابن كثير والكسائي وحفص يحذفونها وصلا خاصة ويثبتها باقي السبعة في الحالين اھ ۱۲

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل کو تم سے روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے اور خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حامی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ

اللہ تعالیٰ تم میں سے اُن لوگوں کو جانتا ہے جو مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں تمہارے حق میں بخیلی لیے ہوئے

فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ

سو جب خوف پیش آتا ہے تو ان کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو

بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ

تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں مال پر حرص لیے ہوئے۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال بیکار کر رکھے ہیں اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ

يَذْهَبُوا ۖ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝ ع ۲ ۱۲ ۱۸

یہ لشکر گئے نہیں اور اگر یہ لشکر آجاویں تو یہ لوگ یہی پسند کریں کہ کاش ہم دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ تمہاری خبریں پوچھتے رہیں اور اگر تم ہی میں رہیں تب بھی کچھ یوں ہی سا لڑیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ

تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا اور جب ایمانداروں نے

الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور رسول نے خبر دی تھی اور اللہ اور رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہو گئی ان مومنین میں

رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں مشتاق ہیں اور انہوں نے ذرا تغیر تبدل نہیں کیا

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝
قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا
جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ
بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ
لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا
قَلِيلًا ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ
الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝

اللغات

قوله اشحة عليكم اى اشحة بالمال عليكم فان الشح كما فى القاموس يتعدى بالباء وبعلى قيل الشح على الشىء بمعنى ان يراد بقاءه ولم يسلمه الخفاجى قلت ان ثبت فيمكن ان يقال فى معناه اشحة على مالكم فحذف المضاف اعتمادا على القرينة التى بعده من قوله اشحة على الخير قوله سلقوكم فى القاموس اذاه وطعنه قوله اسوة قدوة بمعنى المصدر فالمعنى ظاهر او بمعنى ما يقتدى به فالكلام

اما بطريق التجريد او يقال ان الخصلة الحسنة هى مما يتأسى به كذا فيها قوله قضى نحبه النحب النذر يقال قضى فلان نحبه اى وفى بنذره وشاع قضى فلان نحبه بمعنى مات لان الموت لازم كالنذر فيحتمل الآية كلا المعنيين و قال بعض الاجلة يجوز ان يكون استعارة للالتزام الموت شهيدا كذا فى الروح ملخصا ۱۲

النحو قوله او اراد بكم رحمة فى الكلام تقدير يكذا او من يمنعكم من رحمة الله ان اراد بكم رحمة ويدل عليه قرينة المقام لان العصمة ليس الا من السوء ۱۲

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَ

یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے اُن کو توبہ کی توفیق دے ۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے ۔ اور

رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اُن کے غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ اُن کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے آپ ہی کافی ہوگیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے اور جن اہل کتاب

ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ

نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور اُن کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا ۔

ع ۳ ۱۹ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۚ

اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جس پر تم نے قدم نہیں رکھا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۚ اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے (یعنی عیینہ کا لشکر اور ابوسفیان کا لشکر اور یہود بنی قریظہ) پھر ہم نے اُن پر ایک آندھی بھیجی (جس نے انکو پریشان کر دیا اور اُن کے خیمے اُکھاڑ پھینکے) اور (فرشتوں کی) ایسی فوج بھیجی جو تم کو (عام طور پر) دکھائی دیتی تھی (گو بعض صحابہؓ نے مثل حضرت حذیفہ کے بعض ملائکہ کو بشکل انسان دیکھا بھی اور کفار کے لشکر میں یہ جاسوسی کے لیے گئے تھے وہاں یہ آواز بھی سُنی کہ بھاگو بھاگو اور یہ ملائکہ لڑے نہ تھے محض القاء رعب کے لیے بھیجے گئے تھے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے (اُس وقت کے) اعمال کو (مثل حفر خندق وثبات فی القتال واستقلال کے) دیکھتے تھے (اور خوش ہو کر تمہاری امداد فرما رہے تھے یہ واقعہ اُس وقت ہوا تھا) جبکہ وہ (دشمن) لوگ تم پر (ہر طرف سے نرغہ کر کے) آ چڑھے تھے اوپر کی طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی (یعنی کوئی قبیلہ مدینہ کی نشیب کی طرف سے اور کوئی قبیلہ فراز کی طرف سے) اور جبکہ آنکھیں (مارے دہشت کے) کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے (جیسا مواقع شدت میں طبعی طور پر مختلف وسوسے آیا کرتے ہیں اور یہ کچھ مذموم نہیں اور نہ اس کے منافی ہے کہ آگے اہل ایمان کا قول آویگا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کیونکہ اس میں اشارہ الیہ احزاب کا آنا ہے جیسا اُس کی تفسیر میں معلوم ہوگا پس چونکہ اس کی خبر دیدی گئی تھی اس لیے یہ متیقن تھا لیکن انجام اس واقعہ کا نہیں بتلایا گیا تھا اس لیے اس میں احتمالات مختلفہ غالبیت ومغلوبیت کے پیدا ہوتے تھے) اس موقع پر مسلمانوں کا (پورا) امتحان کیا گیا (جس میں وہ پورے اُترے) اور (سخت) زلزلہ میں ڈالے گئے اور (یہ واقعہ اُس وقت ہوا تھا) جب کہ منافقین اور وہ (وہ) لوگ (جن کے دلوں میں (نفاق اور شک کا) مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اُس کے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے (جیسا معتب بن قشیر اور اُس کے ہمراہیوں نے یہ قول اُس وقت کہا تھا کہ خندق کھودتے وقت کدال لگنے سے کئی بار آگ کا شرارہ نکلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار میں ارشاد فرمایا کہ مجھ کو فارس اور روم وشام کے محل اس کی روشنی میں نظر آئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی فتح کا وعدہ فرمایا ہے جب احزاب کے اجتماع کے وقت پریشانی ہوئی تو یہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو حالت ہے اور اس پر فتح روم وفارس کی بشارتیں ہیں یہ محض دھوکہ ہے اور گو وہ اس کو اللہ کا وعدہ نہ سمجھتے تھے نہ آپ کو رسول جانتے تھے پھر یہ کہنا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یا تو محکی عنہ میں نہ تھا صرف حکایت میں ہے اور یا بطور فرض واستہزاء کے ہے) اور (یہ واقعہ اُس وقت تھا) جب کہ اُن (منافقین) میں سے بعض لوگوں نے (دوسرے حاضرین معرکہ سے) کہا کہ یثرب (یعنی مدینہ) کے لوگو (یہاں) ٹھیرنے کا موقع نہیں (کیونکہ یہاں رہنا موت کے منہ میں جانا ہے) سو (اپنے گھروں کو

اللغات: قولہ صیاصیہم جمع صیصیۃ وہی کل ما یمتنع بہ من قرن الثور والظباء وشوکۃ الدیک التی فی رجلہ والمراد بہ ہہنا الحصون ۱۲

النحو: قولہ لیجزی عاملہ مقدر ای وقع ما وقع لیجزی اللہ ۱۲

البلاغۃ: قولہ ارضا لم تطؤہا معطوف علی ارضہم فلا بد من حمل الایراث علی عموم المجاز لیشمل ایراث الماضی والمستقبل

لوٹ چلو (یہ قول اوس بن قیظی نے کہا تھا اور بھی کچھ لوگ اس میں شریک تھے) اور بعضے لوگ اُن (منافقین) میں نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) سے (گھر جانے کی) اجازت مانگتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں (صرف عورتیں بچے رہ گئے ہیں دیواریں قابل اطمینان نہیں کبھی چور نہ آگھسیں یہ قول ابو عرابہ اور دوسرے بعض بنی حارثہ کا تھا) حالانکہ وہ (ان کے خیال میں) غیر محفوظ نہیں ہیں (یعنی ان کو اندیشہ چوری وغیرہ کا ہرگز نہیں اور نہ جانے سے یہ نیت ہے کہ اُن کا انتظام قابل اطمینان کر کے چلے آویں گے) یہ محض بھاگنا ہی چاہتے ہیں اور (ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر مدینہ میں اُس کے (سب) اطراف سے ان پر (جب یہ اپنے گھروں میں ہوں) کوئی (لشکر کفار کا) آگھسے پھر ان سے فساد (یعنی مسلمانوں سے لڑنے) کی درخواست کی جاوے تو یہ (فوراً) اُس (فساد) کو منظور کر لیں اور اُن گھروں میں بہت ہی کم ٹھیریں (یعنی اتنا تو توقف ہو کہ کوئی ان سے درخواست کرے اور یہ منظور کریں اور اس کے بعد فوراً ہی تیار ہو جاویں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں جا پہونچیں اور کچھ بھی گھروں کا خیال نہ کریں کہ ہم تو دوسروں کو لوٹ مار کرنے جاتے ہیں کبھی کوئی ہمارے گھر کو لوٹ لے تو اگر گھروں کی بڑی حفاظت ہے تو اب کیوں نہیں رہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اصل میں ان کو مسلمانوں سے عداوت اور کفار سے محبت ہے اس لیے تکثیر سواد سے بھی مسلمانوں کی نصرت پسند نہیں کرتے باقی گھروں کا تو بہانہ ہے) حالانکہ یہی لوگ (اس سے) پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ (دشمن کے مقابلہ میں) پیٹھ نہ پھیریں گے (یہ عہد اُس وقت کیا تھا جبکہ بدر میں بعض شرکت سے رہ گئے تھے تو بعض منافقین بھی بصفت کرم داشتن کے طور پر کہنے لگے کہ افسوس ہم نہ شریک ہوئے ایسا کرتے ویسا کرتے جب وقت آیا ساری قلعی کھل گئی) اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ (جو تم بھاگے بھاگے پھرتے ہو کما قال تعالیٰ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا تو) تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس (بھاگنے کی) حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے (کہ وہ بقیہ عمر مقدر ہے) اور زیادہ (حیات سے) متمتع نہیں ہو سکتے (یعنی بھاگ کر عمر نہیں بڑھ سکتی کیونکہ اُس کا وقت مقدر ہے اور جب مقدر ہے تو اگر نہ بھاگتے تو بھی وقت سے پہلے مر نہیں سکتے پس نہ قرار بالقاف سے کوئی ضرر اور نہ فرار بالفا سے کوئی نفع پھر بھاگنا محض بے عقلی اور اس مسئلہ قدر کی تحقیق کے لیے ان سے) یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ بُرائی کرنا چاہے (مثلاً تم کو ہلاک کرنا چاہے تو کیا تم کو کوئی بچا سکتا ہے جیسا تم فرار کو نافع خیال کرتے ہو) یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل کو تم سے روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے (مثلاً وہ زندہ رکھنا چاہے جو کہ رحمت دنیویہ ہے تو کوئی اُس کا مانع ہو سکتا ہے جیسا تمہارا خیال ہے کہ ثبات فی المعرکہ کو قاطع حیات سمجھتے ہو) اور (وہ لوگ سُن رکھیں کہ) خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائیں گے (جو نفع پہونچاوے) اور نہ کوئی مددگار (جو ضرر سے بچاوے اب مسئلہ قدر کے بعد پھر تشنیع منافقین کی چلی ہے یعنی) اللہ تعالیٰ تم میں سے اُن لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو (دوسروں کو لڑائی میں جانے سے) مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے (نسبتی یا وطنی) بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ (وہاں اپنی جان کیوں دیتے ہو یہ بات ایک شخص نے اپنے حقیقی بھائی سے کہی تھی اور اُس وقت یہ کہنے والا گوشت بریاں اور روٹی کھا رہا تھا مسلمان بھائی نے کہا افسوس تو اس چین میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسی تکلیف میں وہ بولا میاں تم بھی یہاں ہی چلے آؤ) اور (اُن کی بزدلی اور حرص و بخل کی یہ کیفیت ہے کہ) لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں (جس میں ذرا نام ہو جاوے یہ تو اُن کی بزدلی ہے اور آتے بھی ہیں تو) تمہارے حق میں بخیلی لیے ہوئے (یعنی آنے میں بڑی نیت یہ ہوتی ہے کہ سب غنیمت مسلمانوں کو نہ مل جاوے برائے نام شریک ہونے سے استحقاق غنیمت کا دعویٰ تو کسی درجہ میں کر سکیں گے) سو (جب ان کا جبن اور بخل دونوں امر ثابت ہو گئے تو اس مجموعہ کا اثر یہ ہے کہ) جب (کوئی) خوف (کا موقع) پیش آتا ہے تو اُن کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ اُن کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو (یہ تو جبن کا اثر ہوا) پھر جب وہ خوف دُور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں مال (غنیمت) پر حرص لیے ہوئے (یعنی مال غنیمت لینے کے لیے دلخراش باتیں کرتے ہیں کہ کیوں ہم شریک نہ تھے ہماری ہی پشتی سے تم کو یہ فتح میسر نہیں ہوئی یہ اثر بخل و حرص کا ہے یہ تو معاملہ ان کا تم سے ہی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ یہ ہے کہ) یہ لوگ (پہلے ہی سے) ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے

ان کے تمام اعمال (نیک پہلے ہی سے) بیکار کر رکھے ہیں (آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا) اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے (کوئی اس سے مزاحمت نہیں کر سکتا کہ ہم ان اعمال کا صلہ لیں گے اور یہ حالت تو ان کی اجتماع احزاب کے وقت تھی مگر ان کا جبن یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ احزاب کے چلے جانے کے بعد بھی) ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ (ابھی تک) یہ لشکر گئے نہیں اور (غایت جبن سے ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر (بالفرض) یہ (گئے ہوئے) لشکر (پھر لوٹ کر) آجاویں تو (پھر تو) یہ لوگ (اپنے لیے) یہی پسند کریں کہ کاش ہم (کہیں) دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ (وہاں ہی بیٹھے بیٹھے آنے جانے والوں سے) تمہاری خبریں پوچھتے رہیں (اور وہ جگہ دوز معرکہ اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں) اور اگر (اتفاق سے کل یا بعض دیہات میں نہ جا سکیں بلکہ) تم ہی میں رہیں تب بھی (اس وقت کی لے دے لشکر بھی کبھی غیرت نہ آوے اور محض نام کرنے کو) کچھ یوں ہی سا لڑیں (آگے ثبات فی الحرب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقتدا و اتباع کا مقتضائے ایمان ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ منافقین کی تعییر ہو کہ باوجود دعوائے ایمان اس کے مقتضا سے تخلف کیا اور مخلصین کی تبشیر ہو کہ یہ لوگ البتہ مصداق کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ الخ کے ہیں پس ارشاد فرماتے ہیں کہ) تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو (یعنی مومن کامل ہو یَرْجُوا میں مبدا و معاد کا اعتقاد آگیا اور ذکر اللہ میں سب طاعتیں آگئیں غرض ایسے شخص کے لیے) رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا (کہ جب آپ ہی شریک رہے تو آپ سے زیادہ کون پیارا ہے کہ وہ اقتدا نہ کرے اور اپنی جان بچائے پھرے) اور (آگے منافقین کے مقابلہ میں مومنین مخلصین کا ذکر ہے کہ) جب ایمانداروں نے اُن لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی (موقع) ہے جس کی ہم کو اللہ رسول نے خبر دی تھی (چنانچہ اس آیت بقرہ میں اس کا اشارہ قریب بصراحت ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ الی قولہ وَزُلْزِلُوْا کیونکہ سورۂ بقرہ نزول میں سورۂ احزاب سے مقدم ہے کذا فی الاتقان) اور اللہ رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس (احزاب کے دیکھنے) سے (جو کہ مصداق پیشین گوئی ہے) اُن کے ایمان اور اطاعت میں ترقی ہو گئی (یہ وصف تو سب مومنین میں مشترک ہے اور بعض اوصاف بعض مومنین میں خاص بھی ہیں جس کا بیان یہ ہے کہ) ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اُس میں سچے اترے (اس تقسیم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعضے مسلمانوں نے عہد کیا اور سچے نہیں اترے بلکہ یہ تقسیم اس بنا پر ہے کہ بعض نے عہد ہی نہیں کیا تھا اور بلا عہد ہی ثابت قدم رہے ان معاہدین کے ذکر کی تصریح بمقابلہ آیت بالا کے ہے جو منافقین کے حق میں ہے وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ الخ اور مراد ان معاہدین سے حضرت انس بن النضر اور اُن کے رفقا ہیں یہ حضرات اتفاق سے غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہونے پائے تھے تو ان کو افسوس ہوا اور عہد کیا کہ اگر ایسے کوئی جہاد ہو تو اُس میں ہماری جان توڑ کوشش دیکھ لی جاویگی مطلب یہ تھا کہ منہ نہ موڑیں گے گو مارے جاویں) پھر ان (معاہدین) میں (دو قسمیں ہو گئیں) بعضے تو اُن میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے (مراد وہ عہد ہے جو مثل نذر کے واجب الایفا ہے مطلب یہ کہ شہید ہو چکے اور اخیر دم تک منہ نہیں موڑا چنانچہ حضرت انس ممدوح احد میں شہید ہو گئے تھے اسی طرح حضرت مصعب) اور بعضے اُن میں (اُس کے ایفا کے آخری اثر یعنی شہادت کے) مشتاق ہیں (ابھی شہید نہیں ہوئے) اور (ابتک) انہوں نے (اُس میں) ذرا تغیر تبدل نہیں کیا (یعنی اپنے عزم پر قائم ہیں پس مجموعہ قوم دو قسم ہیں منافق جن کا اوپر بیان ہوا اور مومنین پھر مومنین دو قسم معاہد اور غیر معاہد اور ثبات دونوں میں مشترک ہے لقولہ تعالٰے لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ پھر معاہد دو قسم شہید اور منتظر شہادت کل چار قسمیں ان آیات میں مذکور ہیں آگے اس غزوہ کی ایک حکمت بیان فرماتے ہیں کہ) یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالٰے سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے اُن کو (نفاق سے) توبہ کی توفیق دے (کیونکہ ایسے مصائب اور حوادث میں مخلص اور متصنع متمیز ہو جاتا ہے اور احیاناً ملامت سے بعض متصنعین بھی متاثر ہو کر مخلص ہو جاتے ہیں اور بعضے بحالہ بھی رہتے ہیں) بیشک اللہ غفور رحیم ہے (اس لیے توبہ کا قبول ہو جانا مستبعد نہیں اس میں ترغیب ہے توبہ کی) اور (یہاں تک

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ینتظر مشتاق فسر بہ لقرینۃ المقام لان المقصود لیس اثبات نفس الانتظار بل المقرون بالاشتیاق وفیہ اطلاق العام علی الخاص ۱۲

لہ قولہ فی ما بدلوا تبدیلا ذرا تغیر تبدل الکلمۃ الاولی من الترجمۃ مستفادۃ من التنوین و الثانیۃ والثالثۃ من تکرار التبدیل ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝

اے نبی آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجیے کہ تم اگر دنیوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ متاع دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کروں

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ

اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو تو تم میں سے نیک کرداروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے اے نبی کی بیبیو جو کوئی

مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

تم میں کھلی ہوئی بیہودگی کریگی اس کو دوہری سزا دیجاویگی اور یہ بات اللہ کو آسان ہے

اس مجمع اسلام کے اقسام مختلفہ کے حالات سنتے آگے کفار مخالفین کی حالت کا ذکر ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے کافروں کو (یعنی مشرکین کو اطلاقا للعام علی الخاص) ان کے غصہ میں بھرا ہوا (مدینہ سے) ہٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی (اور اسی کا غصہ بھرا ہوا تھا) اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے آپ ہی کافی ہو گیا (یعنی کفار کو قتال متعارف کی نوبت بھی نہ آئی کہ پہلے ہی دفع ہو گئے اور خفیف لڑائی متفرق طور پر منفی نہیں ہے) اور (اس طرح کافروں کا ہٹا دینا کچھ عجیب نہ سمجھو کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور زبردست ہے (اس کو کچھ دشوار نہیں یہ تو مشرکین کا حال ہوا) اور (دوسرا گروہ مخالفین میں یہود بنی قریظہ کا تھا آگے ان کا ذکر ہے کہ) جن اہل کتاب نے ان (مشرکین) کی مدد کی تھی ان کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے قلعوں سے (جن میں وہ محصور تھے) نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا (جس سے وہ اتر آئے اور پھر) بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی (تم کو اپنے علم ازلی میں مالک بنا رکھا ہے) جس پر تم نے (ابھی) قدم (تک) نہیں رکھا (اس میں بشارت ہے فتوحات مستقبلہ کی عموماً یا فتح خیبر کی خصوصاً جو اس سے کچھ بعد ہوا) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (اس لیے یہ امور کچھ بعید نہیں ہیں) **ف** قتل و اسر و ملک غنائم منقولہ و غیر منقولہ کے احکام کتب فقہ میں مبسوط ہیں اور ان آیات کی تقریر ترجمہ میں جتنے مضامین از قبیل روایت ہیں سب درمنثور سے ماخوذ و منقول ہیں اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم احبار کی نسبت جو آیا ہے ھذا ممن قضی نحبہ تشبیہاً باعتبار اجر و ثواب کے ہے **ربط** ایذار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہی عنہ ہونے کا مقاصد سورت میں سے ہونا تمہید سورت میں گزر چکا اور بعض انواع ایذا رکی مذمت جدا جدا ابھی آیات میں گذر چکی ہے اس کی ایک نوع اگرچہ وہ اس لیے اخف الانواع ہے کہ وہ قصد ایذار سے خالی تھی اور حب قلبی کے ساتھ مقرون تھی وہ ایذار تھی جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے کچھ زائد سامان دنیوی تقاضے کے ساتھ مانگنے سے جس کو وہ غلطی سے زائد نہ سمجھی تھیں آپ کے قلب مبارک کو پہونچی حتیٰ کہ آپ ناخوش ہو کر ایک مہینے کے لیے سب سے الگ ہو گئے اگلی آیتیں اس کے متعلق حضرات امہات المومنین کی فہمایش کے لیے ارشاد ہوئیں حدیثوں میں یہ قصہ خوب مفصل آیا ہے اور غالباً اس مانگنے کی وجہ یہ ہوئی ہو کہ فتح خیبر وغیرہ سے کسی قدر مالی وسعت حاصل ہو گئی تھی تو اپنے خیال میں وہ اس کو موجب تکلیف نہیں سمجھیں اور یہ قصہ بعد فتح خیبر کے واقع ہوا چنانچہ اس وقت حضرت صفیہ بھی آپ کے نکاح میں تھیں جو خیبر سے حاصل ہوئی ہیں اور اس سے بعد ذکر فتح خیبر کے جو کہ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا کا مصداق کہا گیا ہے اس مضمون کا آنا غایت حسن رکھتا ہے۔

خطاب بازواج مطہرات متضمن نہی از نوع پنجم ایذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اخف الانواع است

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ

اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کریگی اور نیک کام کریگی تو ہم اُس کو اُس کا ثواب دوہرا دیں گے اور ہم نے اُس کے لیے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے - اے نبی کی بیبیو تم معمولی

كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ

عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ کے موافق بات کہو - اور تم

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اُس کے رسول کا کہنا مانو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ

کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے اور تم اُن آیات الٰہیہ کو اور اس علم کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے -

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ ع

بے شک اللہ تعالیٰ راز داں ہے پورا خبردار ہے -

ع ۷

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجیے کہ تم سے دو ٹوک کہی جاتی ہے تاکہ ہمیشہ کے لیے قصہ ایک طرح ہو وہ بات یہ ہے کہ) تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش[1]) اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ (یعنی لینے کے لیے متوجہ ہو) میں تم کو کچھ (مال و متاع دنیوی) دیدوں (یا تو مراد اس سے وہ جوڑا ہے جو مطلقہ مدخولہ کو وقت طلاق کے دینا مستحب ہے یا مراد نان و نفقہ عدت کا ہے یا دونوں کو شامل ہے) اور (متاع دیکر) تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کروں (یعنی موافق سنت کے طلاق دیدوں تاکہ جہاں چاہو جا کر دنیا حاصل کرو) اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور (مطلب اللہ کو چاہنے کا اس جگہ یہ ہے کہ) اُس کے رسول کو (چاہتی ہو یعنی بحالت کذائیہ قناعت علی الکفاف کے رسول کے نکاح میں رہنا چاہتی ہو) اور عالم آخرت (کے درجات عالیہ کو) (چاہتی ہو جو کہ زوجیت رسول پر مرتب ہونے والے ہیں) تو (یہ تمہاری نیک کرداری ہے اور) تم میں سے نیک کرداروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے (آخرت میں) اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے (یعنی وہ ثواب جو مخصوص ہے زوجات نبی کے لیے کہ اور نیک بیبیوں کے اجر سے وہ عظیم ہے اور جس سے زوجیت نبی کو اختیار نہ کرنے کی صورت میں حرمان ہوگا گو عموم دلائل سے مطلق ایمان و اعمال صالحہ کے ثمرات اس صورت میں بھی حاصل ہوں گے یہاں تک تو

ملحقات الترجمة

[1] قوله في الحيوة عيش اشارة الى حذف المضاف ۱۲

[2] قوله في تعالين يعني متوجه اشارة الى ان المجيء ليس حسيا بل معنويا ۱۲

اللغات قوله تبرج ظهور ۱۲

البلاغة قوله ليذهب الخ في المدارك استعار للذنوب الرجس وللتقوى الطهر لان عرض المقترف للمقبحات يتلوث بها كما يتلوث بدنه بالارجاس واما المحسنات فالعرض منها نقي كالثوب اه قلت وبه علم وجه الجمع بينهما

الروايات قوله وقرن في الدر المنثور اخرج ابن ابي حاتم عن ام نائلة رضي الله تعالى عنها قالت جاء ابو برزة فلم يجد ام ولده في البيت وقالوا ذهبت الى المسجد فلما جاءت صاح بها فقال ان الله تعالى نهى النساء ان يخرجن وامرهن يقرن في بيوتهن ولا يتبعن جنازة ولا يأتين مسجدا ولا يشهدن جمعة اه قلت وهو نص في ان الامر بالقرار في البيوت ليس خاصا بامهات المومنين رض والتخصيص بالذكر لان الكلام في المقام معهن وكذا افاد النهي للنساء عن الخروج ولو الى المساجد ۱۲ قوله لا تبرجن في الدر ايضا اخرج ابن سعد وابن ابي حاتم عن مجاهد رضي الله تعالى عنه قال كانت المراة تخرج فتمشي بين الرجال فذلك تبرج الجاهلية الاولى

واخرج ابن ابي حاتم عن مقاتل قال التبرج انها تلقي الخمار على راسها ولا تشده فيواري قلائدها وقرطها وعنقها ويبدو ذلك كله منها اه قلت وسائق روايات اخر في معنى التبرج ويحصل من المجموع ان التبرج عام في مطلق الخروج بلا ضرورة ولو مع ستر العورات او مع كشف شيء منها ولو بلا شيء من الزينات او مع شيء منها ۱۲

فائدة تتعلق باية التطهير وايضا عدم ادخال ام سلمة رض كان للحجاب عن علي رض لان آية التطهير متاخرة عن آية التخيير وهي متاخرة عن مسئلة الحجاب التي ضربت اولا على زينب في اول عرسها وقد كانت في المخيرات وانما سالته ام سلمة مع علمها بالحجاب لانه كان ممكنا مع الحجاب بالتلفف في ثوب صحدة وما لم يكن فيه ضرورة لم يرض صلى الله عليه وسلم بهذا الحجاب الذي يكون في حالة الضرورة فافهم ۱۲

مضمون تخییر کا ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ازواج کو خطاب ہوگا آگے حق تعالےٰ اُن کو خود خطاب کرکے وہ احکام فرماتے ہیں جو بمقتضٰی
اختیار زوجیت واجب الاہتمام ہونگے پس ارشاد ہے کہ) اے نبی کی بیبیو جو کوئی تم میں کھلی ہوئی بیہودگی کریگی (مراد اس سے وہ معاملہ ہے جس سے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تنگ اور پریشان ہوں تو) اُس کو (اس پر آخرت میں) دوہری سزا دی جاویگی (یعنی دوسرے شخص کو اس عمل پر
جتنی سزا ملتی اُس سے دوہری سزا ہوگی) اور یہ بات اللہ کو (بالکل) آسان ہے (یہ نہیں کہ حکام دنیوی کی طرح احیاناً سزا بڑھانے سے کسی کی
عظمت اُس کو مانع ہوجاوے اور اس سزا کے بڑھنے کی علت ابھی تضعیف اجر کی تقریر میں آتی ہے) اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اُس کے رسول
کی فرمانبرداری کرے گی (یعنی جن امور کو اللہ تعالےٰ نے واجب فرمایا ہے اُن کو ادا کرے گی اور خود رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے زوج ہونے کے جو
حقوق اطاعت وغیرہ واجب ہیں وہ ادا کرے گی کیونکہ حیثیت رسالت کے حقوق قنوت للہ میں داخل ہوگئے) اور (امور غیر واجبہ میں سے جو
نیک کام (ہیں ان کو) کرے گی تو ہم اُس کو اُس کا ثواب (بھی) دوہرا دیں گے اور ہم نے اُس کے لیے (علاوہ اجر مضاعف موعود کے) ایک (خاص)
عمدہ روزی (جو جنت میں ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے اور جو صلہ عمل سے زائد ہے) تیار کر رکھی ہے (علت اس تضعیف
اجر اور اسی طرح تضعیف وزر کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت نبی ہے جس پر یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ دال ہے کیونکہ اہل خصوصیت
کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے اسی طرح اُن کی طاعت بھی اوروں کی طاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے پس وعدہ و
وعید دونوں میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور خصوصاً مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرات امہات المومنین سے خدمت
واطاعت کا صدور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کو راحت افزا زیادہ ہوگا اور اسی طرح اس کے خلاف کا صدور آپ کے لیے کلفت
افزا زیادہ ہوگا پس آپ کی راحت رسانی موجب اجر بھی زیادہ راحت رسانی موجب زیادتی اجر ہوگی علےٰ ہٰذا اس کی ضد میں سمجھنا چاہیے
یہاں تک ازواج سے آپ کے حقوق کے متعلق خطاب تھا آگے عام احکام کے متعلق زیادہ اہتمام کے لیے خطاب ہے کہ) اے نبی کی بیبیو
(محض اس بات پر مت پھول جانا کہ ہم نبی کی بیبیاں ہیں اور اس لیے عام عورتوں سے ممتاز ہیں یہ نسبت اور شرف ہمارے لیے بس
ہے سو یہ وسوسہ مت کرنا یہ بات صحیح ہے کہ) تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بیشک اُن سے ممتاز ہو مگر مطلقاً نہیں بلکہ اس کے
ساتھ ایک شرط بھی ہے وہ یہ کہ) اگر تم تقوےٰ اختیار کرو (تب تو واقعی اس نسبت کے سبب تم کو اوروں سے شرف ہے حتیٰ کہ ثواب مضاعف
ملیگا اور اگر یہ شرط متحقق نہیں تو یہی نسبت بالعکس تضاعف وزر کا سبب بن جاویگی جب یہ بات ہے کہ نری نسبت بلا تقوےٰ ہیچ ہے)
تو (تم کو احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرنا چاہیے عموماً اور ان احکام مذکورہ آیت آیندہ کی خصوصاً اور وہ احکام یہ ہیں کہ) تم (نامحرم مرد سے
بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس کا یہ مطلب نہیں کہ قصداً نزاکت مت کرو کیونکہ اُس کا بُرا ہونا تو بدیہی ہے دوسرے
مخاطب یعنی ازواج مطہرات میں اس کا احتمال نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے عورتوں کے کلام کا فطری انداز ہوتا ہے کہ کلام میں نرمی ہوتی ہے
سادہ مزاجی سے اُس انداز کو مت برتو) کہ (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی (اور بدی) ہے
(بلکہ ایسے موقع پر تکلف اور اہتمام سے اُس فطری انداز کو بدل کر گفتگو کرو) اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو (یعنی ایسے انداز سے
جس میں خشکی اور روکھا پن ہو کہ یہ حافظ عفت ہے اور یہ بد اخلاقی نہیں ہے بد اخلاقی وہ ہے جس سے کسی کے قلب کو تالم و تاذی ہو تو سدباب
طمع فاسد سے ایلام لازم نہیں آتا اس میں تو بولنے کے متعلق حکم فرمایا) اور (آگے پردہ کے متعلق ارشاد ہے اور امر مشترک دونوں میں حفظ
عفت ہے یعنی) تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو (مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو بلکہ
پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے جیسا آج کل شرفا میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں ہی سے
نہیں نکلتیں البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں) اور (آگے اسی حکم کی تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ) قدیم
زمانہ جہالت کے دستور کے موافق مت پھرو (جس میں بے پردگی رائج تھی گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو اور قدیم جاہلیت سے
مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی اور اس کے مقابلہ میں ایک مابعد کی جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و

ملحقات الترجمة
قوله فی تبرج الجاهلیة دستور قدیم الحاصل المفهوم من تاکید الفعل بالمصدر المقصود منه التشبیه ۱۲

تبلیغ احکام اسلام کے اُن پر عمل نہ کیا جاوے پس جو تبرج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیت اُخریٰ ہے اس لیے تشبیہ میں تخصیص جاہلیت اولیٰ کی ظاہر
ہے کیونکہ مشبہ ومشبہ بہ کا تغایر ضروری ہے مطلب یہ کہ جاہلیت اخریٰ حادث کر کے جاہلیت اولیٰ کا اقتدا نہ کرو جس کے مٹانے کو اسلام آیا ہے
یہاں تک احکام متعلقہ عفت کے تھے) اور (آگے دوسرے شرائع کا ارشاد ہے کہ) تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ (اگر نصاب کی مالک ہو)
دیا کرو (کہ دونوں اعظم شعائر سے ہیں اس لیے ان کی تخصیص کی گئی) اور (بھی جتنے احکام ہیں اور تم کو معلوم ہیں سب میں) اللہ کا اور اس کے رسول کا
کہنا مانو (اور ہم نے جو تم کو ان احکام کے اس التزام اور اہتمام کا مکلف فرمایا ہے تو تمہارا ہی نفع ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (ان احکام کے بتانے سے تشریعاً)
یہ منظور ہے کہ اے (پیغمبر کے) گھر والو تم سے (معصیت ونافرمانی کی) آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ظاہراً و باطناً عقیدۃً وعملاً وخلقاً بالکل) پاک صاف رکھے (کیونکہ
علم بالاحکام کی مخالفت سے جو کہ موجب رجس اور مانع تطہیر ہے بچنا ممکن ہے) اور (چونکہ ان احکام پر عمل واجب ہے اور عمل موقوف ہے احکام کے جاننے
اور اُن کے یاد رکھنے پر اس لیے) تم اُن آیات الٰہیہ (یعنی قرآن) کو اور اس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے (اور یہ بھی پیش
نظر رکھو کہ) بیشک اللہ تعالیٰ راز داں ہے (کہ اعمال قلوب کو بھی جانتا ہے اور) پورا خبردار ہے (کہ پوشیدہ اعمال کو بھی جانتا ہے اس لیے ظاہراً
وباطناً سراً وعلانیۃً امتثال اوامر واجتناب نواہی کا اہتمام واجب ہے) **ف فائدہ اولیٰ** اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا کے ترجمہ میں طلاق سنت سے
مراد طلاق غیر بدعی ہے خواہ طریق تطلیق سے بدعی ہو جیسے حیض میں سب کے نزدیک یا تین طلاق دفعۃً دینا حنفیہ کے نزدیک خواہ دوسرے عارض
سے بدعی ہو مثلاً مطلقہ کو کسی قسم کا ضرر پہونچانا **فائدہ ثانیہ** اُمَتِّعْكُنَّ کے ترجمہ میں جو جوڑہ لکھا ہے اُس کے مسائل ضروری سورہ بقرہ آیت
وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ کے ذیل میں گزر چکے ہیں **فائدہ ثالثہ** اُسَرِّحْكُنَّ کا جزاء اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الخ میں واقع ہونا ظاہراً دلیل
ہے کہ ایسی عورت کو جو کہ زینت دنیا کے لیے طلاق اختیار کرتی دوسری جگہ نکاح جائز ہوتا کیونکہ حصول دُنیا اگر بلا واسطہ دوسرے نکاح کے مراد ہو
تو وہ تو بقاء زوجیت نبویہ کے ساتھ بھی ممکن ہے پھر تشریح کی کیا ضرورت تھی اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے وہی ہے جو بطریق دوسرے
نکاح کے ہو صاحب روح نے یہ مسئلہ امام سے نقل کیا ہے **فائدہ رابعہ** اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ میں جو کلمہ من ہے اگر تبیین کے لیے ہو تب تو
کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر تبعیض کے لیے ہو جس سے شبہہ بعض کے غیر محسنہ ہونے کا واقع ہوتا ہے اُس کی دو توجیہ ممکن ہیں ایک یہ کہ بعض روایات
میں آیا ہے کہ ایک عورت عامریہ حمیریہ نے اس تخییر کے بعد آپ کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہا اورد فی الروح عن ابن سعد اس تبعیض سے اُس کا
مستثنیٰ کرنا مقصود ہے اور اگر یہ روایت ثابت نہ ہو تو دوسری توجیہ یہ ہے کہ گو سب محسنات تھیں مگر وقت تخییر قبل اختیار اس کا ظہور تو
نہ تھا پس ظاہر حال سے ہر ایک میں دونوں احتمال تھے پس یہ تبعیض بطور معنے تعلیقی کے ہے یعنی مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُنَّ اور یہی معنے ہیں اس قول کے
کہ مطلق بعض کا تحقق گاہے ضمن کل میں ہوتا ہے اور گاہے بضمن بعض مقابل للکل کے **فائدہ خامسہ** صاحب روح نے امام رازی سے ایک
اور مسئلہ بھی نقل کیا ہے کہ جو اس تخییر کے بعد اللہ ورسول کو اختیار کرلے اُس کو پھر طلاق دینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز
نہیں معلوم ہوتا ورنہ تخییر اور اختیار غیر مثمر ہے لیکن احقر کے نزدیک یہ استنباط محض ضعیف ہے عارض اختیار دُنیا سے مستحق طلاق نہ ہونا
اس کو مستلزم نہیں کہ اور کسی عارض سے بھی اُس کو طلاق نہ دیا جاوے پس بعض روایات میں حضرت سودہ وحضرت حفصہ کو طلاق دینے
کا ارادہ یا ایک رجعی طلاق دینا آیا ہے اگر وہ بعد اس آیت کے ہو تب بھی کچھ اشکال نہیں **فائدہ سادسہ** جب یہ آیت تخییر نازل ہوئی
آپ نے اپنی بیبیوں کو پڑھ کر سُنادی آپ کی جو نو بیبیاں مشہور ہیں حضرات عائشہ - حفصہ - ام حبیبہ - سودہ - ام سلمہ - یہ پانچوں قریش میں
سے ہیں صفیہ خیبریہ - میمونہ ہلالیہ - زینب اسدیہ - جویریہ مصطلقیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہن ان سب نے آپ کی زوجیت میں رہنا قبول کیا اور
دنیا کی طرف التفات نہیں فرمایا **فائدہ سابعہ** اس میں یہ کلام ہوا ہے کہ آیا یہ تخییر تفویض طلاق تھی اور اختیار کر لینا ایقاع طلاق ہوجاتا
اور آپ کی تطلیق کی حاجت نہ ہوتی یا یہ تخییر رائے کا دریافت کرنا تھا اور اختیار رائے کا اظہار تھا اور اختیار کے بعد تطلیق کی حاجت
ہوتی لیکن آیت کا دونوں طرز پر انطباق ہوسکتا ہے **فائدہ ثامنہ مسئلہ** لفظ اِخْتَارِیْ جو کہ کنایات طلاق سے ہے اگر زوجہ کو کہدے تو محض
اس سے طلاق واقع نہیں ہوتا اگر وہ کچھ جواب نہ دے یا جواب میں کہدے اِخْتَرْتُكَ البتہ اگر اِخْتَرْتُ نَفْسِیْ کہدے تو واقع ہوجاتا ہے تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے

ملحقات الترجمہ
سلہ قولہ فی بیوتکن چرچا اشارۃ
الی ان التلاوۃ ہہنا لیس خاصا
بالآیات ۱۲

فائدہ تاسعہ ظاہراً اس نص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا کہ ازواج کو تخییر دیں اور یہ بھی ظاہر او اجب معلوم ہوتا ہے کہ مختارۃ للدنیا
کو طلاق دیدیں اس کو بھی صاحب روح نے امام سے نقل کیا ہے لیکن یہ حکم چونکہ عام نہیں اس لیے دوسروں کے لیے صرف مستحب ہے کہ بے شرع عورت
سے اسی طرح کہہ دیں اور اسی طرح کریں اور فقہاء نے تصریح کی ہے لَا یَجِبُ تَطْلِیْقُ الْفَاجِرَۃِ **فائدہ عاشرہ** فاحشہ کی تفسیر بیہقی نے مقاتل سے
نقل کی ہے اِنَّھَا الْعِصْیَانُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور طلب مزید جس سے ضیق قلب مبارک ہو اسی میں داخل ہے اسکے
علاوہ دو دلیلیں اس کی اور ہیں اول اس کو مُبَیِّنَۃٍ فرمایا اور معنی متعارف مبینہ کا مصداق نہیں الا بتجوز دوسرے مقابلہ میں وَمَنْ یَّقْنُتْ الخ
فرمایا معلوم ہوا کہ اس سے مراد عدم قنوت ہے اور معنے متعارف کا ازواج انبیاء ۴ میں محتمل نہ ہونا سورۂ نور آیت اَلطَّیِّبَاتُ الخ کی تفسیر میں گذر چکا
فائدہ حادیہ عشر عذاب کو تو صرف فاحشہ مبینہ پر کہ ایک عمل ہے مرتب فرمایا اور اجر مرتین کو مجموعہ قنوت وعمل صالح پر کہ مجموعہ شرائع
ہے وجہ اس کی ظاہر ہے کہ مقبولیت تامہ کے لیے اتیان بالجمیع ضروری ہے اور عقوبت کے لیے اخلال بالبعض بھی بس ہے **فائدہ ثانیہ عشر**
تضاعف عذاب وتضاعف ثواب کی وجہ اثنائے تقریر ترجمہ میں مبین ہو چکی **فائدہ ثالثہ عشر** تضاعف عذاب سے شبہہ تعارض مَنْ
جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَھَا کا نہ کیا جاوے کیونکہ حالت کذائیہ خصوصیت کا مقتضی شدت عقوبت ہونا عین مماثلت ہے درمیان عمل و
عقوبت کے پس یہاں خود مضاعفت ہی مماثلت ہے **فائدہ رابعہ عشر** اِنِ اتَّقَیْتُنَّ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ متقی نہ تھیں بلکہ مقصود
اس سے محض تعلیق ہے افضلیت علی النساء کی اتقاء پر تاکہ مدار ہونا تقوے کا ظاہر ہو جاوے گو واقع میں مقدم وتالی دونوں متحقق ہوں
دوسری توجیہ یہ بھی موافق محاورہ کے ہے کہ اِتَّقَیْتُنَّ کے معنے دُمْتُنَّ عَلَی التَّقْوٰی ہوں یعنی اگر متقی رہو جیسے اب متقی ہو تب اوروں سے
افضل رہوگی **فائدہ خامسہ عشر** لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ باعتبار مفعول لہ کے گو ظاہراً مطلق ہے مگر مقصود تخصیص ہے مکالمہ اجانب کے ساتھ
فائدہ سادسہ عشر لَا تَخْضَعْنَ اور قَرْنَ اور لَا تَبَرَّجْنَ باعتبار عبارت خطاب کے کہ مخاطب حضرات ازواج مطہرات ہیں گو ظاہراً خاص ہیں
مگر دلالت خطاب کے اعتبار سے کہ مقصود صون عفت ہے جو سب سے مطلوب ہے یہ احکام عام ہیں سب عورتوں کے لیے جیسا کہ مقاتل نے لَا تَبَرَّجْنَ میں
کہا ہے ثُمَّ عَمَّتْ نِسَآءَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی التَّبَرُّجِ رواہ فی الدر بلکہ تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ اور عورتوں کے لیے یہ احکام بدرجۂ اولے ہیں کیونکہ علت ان
احکام کی سد ذرائع فساد ہے جیسا فَیَطْمَعَ اس پر دال ہے اور ظاہر ہے کہ دوسری عورتیں سد ذرائع کی زیادہ محتاج ہیں و نیز قَرْنَ کے مقابل یعنی عدم
قرار کو تشبیہ دینا امر جاہلیت سے خود عدم قرار کی ذم کے لیے کافی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا امر مذموم دوسری عورتوں کے لیے بھی مشروع نہیں
ہو سکتا نیز حدیثوں میں اس قسم کے مضامین اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ ونحو ذلک وارد ہیں جو دلالت علی المطلوب
کے لیے وافی ہیں پس عام ہونا ان احکام کا ثابت ہو گیا رہی تخصیص فی الذکر اس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہاں وعظ امہات المومنین کو ہے اسلیے
ضمائر میں وہی مخاطب ہیں مگر تخصیص فی الذکر سے تخصیص فی الحکم لازم نہیں اور اگر لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ سے شبہہ تخصیص کا پڑے تو اس کے معنے جو
لکھے گئے ہیں اس سے اس شبہہ کی اصلا گنجایش نہیں اور اگر بعض علماء کے اس قول سے کہ حجاب صرف ازواج مطہرات کے لیے فرض ہے
شبہہ پڑے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے وجوب لعینہ ہے اور سد ذرائع اس کی حکمت ہے کیونکہ دوسری نساء کے لیے یہ حجاب واجب
لغیرہ ہے کہ سد ذرائع اس کی علت ہے اور یہی وجہ ہے کہ لَا تَخْضَعْنَ اور لَا تَبَرَّجْنَ کو کسی نے خاص نہیں کہا پس قَرْنَ کہ محفوف بین الامرین ہے
وہ کیوں خاص ہوگا اور تفصیل وتحقیق اس مضمون کی احقر کے رسالہ القول الصواب میں مشبع ہے **فائدہ سابعہ عشر** قرن کی توضیح ترجمہ میں
جو مواقع ضرورت کو مستثنےٰ کہا ہے اس کی دلیل قولی یہ حدیث ہے قَدْ اُذِنَ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِکُنَّ رواہ مسلم اور دلیل فعلی خود جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا سفر اور حج میں ازواج کو لیجانا ہے اب بعض اہل بدعت کا اعتراض حضرت عائشہ پر جنگ جمل کے متعلق نفس خروج میں محض لاشئ ہے خصوصاً
جب کہ وہ خاص اسی کام کے لیے نکلی بھی نہ تھیں بلکہ وہ مکہ حج کو گئی ہوئی تھیں **فائدہ ثامنہ عشر** بُیُوْتِکُنَّ میں اضافت ملک اور سکنی دونوں
کی ہو سکتی ہے صورت اولی میں یہ کہا جاویگا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں ان کو مالک کر دیا ہو کیونکہ میراث کا تو احتمال ہے ہی
نہیں اور صورت ثانیہ میں اس کا سکنی بعد وفات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مالکانہ نہ ہوگا بلکہ جس طرح اہل حاجت اوقاف سے منتفع ہوتے ہیں

ہاں دونوں احتمالوں میں سے ایک کی تعیین محتاج دلیل مستقل ہے قرآن کا انطباق دونوں پر ممکن ہے **فائدہ تاسعہ عشر** اس مقام پر جو لفظ اہل بیت آیت تطہیر میں آیا ہے سیاق وسباق کے دیکھنے سے بالیقین اس کا مصداق ازواج مطہرات ہیں چنانچہ ابن عباس رضؓ کا قول اسی آیت تطہیر میں ہے نزلت فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ اور عکرمہ کا قول ہے من شاء باھلتہ انھا نزلت فی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی عکرمہ نے کہا لیس بالذی تذھبون الیہ انما ھو نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا کلہ فی الدر المنثور پس اسمیں تو کوئی شبہ نہیں اور عنکم میں ضمیر مذکر یا تو باعتبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبنی بر تغلیب ہو دیا باعتبار لفظ اہل کے ہو جیسا قال لاھلہ امکثوا اب رہا حضرات اہل عبا کا اس کا مصداق ہونا جیسا حدیث میں ہو کہ آپ نے ان حضرات کو کملی میں لپیٹ کر فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا یا ازواج مطہرات کا مصداق نہ ہونا جیسا ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضؓ نے بھی کملی میں آنا چاہا تو آپ نے فرمایا انک علی خیر اور اُن کو داخل نہیں کیا اھ سو اس میں محقق بات یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اہل بیت کا مفہوم متحد نہیں بلکہ حدیث میں تو عترت مراد ہے اور آیت میں یا تو عام مراد ہے جس کی ایک نوع تو آیت ہی کی مدلول ہے اور دوسری نوع کا مدلول ہونا آپ نے اپنے اس فعل سے ظاہر فرما دیا اور حضرت ام سلمہ رضؓ کا داخل نہ کرنا اس لیے ہوگا کہ تمہارا تو مدلول آیت ہونا ظاہر ہی ہے جن کا خفی ہے اُن کو ظاہر کرتا ہوں پھر تم کو اس کا اہتمام کیا ضرور اور خیر سے یہی مدلولیت مراد ہوگی اور یا آیت میں صرف حضرات ازواج مراد ہیں اس صورت میں عبا میں داخل فرمانا اور آیت پڑھنا یا آیت کے مناسب الفاظ سے دعا کرنا بطور علم اعتبار کے ہوگا جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں آیت فساء صباح المنذرین پڑھ دی تھی جس کا نزول مشرکین کے حق میں ہے اور جیسا شاہ ولی اللہ رحؒ نے مسئلہ قدر میں آپ کا آیت فاما من اعطی الخ کا پڑھ دینا اسی پر محمول کیا ہے کذا فی الفوز الکبیر پس مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ ایک نوع اہل بیت کی یہ بھی ہے ان کے لیے بھی میں دعا کرتا ہوں اور دعا میں اذہاب رجس اور تطہیر سے تطہیر تکوینی مراد ہوتا یہ اور زیادہ موید ہے اس دعوے کا کہ یہ ادخال بطور علم اعتبار کے ہے کیونکہ آیت میں تطہیر تشریعی مراد ہے اور حدیث میں وہ مراد نہیں ورنہ اس دعا کے کوئی معنے محصل نہ ہونگے اور اس صورت میں انک علی خیر سے یہ مقصود ہونا کہ تم اہل بیت سے نہیں ہو اصلا محل اشکال نہیں یعنی اس نوع سے نہیں ہو جو اس وقت مراد ہے اور یہی مطلب ہے حضرت زید بن ارقم کے ارشاد کا کہ اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے یعنی عترت جب اُن سے اہل بیت کے معنے پوچھے گئے رواہ مسلم پس قرینہ سوال سے انہوں نے یہ معنے فرمائے باقی نہ اُن سے آیت کی تفسیر پوچھی گئی اور نہ انہوں نے آیت کے متعلق یہ ارشاد فرمایا پس ازواج کا اہل بیت نہ ہونا اُن کے قول سے ثابت نہیں چنانچہ اُنہی کی روایت میں یہ بھی اُن ہی کا قول ہے نساءہ من اھل بیتہ بلکہ معالم میں تو بسند متصل حضرت ام سلمہ کے اس سوال پر کہ میں اہل بیت سے نہیں ہوں خود ارشاد نبوی مروی ہے بلی ان شاء اللہ تعالی غرض لفظ اہل بیت کے دو مفہوم ہیں ایک ازواج دوسرے عترت اور خصوصیت قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے کہیں دوسرا اور کہیں عام بھی مراد ہو سکتا ہے پس آیت میں ظاہراً مفہوم اول مراد ہے اور مفہوم ثالث بھی محتمل ہے اور حدیث ثقلین وحرمت صدقہ وحدیث عبا میں دوسرا مفہوم مراد ہے پس اس تحقیق کے بعد نہ آیت میں اشکال ہے نہ کسی حدیث میں نہ باہم تعارض اور نہ اہل حق پر کسی کا کوئی شبہہ وارد ہے اور نہ اہل حق کو کسی جگہ تکلف وتاویل کی حاجت ہے **فائدہ عشرین** چونکہ ارادہ اذہاب رجس وتطہیر کی تفسیر ارادۂ تشریعی کے ساتھ معلوم ہو چکی ہے اسلیے اس سے عصمت اہل بیت پر استدلال اصلاً گنجایش نہیں رکھتا خواہ اہل بیت سے خاص مراد ہو یا عام اور خواہ ارادۂ تشریعیہ کا مراد ہونا متیقن ہو یا محتمل لانہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جیسا دوسری آیت میں مومنین کو عام ارشاد ہے ولکن یرید لیطھرکم رہا یہ کہ پھر اہل بیت کی فضیلت کیا ثابت ہوگی کیونکہ ارادۂ تشریعیہ تو تمام مکلفین کے لیے عام ہے جواب یہ ہے کہ اس سے تو اتنی ہی فضیلت ثابت ہوگی کہ اُن کی تطہیر کی طرف حق تعالے کو توجہ اور اعتنا ہوا اور گو یہ اعتنا سب مکلفین میں مشترک ہے لیکن کلی مشکک کے طور پر زیادہ اعتنا زیادہ فضیلت پر ضرور دال ہوگا جیسا لفظ اہل البیت جن کا حاصل یہ ہے۔ یا من ھو من اھل بیت نبینا وعبدنا المقبول المحبوب المرضی عندنا اس اختصاص بالاعتنا پر دال ہے اور اس سے زیادہ فضائل اہل بیت کے بای معنی اعتبار اس آیت پر موقوف نہیں اور دلائل قرآن وحدیث کے اس پر دال ہیں **فائدہ حادیہ وعشرین** حدیث میں اور بھی بعض کے لیے تضعیف اجر مرتین آیا ہے وہ حدیث مع اُس کے تحقیق معنے کے پارہ بستم کے نصف پر آیت اولئک یؤتون اجرھم کے ذیل میں گذر چکی ہے اور اُس حدیث میں یہ بھی ہے کہ تین شخصوں کو دوہرا اجر ملتا ہے لیکن عدد حصر کے لیے نہیں تاکہ اس آیت کے معارضہ کا اشکال لازم آوے

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ

بیشک اسلام کے کام کرنیوالے مرد اور اسلام کے کام کرنیوالی عورتیں اور ایمان لانیوالے مرد اور ایمان لانیوالی عورتیں اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں اور

وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ

اور صبر کرنیوالی عورتیں اور خشوع کرنیوالے مرد اور خشوع کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے مرد

وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور بکثرت خدا کے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے

چنانچہ ایک حدیث میں چار کا عدد آگیا ہے اور ازواج مطہرات کو اس میں داخل کیا ہے کما فی الدر بروایۃ الطبرانی عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ یؤتون اجرھم مرتین منھم ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ **ربط** اوپر احکام وغیرہ میں اصل روئے سخن حضرات ازواج مطہرات کی طرف تھا اور ان کے لیے اعمال صالحہ پر بشارت اجر و ثواب و تطہیر و اذہاب رجس کی تھی آگے تعمیم رحمت و شریعت کے اظہار کے لیے عام مومنین و مومنات کو اعمال صالحہ پر اسی فضل کی بشارت دیتے ہیں چنانچہ مغفرت اور اذہاب رجس متقارب المعنی ہیں اور اجر عظیم اور اجر کریم متقارب الالفاظ بھی ہیں چنانچہ بعض اسباب نزول اس تقریر ربط کے مؤید بھی ہیں جیسا درمنثور میں قتادہ سے روایت ہے کہ بعض بیبیاں ازواج مطہرات کے پاس جا کر کہنے لگیں کہ تمہارا تو قرآن میں ذکر آیا ہمارا نہیں آیا یعنی اس مقام پر نہیں آیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تمنا کی تھی کہ ہمارا بھی ذکر قرآن میں آتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور تو اس میں یہ شبہ کیا جاوے کہ اور بھی آیات میں تو ان کا ذکر آچکا تھا شاید منشا اس کی یہ ہوگی کہ تصریح عام کے طور پر عورتوں کا بھی ذکر آوے اور مردوں کا ذکر ملا دینے میں اشارہ ہے جواب کی طرف کہ استقلالاً ذکر آنے کی اس کی ضرورت نہیں کہ شرائع مردوں اور عورتوں میں مشترک ہیں پھر مرد متبوع ہوتے ہیں ان کا خطاب کافی ہے۔

تبشیر عام جمیع اہل اسلام بامتثال احکام

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ بیشک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنیوالی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانیوالی عورتیں (یہاں اس تفسیر پر اسلام سے مراد اعمال نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہا ہوئے اور ایمان سے مراد عقائد ہوئے جیسا صحیحین میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جواب دینا مروی ہے) اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں (اس میں اشارہ ہے کہ اعمال و عقائد ان کے محض براہ انقیاد ہیں انہیں کچھ پس و پیش یا کراہت نہیں ہے) اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں (اس میں صدق فی القول و فی العمل و فی النیت و فی الایمان سب آگیا یعنی نہ وہ کاذب فی الکلام ہیں نہ عمل میں کم ہمت اور سست ہیں نہ نیت میں ریاکار ہیں اور نہ منافق ہیں) اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں (اس میں سب اقسام صبر کے آگئے صبر طاعات پر اور صبر معاصی سے اور صبر مصائب پر) اور خشوع (خضوع) کرنیوالے مرد اور خشوع (خضوع) کرنیوالی عورتیں (اس میں تواضع جو ضد تکبر کی ہے وہ بھی داخل ہے اور نماز اور عبادات میں توجہ قلب اور جوارح سے بھی داخل ہے) اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں (اس میں زکوٰۃ اور صدقات نافلہ سب داخل ہیں) اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (اس میں بھی روزہ فرض اور نفل سب آگیا) اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت خدا کی یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں (یعنی جو اذکار مفروضہ کے علاوہ اذکار نافلہ کو بھی ادا کرتے ہیں) ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے

البلاغۃ قولہ لھم فیہ تغلیب ولعل الاکتفاء بضمیر المذکر اشارۃ الی ان الذکور ھم الاصول ومن ثم لم یصرح بذکر النساء فی الاکثر ۱۲

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں کہ ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار رہے - اور جو شخص اللہ کا اور اسکے رسول کا

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ

کہنا نہ مانیگا وہ صریح گمراہی میں پڑا اور جب آپ اس شخص سے فرمارہے تھے جسپر اللہ نے بھی انعام کیا اور آپ نے بھی انعام کیا کہ اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور خدا سے ڈر

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا

اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسکو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنیوالا تھا اور آپ لوگوں سے اندیشہ کرتے تھے اور ڈرنا تو آپ کو خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا ہم نے آپ سے

يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے بارے میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ ان سے اپنا جی بھر چکیں اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا تھا ہی

ربط اوپر چند جا بیان ہوا ہے کہ اعظم مقاصد سورت آپ کی تعظیم و اجلال و طاعت کا اہتمام اور آپ کو ایذا دینے کی تحریم ہے اور دونوں کے بعض بعض انواع اوپر آ چکے ہیں جن میں نوع دوم ایذا کی تمہید میں حضرت زید رض کا قصہ بھی لکھا گیا ہے آگے اسی قصہ کے متعلق دو مضمون ہیں ایک نوع سوم آپ کی تعظیم حق کی اور ایک تفصیل نوع دوم ایذا کی جو اوپر اجمالاً آئی تھی سبب نزول مضمون اول کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرت زید کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رض سے کرنا چاہا چونکہ حضرت زید عام میں غلام مشہور ہو چکے تھے حضرت زینب رض نے اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش نے اس نکاح کی منظوری سے عذر کیا اس پر مضمون اول کی آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کذا فی اللباب اور مضمون ثانی کا سبب نزول یہ ہے کہ جب آیت اولیٰ کے نزول پر نکاح منظور کر لیا گیا اتفاق سے باہم مزاجوں میں توافق نہ ہوا حضرت زید نے طلاق دینا چاہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا آپ نے فہمائش کی کہ طلاق مت دو مگر جب کسی طرح موافقت نہ ہوئی آخر کچھ طلاق کا عزم ظاہر کیا اس وقت آپ کو وحی سے معلوم ہوا کہ زید ضرور طلاق دینگے اور زینب رض کا آپ سے نکاح ہوگا اور دہ فی الروح بروایۃ الحکیم الترمذی وغیرہ عن الامام زین العابدین علی بن الحسین اور اس وقت مصلحت بھی یہی تھا کیونکہ اول تو یہ نکاح خلاف مرضی ہونے سے موجب رنج طبعی ہوا تھا پھر اس پر طلاق دینا اور زیادہ موجب کلفت و دلشکنی تھا اس دلشکنی کا تدارک جس سے حضرت زینب کی اشک شوئی ہو سکتی تھی اس سے بہتر اور کوئی نہ تھا کہ حضور ان سے نکاح کرکے ان کی دلجوئی اور قدر افزائی فرماویں مگر ساتھ ہی خیال تھا طعن عوام کا مگر حکم الٰہی سے نکاح ہوا جس میں علاوہ مصلحت مذکورہ خاصہ کے مصلحت شرعیہ عامہ یہ بھی کہ متبنیٰ کی زوجہ سے نکاح کی حلت فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہو جاوے کما قال تعالیٰ لکیلا یکون الخ کہ تشریع قولی کے ساتھ تشریع فعلی کا انضمام زیادہ موکد و مقوی حکم و رافع وساوس و شکوک ہے پس پچھلی آیتیں اس کے متعلق نازل ہوئیں۔

نوع سوم جلالت شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان وجوب اطاعت حضرت ایشان و تفصیل جواب

نوع دوم ایذا کہ طعن بود بر نکاح زینب رضہ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

اللغات خیرۃ مصدر قوله امسك تعدیته بعلی لتضمنه معنی الحبس قوله قضی وطرا ای طلقها ومعنی الوطر الحاجة لان الطلاق یکون اذا لم یبق حاجة له الی المرأة

البلاغة قوله ان یکون لهم الخیرة من امرهم وضمیر لهم عائد الی النکرة باعتبار المعنی وکذا فی امرهم ولعل الفائدة فی العدول عن الظاهر فی الضمیر الاول بان یقال له علی ما قال الطیبی الایذان بانه کما لا یصح لکل فرد فرد من المؤمنین ان یکون لهم الخیرة کذلک لا یصح ان یجتمعوا علی کلمة واحدة لان تأثیر الجماعة واتفاقهم اقوی من تأثیر الواحد ضعیفا ومنه فائدة الجمع فی الضمیر الثانی وکذا وجه افراد الامر فافهم من النظر امعن الروح قوله للذی انعم الله علیه فی الروح وایراده بالعنوان المذکور کما قال شیخ الاسلام لبیان منافاة حاله لما صدر عنه علیه السلام من اظهار خلاف ما فی ضمیره الشریف اذ هو انما یقع عند الاستحیاء والاحتشام

مَاكَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ الَّذِيْنَ

ان پیغمبر کے لیے خدا تعالیٰ نے جو بات مقرر کردی تھی اُس میں نبی پر کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں یہی معمول کر رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا ہوتا ہی ہے سب ایسے تھے

يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پہونچایا کرتے تھے اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لیے کافی ہے محمد صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ ع ۵

لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجایش نہیں جبکہ اللہ اور اُس کا رسول کسی کام کا (گو وہ دنیا ہی کی بات کیوں نہ ہو وجوبًا) حکم دیدیں کہ (پھر) اُن (مومنین) کو اُن کے اُس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے (یعنی اس اختیار کی گنجایش نہیں رہتی کہ خواہ کریں یا نہ کریں بلکہ عمل ہی کرنا واجب ہوتا ہے) اور جو شخص (بعد حکم وجوبی کے) اللہ کا اور اُس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا (یہاں مومن کے عموم میں حضرت عبد اللہ بن جحش اور مومنہ کے عموم میں حضرت زینب بنت جحش اور امر ہٰذا کے عموم میں حضرت زید رضہ سے نکاح کرنا داخل ہیں چنانچہ اس آیت کے سننے کے بعد وہ نکاح منظور کرلیا) اور (آگے اُس نکاح کے بعد کا قصہ ہے کہ اُسوقت کو یاد کیجیے) جب آپ (فہمایش ومشورہ کے طور سے) اُس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا (کہ اسلام کی توفیق دی کہ انعام دینی ہی اور غلامی سے چھڑایا کہ نعمت دُنیویہ ہے) اور آپ نے بھی انعام کیا (کہ تعلیم دین فرمائی اور آزاد کیا اور پھوپھی زاد بہن سے نکاح کرایا مراد زید ہیں کہ آپ اُن کو سمجھا رہے تھے) کہ اپنی بی بی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے (اور اُس کے معمولی خطاؤں پر نظر نہ کر کہ گاہے اس سے ناموافقت ہو جاتی ہے) اور خدا سے ڈر (اور اُس کے حقوق میں ہی کوتاہی نہ کر کہ گاہے اس سے ناموافقت ہو جاتی ہے) اور (جب شکایتیں حد سے متجاوز ہو گئیں اور قرائن سے اصلاح وتوافق کی امید نہ رہی تو اُس وقت فہمایش کے ساتھ) آپ اپنے دل میں وہ بات (بھی) چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ (آخر میں) ظاہر کرنے والا تھا (مراد اس سے نکاح ہی حضرت زینب سے درصورت تطلیق زید کے جس کو حق تعالیٰ نے زَوَّجْنٰكَهَا میں قولًا اور خود نکاح واقع کردینے سے فعلًا ظاہر فرمایا) اور (اس ارادۂ معلقہ نکاح کے ساتھ ہی) آپ لوگوں (کے طعن) سے (بھی) اندیشہ کرتے تھے (کیونکہ اُس وقت تک اس نکاح میں مصلحت دینیہ ہونا ذہن مبارک میں نہ آیا ہوگا محض دُنیوی مصلحت خاص حضرت زینب کی خیال میں ہوگی اور امور دنیویہ میں ایسا اندیشہ ہونا مضائقہ نہیں بلکہ بعض حیثیتوں سے مطلوب ہے جب کہ اعتراض سے دوسروں کی دین کی خرابی کا احتمال ہو اور اُن کو اس سے بچانا مقصود ہو) اور ڈرنا تو آپکو خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے (یعنی چونکہ واقع میں اس میں دینی مصلحت ہے جیسا کہ آگے لِكَيْ لَا يَكُوْنَ الخ میں مذکور ہے اس لیے خلق سے اندیشہ نہ کیجیے چنانچہ بعد اطلاع مصلحت دینیہ کے پھر اندیشہ آپ نے نہیں کیا اور ارادۂ نکاح میں تو کیا اندیشہ ہوتا خود نکاح کے بعد بھی اندیشہ نہیں کیا جسکا قصہ آگے ہے کہ) پھر جب زید کا اُس (زینب) سے جی بھر گیا (یعنی طلاق دیدی اور عدت بھی گذر گئی) تو ہم نے آپسے اسکا نکاح کردیا

اللغات قوله خاتم بکسر التاء اسم فاعل من الختم وبفتح التاء ما یختم به فالکلام محمول علی التشبیه البلیغ ای کالخاتم ۱۲

فائدة متعلقة بقوله تعالیٰ ما کان محمد الخ قد ذکروا اشکالا فی الآیة وهو ان سیاقها لنفی ابوته علیه السلام لزید لیرد به علی المعترض فان ارید بالابوة الحقیقیة اللغویة لم تلائم السابق ولم یحصل بها الرد المذکور اذ لم یکن احد یزعم انه صلی الله علیه وسلم کان ابا لزید بالولادة وان ارید بها الابوة المجازیة لم یسلموا انتفائها لتحققها عندهم بالتبنی وبها قربت الآیة ... هذا الاشکال فتامل فی قولی لیس الابوة حاصل ... حکم ... صحیح

تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے (نکاح کے) بارہ میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ (منہ بولے بیٹے) اُن سے اپنا جی بھر چکیں یعنی طلاق دیدیں مطلب یہ کہ اس تشریع کا اظہار ہم کو مقصود تھا) اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا تھا ہی (کیونکہ حکمت اس کو مقتضی تھی آگے طعن کا جواب ہے کہ) ان پیغمبر کے لیے خدا تعالے نے جو بات (تکوینًا یا تشریعًا) مقرر کردی تھی اُس میں نبی پر کوئی الزام (اور طعن کی بات) نہیں اللہ تعالے نے اُن (پیغمبروں) کے حق میں (بھی) یہی معمول کر رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں (کہ اُن کو جس امر کی اجازت ہوتی ہے بے تکلف وہ اس کو کرتے رہے ہیں اور محل طعن نہیں ہو سکے ایسے ہی یہ نبی بھی محل اعتراض نہیں) اور (اُن پیغمبروں کے بھی اس قسم کے جتنے کام ہوئے ہیں اُن سب کے بارے میں بھی) اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا (پہلے سے) ہوتا ہے (اور اسی کے موافق اُن کو حکم ہوتا ہے اور وہ عمل کرتے ہیں شاید آپ کے قصہ میں اس مضمون کو لانا اور پھر انبیاء کے تذکرہ میں اس کو مکرر لانا اس طرف اشارہ ہو کہ ایسے امور مثل تمام امور کائنہ کے ایسے متضمن حکمت ہوتے ہیں کہ پہلے ہی سے علم الٰہی ہی میں تجویز ہو چکتے ہیں پھر نبی پر طعن کرنا اللہ پر طعن کرنا ہے بخلاف اُن امور کے جن پر خود حق تعالیٰ ملامت فرماویں گو وہ مقدر ہونے کی وجہ سے متضمن بحکمت ہوں مگر محل ملامت ہونا دلیل ہے اس کے تضمن مفاسد کی اس لیے اُن مفاسد کے اعتبار سے اُن پر نکیر جائز ہے آگے ایک مدح خاص ہے اُن پیغمبروں کی تاکہ آپ کو تسلی ہو یعنی) یہ سب (پیغمبران گذشتہ) ایسے تھے کہ اللہ تعالے کے احکام پہونچایا کرتے تھے (اگر تبلیغ قولی کے مامور ہوئے تو قولًا اور اگر تبلیغ فعلی کے مامور ہوئے تو فعلًا) اور (اس باب میں) اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے (پس آپ کو بھی جب تک معلوم نہ تھا کہ یہ نکاح تبلیغ فعلی ہے اندیشہ ہونا مضائقہ نہیں لیکن اب جب یہ بات معلوم ہو گئی تو آپ بھی اندیشہ نہ کیجیے جیسا کہ مقتضا ہے شان رسالت کا چنانچہ اس کے انکشاف کے بعد پھر آپ نے اندیشہ نہیں کیا باوجودیکہ خود آپ کو رسالات میں خشیت نہیں ہوئی نہ اس کا احتمال تھا پھر بھی انبیاء ؑ کا قصہ سُنانا زیادہ تقویت قلب کے لیے ہے) اور (آپ کی اور زیادہ تسلی کے لیے فرماتے ہیں کہ) اللہ (اعمال کا) حساب لینے کے لیے کافی ہے (پھر کسی سے کاہے کا ڈر نیز آپ کے طاعنین کو بھی سزا دیگا آپ طعن سے مغموم نہ ہوجیے یہ اوپر تو اس فعل کا استحسان مذکور ہوا ہے آگے اس کے استہجان کا جواب ہے جس کا معترضین دعوے کرتے تھے یعنی) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (یعنی جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علاقہ اولاد نہیں رکھتے جیسا مِنْ رِّجَالِكُمْ کی اضافت سے قطع اضافت آپ سے مقصود ہے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ ایسی ابوت حاصل نہیں جو کسی دلیل صحیح سے موجب تحریم اُس کی زوجہ کی ہو جاوے پھر جب طعن کا مبنٰی ہی باطل ہے تو مبنی بھی محض فاسد ہے) لیکن (ہاں ایک دوسری ابوۃ روحانی بیشک حاصل ہے چنانچہ) آپ اللہ کے رسول ہیں (اور رسول روحانی مربی ہونے سے اب روحانی ہوتا ہے) اور (اس ابوۃ روحانیہ میں اس درجہ کامل ہیں کہ سب رسولوں سے اکمل و افضل ہیں چنانچہ آپ) سب نبیوں کے ختم پر ہیں (اور جو نبی ایسا ہو گا وہ ابوۃ روحانیہ میں سب سے بڑھ کر ہو گا کیونکہ اوروں کی تربیت تو غیر مؤبد ہو گی اور ایسے نبی کی ابوۃ مؤبد ہو گی اور خاتم کا دورۂ نبوت اگر اور انبیاء ؑ کے زمانہ سے زیادہ بھی نہ ہوتا تب بھی ابوۃ کی تقویت کیفیت کے لیے نفس تابید ہی کافی ہو جاتی اور جب زمانہ بھی اوروں سے زیادہ ہو گیا تو تقویت کمیہ بھی منضم ہو کر زیادہ قوت ہو گئی اور اگر عموم بعثت پر بھی لحاظ کیا جاوے تو اور زیادہ قوت ثابت ہو گی مطلب یہ کہ ابوۃ جسمانیہ تو ہے نہیں جو موجب اعتراض ہوتی البتہ ابوت روحانیہ بدرجہ کمال ہے اور وہ خود قاطع اعتراض ہے کیونکہ نبی کا اعتقاد اور اُس کے لیے انقیاد فرض ہے) اور (اگر یہ وسوسہ ہو کہ یہ نکاح ناجائز تو نہیں لیکن اگر نہ ہوتا تو بہتر تھا کہ اعتراض کا موقع ہی نہ ہوتا تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز (کے وجود یا عدم کی مصلحت) کو خوب جانتا ہے (پس اس کے وجود ہی میں مصلحت تھی اسلیے نبی کے لیے تجویز کیا گیا)

ف آیت وَمَا كَانَ الخ میں مِنْ اَمْرِهِمْ عام ہے امر دینی و امر دنیوی کو پس امور دنیویہ میں بھی اگر آپ جزمًا کوئی حکم فرماویں واجب العمل ہو گا اور حدیث تابیر میں جو ارشاد ہے اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ یہ اس صورت میں ہے جب آپ محض رائے اور مشورہ کے طور پر فرماویں اور رہا یہ کہ پھر بلا جزم فرمانے میں تو امور دینیہ میں بھی اتباع واجب نہیں جیسے نوافل میں پھر حدیث تابیر میں ارشاد مذکور کا مقابلہ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دِيْنِكُمْ سے کیا معنی جواب یہ ہے کہ امر دینی میں ایک اتباع مطلقًا واجب ہے یعنی اعتقاد بخلاف امر دنیا کے کہ اس کی مصلحت اور نافع ہونے کا اعتقاد بھی واجب نہیں اور چونکہ حضرت زیدؓ کو قرائن سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ بطور رائے و مشورہ کے عدم تطلیق کے لیے فرما رہے ہیں اسکو نہ ماننا من یعص اللہ میں داخل نہ ہوا جیسا حضرت بریرہؓ کو مغیثؓ کے پاس رہنے کو فرمایا اور انہوں نے یہ تحقیق کر کے کہ محض شفاعت ہے امر نہیں ہے منظور نہیں کیا اور ملامت نہیں کی اور حضرت عبد اللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ

اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے رہو وہ ایسا ہے کہ وہ اور اُس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالےٰ تم کو

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ

تاریکیوں سے نور کی طرف لے آوے اور اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بہت مہربان ہے وہ جس روز اللہ سے ملیں گے تو اُن کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ السلام علیکم اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے لیے عمدہ صلہ تیار کر رکھا ہے اے نبی

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

ہم نے بیشک آپکو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہونگے اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانیوالے ہیں اور اللہ کی طرف اُسکے حکم سے بلانیوالے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں اور مؤمنین کو بشارت

فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

دیجئے کہ اُن پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ کیجیے اور اُن کی طرف سے جو ایذا پہنچے اُس کا خیال نہ کیجیے اور اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ کافی کارساز ہے

وحضرت زینبؓ سے جبراً ارشاد فرمایا ہوگا اور آیت اِذْ تَقُوْلُ میں یاد دلانا جس سے ایک معاتبۂ محبت مترشح ہے یہ بات بتلاتا ہے کہ آپ کو جب وحی سے اپنے ساتھ آیندہ تزوج ہونا معلوم تھا فہمایش مناسب نہ تھی اور فہمایش اس لیے اس کے منافی بھی نہیں کہ وقت تزوج ثانی کا معلوم نہ ہوگا آپ چاہتے ہونگے کہ جب تک وہ وقت نہ آوے ابقاء زوجیت ہی بہتر ہے اور مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ کی تفسیر محبت وغیرہ سے کرنا جیسا بعض اقوال شاذہ غیر مستندہ الی الدلیل الصحیح میں ہے صحیح نہیں کیونکہ اُن سے پوچھا جاویگا کہ پھر اللہ تعالےٰ نے اُس کا ابداء کہاں کیا بخلاف تفسیر بالنکاح کے کہ زَوَّجْنٰکَھَا میں اُس کا ابداء ہوا ہے اور زَوَّجْنٰکَھَا سے آیا یہ مراد ہے کہ ظاہری نکاح کی بھی حاجت نہیں یا یہ کہ ہم حکم کرتے ہیں کہ نکاح کر لو دونوں طرف مفسر گئے ہیں اور ہر ایک دوسری روایات میں تاویل مناسب کریگا اور جو تفسیر رجالکم کی کیگئی ہے اُس میں نساء بھی شریک ہیں مگر کلام زید میں ہو رہا ہے اسلیے ذکر میں رجال کی تخصیص کیگئی اور نساء کی زوجات سے نکاح کے کوئی معنی بھی نہیں اور عیسےٰ علیہ السلام گو نبی ہونگے مگر اُن کی نبوت حادث نہ ہوگی اور مستقل ہو کر نہ آویں گے۔ ربط اوپر نکاح زینب رضؓ کے متعلق دفع طعن تہا اور اُس کے ضمن میں آپ کی فضیلت رسالت وختم نبوت کا ذکر تہا جسکا نفع تام عام مسلمانوں کی طرف عائد ہے آگے مسلمانوں کو اس احسان عظیم کے شکریہ میں خصوص کے ساتھ ذکر وطاعت کا حکم اور زیادت ترغیب ذکر وطاعت کے لیے اپنے اور بھی احسانات عاجلہ و آجلہ کی حکایت اور بشارت اور دفع طعن واثبات فضیلت نبویہ کی تقویت کے لیے آپ کے بعض اور فضائل مع آپ کے تسلیہ کے ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بیان فضائل نوع چہارم ہے جلالت شان نبوی کی ۔

خطاب بمؤمنین بذکر بعض منن وخطاب برسول صلی اللہ علیہ وسلم ببعض فضائل از اجلال حضرت ایشان مع تسلیہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اللغات قولہ یصلی علیکم ای یترحم بقرینۃ رحیما ویشترک بین اللہ تعالیٰ والملئکۃ ولو اختلف حقیقتہا ۱۲

النحو قولہ تحیتہم المصدر مضاف الی المفعول ۱۲

البلاغۃ قولہ منیرا قید بہ لان من السرج مالایضیئ اذا قل سلیطہ ودقت فتیلتہ ۱۲

الروایات اخرج عبد بن حمید وابن المنذر قال لما نزلت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی قال ابو بکرؓ ما انزل اللہ تعالیٰ علیک خیرا الا اشرکنا فیہ فنزلت ہو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ و اخرج ابن جریر وابن عکرمۃ عن الحسن قال لما نزل لیغفر لک اللہ ما تقدم وما تاخر قالوا یا رسول اللہ

قد علمنا ما یفعل بک فما ذا یفعل بنا فانزل اللہ تعالیٰ وبشر المؤمنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا اورد ہا فی الروح ۱۲

فائدۃ

متعلقۃ بقولہ فی ف تاویل مناسب فما ورد من روایۃ تزوجہا یمکن حملہ علی معنی صار زوجا لہا بتزویج اللہ تعالیٰ وما ورد من روایۃ دخولہ علیہا بلا اذن وسوالہا رضؓ ایاہ علیہ السلام یمکن حملہ علی زعمہا الاحتیاج الی الاذن مطلقا وہو فی دخول الزوج علی الزوجۃ وما ورد من تفاخرہا علی سائر الامہات بحجاجہا علی السائرمین علی معنی نزول الآیۃ مشتملا علی ذکر تزوجہا وہو مما لا یشارکہا فیہ غیرہا واللہ اعلم ۱۲

اے ایمان والو تم (احسانات الٰہیہ کو عموماً اور ایسے اکمل رسل کی بعثت کے احسان کو خصوصاً یاد کر کے اس کا یہ شکر ادا کرو کہ) اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو (اس میں سب طاعات آگئیں) اور (اُس ذکر و طاعت پر دوام رکھو پس) صبح و شام (یعنی علی الدوام) اُس کی تسبیح (و تقدیس) کرتے رہو (جنانا بھی ارکاناً بھی لساناً بھی پس جملہ اولی سے عموم اعمال و طاعات کا اور جملہ ثانیہ میں عموم ازمنہ و اوقات کا حاصل ہو گیا یعنی نہ تو ایسا کرو کہ کوئی حکم بجالائے اور کوئی نہ بجالائے اور نہ ایسا کرو کہ کسی دن کوئی کام کر لیا کسی دن نہ کیا اور جیسا اُس نے تم پر بہت سے احسان کیے ہیں وہ آئندہ بھی کرتا رہتا ہے پس بالضرور وہ مستحق ذکر و شکر ہے چنانچہ) وہ ایسا (رحیم ہے کہ وہ (خود بھی) اور (اُس کے حکم سے) اُس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں (اُس کا رحمت بھیجنا تو رحمت کرنا ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا رحمت کی دعا کرنا ہے کما قال اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ الی قولہ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ اور یہ رحمت بھیجنا اس لیے ہے) تاکہ حق تعالیٰ (ببرکت اُس رحمت کے) تم کو (جہالت و ضلالت کی) تاریکیوں سے (علم اور ہدایت کے) نور کی طرف لے آوے (یعنی خدائی رحمت اور دعائے ملئکہ کی برکت ہے کہ تم کو علم اور ہدایت کی توفیق اور اُس پر ثبات حاصل ہے کہ یہ نعمت ہر وقت متجدد ہوتی رہتی ہے) اور (اس سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بہت مہربان ہے (اور یہ رحمت تو مؤمنین کے حال پر دنیا میں ہے اور آخرت میں بھی وہ مورد رحمت ہونگے چنانچہ) وہ جس روز اللہ سے ملینگے تو اُن کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ (اللہ تعالیٰ خود اُن سے ارشاد فرماویگا) السلام علیکم (کہ اولاً خود سلام ہی علامت اعزاز کی ہے پھر جبکہ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو کما قال سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اہل جنت سے فرماویگا السلام علیکم رواہ ابن ماجہ وغیرہ اور یہ سلام تو روحانی انعام ہے جس کا حاصل اکرام ہے) اور (آگے جسمانی انعام سقی والطعام کی خبر بعنوان عام ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اُن (مؤمنین) کے لیے عمدہ صلہ (جنت میں) تیار کر رکھا ہے (کہ ان کے جانے کی دیر ہے بس گئے اور وہ ملا آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ) اے نبی ہم (آپ منشے چند معترضین کے طعن سے مغموم نہ ہوں اگر یہ سفہاء آپ کو نہ جانیں تو کیا ہوا ہمنے تو اُن بڑی بڑی نعمتوں اور رحمتوں کا جو کہ خطاب مؤمنین میں مذکور ہوئی ہیں آپ ہی کو واسطہ بنایا ہے اور آپ کے مخالفین کی سزا کے لیے خود آپ کا بیان کافی قرار دیا گیا ہے کہ اُن کے مقابلہ میں آپ سے ثبوت نہ لیا جاویگا پس اس سے ظاہر ہے کہ آپ ہمارے نزدیک کس درجہ مقبول و محبوب ہیں چنانچہ) ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ (قیامت کے روز امت کے اعتبار سے خود سرکاری) گواہ ہونگے (کہ آپ کے بیان کے موافق اُن کا فیصلہ ہوگا کما قال اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ اور ظاہر ہے کہ خود صاحب معاملہ کو دوسرے فریق اہل معاملہ کے مقابلہ میں گواہ قرار دینا اعلیٰ درجہ کا اکرام اور علوشان ہے اس علوشان کا تو قیامت کے روز ظہور ہوگا) اور (دنیا میں جو آپ کی صفات کمال ظاہر ہیں وہ یہ ہیں کہ) آپ (مؤمنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں اور (عام طور پر سب کو) اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والے ہیں (اور یہ تبشیر و انذار و دعوت تو تبلیغاً ہے) اور (یوں خود اپنی ذات و صفات و کمالات و عبادات و عادات وغیرہا مجموعی حالات کے اعتبار سے) آپ (سرتاپا نمونہ ہدایت ہونے میں بمنزلہ) ایک روشن چراغ (کے) ہیں (کہ آپ کی ہر حالت طالبان انوار کے لیے سرمایۂ ہدایت ہے پس قیامت میں ان مؤمنین پر جو کچھ رحمت ہوگی وہ آپ ہی کی ان صفات بشیر و نذیر و داعی و سراج منیر کے واسطہ سے ہے پس آپ اس غم و پریشانی کو الگ کیجیے) اور (اپنے منصبی کام میں لگے یعنی) مؤمنین کو بشارت دیجیے کہ اُن پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونیوالا ہے اور (اسی طرح کافروں اور منافقوں کو ڈراتے رہیے جس کو ایک خاص عنوان سے تعبیر کیا ہے وہ یہ کہ) کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ کیجیے (یعنی اُن کا طعن و اعتراض موجب ترک تبلیغ الیہم نہ ہو جاوے جو اُن کی عین مرضی ہے کہ اُن کا ایسا چاہنا گویا بدلالت حال اس کا امر ہے اور ترک تبلیغ کا وقوع گو بسبب طعن و اعتراض ہی کے کیوں نہ ہو مشابہ موافقت اس امر کے ہے اور ہر چند کہ آپ سے اس کا احتمال نہیں مگر خود ریخ مظنہ اس کا فی نفسہ ہوتا ہے اس لیے مقتضی اہتمام کو ہوا اور تنفیر عن الترک کے لیے اس کو اطاعت سے تعبیر کیا غرض مبشر و نذیر ہونے کا حق ادا کرتے رہیے) اور اُن (کافروں اور منافقوں) کی طرف سے جو (کوئی) ایذا ر پہونچے (جیسا اس نکاح میں کہ تبلیغ فعلی ہے ایذا ر پہونچی) اُس کا خیال نہ کیجیے اور (فعلی ایذا ر کا بھی احتمال نہ کیجیے اور اگر اس کا احتمال آوے تو) اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ کافی کارساز ہے (وہ آپ کو ہر ضرر سے بچاوے گا اور اگر تبلیغ میں کوئی ظاہری ضرر پہونچتا ہے وہ باطناً نفع ہوتا ہے وہ وعدہ کفایت اور وکالت کے منافی نہیں) ف

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

اے ایمان والو تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے طلاق دیدو تو تمہاری ان پر کوئی عدت نہیں جسکو تم شمار کرنے لگو تو انکو کچھ متاع دیدو

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ

اور خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کر دو۔ اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالے نے

عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا

آپکو غنیمت میں دلوادی ہیں اور آپکے چچا کی بیٹیاں اور آپکی پھپھیوں کی بیٹیاں اور آپکے ماموں کی بیٹیاں اور آپکے خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی ہو اور اُس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض

لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۤ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ

پیغمبر کو دیدے بشرطیکہ پیغمبر اُس کو نکاح میں لانا چاہیں یہ سب آپکے لیے مخصوص کیے گئے ہیں نہ اور مومنین کے لیے ہم کو وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیبیوں

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

احقر کے نزدیک چراغ سے تشبیہ دینے میں یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو چراغ تک رسائی آسان ہے پھر چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا ممکن ہے پھر سہل الحصول ہے پھر اس سے نور حاصل کرنے میں اکتساب اور قصد کو بھی دخل ہے پھر صحیح المزاج صحیح البدن آدمی کو اس سے ناگواری کسی وقت نہیں پھر اس میں شان انیس ہونے کی بھی ہے اور ان سب صفات کو انبیاء علیہم السلام کی شان سے زیادہ مناسبت ہے اور بعض نے سِرَاجًا مُّنِيْرًا سے آفتاب مراد لیا ہے کقولہ تعالے وَجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا اھ ولکل وجہۃ ربط اوپر منجملہ انواع جلالت شان نبوی کے کہ منجملہ اعظم مقاصد سورت ہے جیسا تمہید میں معلوم ہوا چار نوعین آیات میں متفرقاً مذکور ہوئی ہیں آگے اُس کی نوع پنجم آتی ہے جس کا حاصل آپ کا اختصاص ہے بعض احکام نکاح کے ساتھ اور اختصاص کا دلیل شرف ہونا ظاہر ہے اور اصل یہ مضمون يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا سے چلا ہے لیکن تاکد تحقیق اختصاص کے لیے جس کا جزو مفہوم ہے عدم وجدان فی غیر المختص بہ اصل مضمون سے پہلے ایک حکم متعلق بہ نکاح عام مومنین جس کا اشتراک سے ظاہر ہوا ہے لایا گیا جس سے تمایز احکام امت و نبی کا خوب ظاہر ہو سکتا ہے چنانچہ ان آیات میں خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ فرمانا اور قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فرمانا تمایز مذکور کے مقصود فی المقام و الکلام ہونے کا صاف قرینہ ہے۔

خطاب بمومنین ببعض احکام طلاق قبل المس و خطاب برسول صلی اللہ علیہ وسلم ببعض احکام خاصہ متعلقہ نکاح کہ نوع پنجم است از اجلال حضرت ایشان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۤ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

النحو خالصۃ مصدر کالعافیۃ عاملہ مقدر ای خلص لک ہذہ الاحلالات خلوصا لا یشارکک فیہا غیرک ۱۲ البلاغۃ قولہ فما لکم اشارۃ باللام الی ان نفع العدۃ وعائدتہا عائدۃ الیہم لانہا لصیانۃ میاہہم والانساب الراجعۃ الیہم ثم فی بعض الصور قام نفس النکاح مقام الوطی فان لم یتحقق بل ولم یتوہم الوطی کما اذا توفی الزوج قبل الخلوۃ خصوصا اذا کان صغیرا قولہ عمک مفردا وعمتک جمعا وکذا الخال والخلٰت فی افراد العم والخال وجمع العمات والخالات نکات احسنہا عندی ثلثۃ الاول فیہ حفظ لنوع من الجناس ولو جمع العم والخال لفات کما لا یخفی والثانی من فوائد النکاح التناصر بالاصہار والتناصر انما یکون بالرجال دون الاناث وہو یحصل المتعدد فی حکم الواحد فلذا افرد المذکر دون الاناث والثالث ان فی اشعار العرب لم یرد العم مضافا الیہ ابن او بنت بالافراد او الجمع الا مفردا (کما نقل شواہدہ فی الروح) وافراد الخال لمناسبۃ وجمع العمات والخالات علی الاصل واللہ اعلم بلطائف کلامہ ۱۲

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ

ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جسکو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جنکو دور رکھا تھا ان میں سے پھر کسی کو طلب کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں اسمیں زیادہ توقع ہے کہ ان کی

اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاۗءُ

آنکھیں ٹھنڈی رہینگی اور آزردہ خاطر نہ ہونگی اور جو کچھ بھی آپ انکو دیدینگے اسپر سب کی سب راضی رہینگی اور خدا تعالیٰ کو تم لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے بردبار ہے

ع ۱۲ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝

آپکے لیے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کرلیں اگرچہ آپ کو ان کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا نگران ہے۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَ لَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاۗءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝ اے

ایمان والو (تمہارے نکاح کے احکام میں سے تو ایک حکم یہ ہے کہ) تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو (اور) پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے (کسی اتفاق سے) طلاق دیدو تو تمہاری ان پر کوئی عدت (واجب) نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو (تاکہ ان کو اس عدت میں نکاح ثانی کرنے سے روک سکو جیسا کہ عدت کی صورت میں شرعاً یہ روکنا جائز بلکہ واجب ہے اور جب اس صورت میں عدت نہیں) تو ان کو کچھ (مال) متاع دیدو اور خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کردو (اور مومنات کی مثل کتابیات کا بھی حکم ہے پس یہ قید بیان اولیٰ واحری کے لیے ہے کہ مومن کو مومنہ سے نکاح زیادہ بہتر ہے اور ہاتھ لگانا کنایہ صحبت سے ہے حقیقۃً یا حکماً مثل خلوت صحیحہ کے پس دونوں سے عدت واجب ہے کذا فی الہدایۃ وغیرہا اور متاع میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کا مہر مقرر نہیں ہوا تو یہ متاع ایک جوڑا ہے وقد مر فی تفسیر آیۃ البقرۃ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْھُنَّ الخ اور اگر مہر مقرر ہوا ہے تو یہ متاع نصف مہر ہے کما فی قولہ تعالیٰ ہناک وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْھُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ الخ اور سراح جمیل یہ کہ امساک بلاحق نہ کرے اس کا متاع واجب نہ رکھے اور دیا ہوا واپس نہ لے کوئی سخت بات نہ کہے یہ حکم تو مثل دیگر احکام مذکورۂ آیات دیگر منجملہ احکام متعلقہ عام مسلمین کے ہے اور) اے نبی (بعض احکام آپ کے ساتھ مخصوص ہیں جن سے آپ کا اختصاص اور شرف بھی ثابت ہوتا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں حکم اوّل) ہم نے آپ کے لیے آپ کی یہ بیبیاں (جو کہ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور) جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں (باوجود زیادت عدد کے) حلال کی ہیں (حکم دوئم) اور وہ عورتیں بھی (خاص طور پر حلال کی ہیں) جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنیمت میں دلوادی ہیں (اس خاص طور کا بیان بذیل ف آویگا حکم سوئم) اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کے پھوپیوں کی بیٹیاں (مراد اس سے باپ کے خاندان کی بیٹیاں ہیں) اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں (مراد اس سے ماں کے خاندان کی بیٹیاں ہیں یعنی ان سب کو) بھی (اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے مگر یہ خاندان کی عورتیں مطلقاً نہیں بلکہ ان میں سے صرف وہی) جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو (ساتھ کا مطلب یہ کہ اس عمل میں موافقت کی ہو اور معیت زمانیہ کی قید نہیں ہے اور اس قید سے وہ نکل گئیں جو مہاجر نہ ہوں حکم چہارم) اور اس مسلمان عورت کو بھی (آپ کے لیے حلال کیا) جو بلا عوض (یعنی بلا مہر) اپنے کو پیغمبر کو دیدے (یعنی نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر اسکو نکاح میں لانا چاہیں (اور مسلمان کی قید سے کافرہ نکل گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے نکاح درست نہ تھا اور یہ حکم پنجم ہے اور) یہ سب (احکام) آپ کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں نہ اور مومنین کے لیے (کہ ان کے لیے اور احکام ہیں چنانچہ) ہم کو وہ احکام معلوم ہیں (اور آیات و روایات میں اوروں کو بھی معلوم کرادیے ہیں) جو ہم نے ان (عام مومنین) پر ان کی بیبیوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں (جو ان احکام سے متمایز اور متغایر ہیں جن میں سے نمونہ کے طور پر ایک اوپر بھی مذکور ہے جس میں مہر کا لزوم نکاح کے لیے تسمیۃً یا وجوباً حقیقۃً یا حکماً ثابت ہوتا ہے

اللغات قولہ تبدل بحذف احدی التائین بمعنی تستبدل ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵ قولہ فی وان وھبت جو بلا عوض اخذ بالحاصل و اشارۃ الی ان ہذا الشرط لیس لتعلیق الجواز بہ لان النکاح علی المہر لا شک فی جوازہ کما حققہ فی الفائدۃ السادستہ من متن التفسیر بل الشرط قائم مقام الوصف الذی یذکر لدفع شبہۃ ثبوت الحکم فی الموصوف فالمقصود الاشتراط بالشرط الثانی من قولہ ان اراد النبی فما قالوا ان الشرطین اذا اجتمعا فالثانی شرط للاول انما ہو اکثری او اذا ارید التعلیق بکلا الشرطین واما ہہنا فانما المقصود ہو الثانی واما الاول ففی قوۃ ان الوصفیۃ فالمعنی احللنا لک المؤمنۃ بشرط قبول النبی لہا وان کانت وہبت فکیف اذا سمی المہر فبالاولیٰ فافہم ہداک اللہ ۱۲

اور نکاح نبوی حکم چہارم میں تہجز خالی ہے اور یہ اختصاص اس لیے ہے) تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی (واقع) نہ ہو (پس جن احکام مخصوصہ میں اوروں سے توسیع ہے جیسے حکم اول وچہارم اُن میں تو تنگی نہ ہونا ظاہر ہے اور جن میں ظاہراً تقیید وتضییق ہے جیسے حکم سوم وپنجم وہاں تنگی نہ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ ہم نے یہ قید آپ کے بعض مصالح کے لیے لگائی ہے اگر یہ قید نہ ہوتی تو آپ کی وہ مصلحت فوت ہوتی اور اُس وقت آپ کو تنگی ہوتی جو ہم کو معلوم ہے اس لیے رعایت اُس مصلحت کی کیگئی تاکہ وہ تنگی محتمل واقع نہ ہو اور حکم دوم کے متعلق بذیل ف تقریر آوے گی) اور (رفع حرج کی رعایت کچھ احکام مختصہ ہی میں نہیں ہے بلکہ عام مومنین کے متعلق جو احکام ہیں اُن میں بھی یہ امر مرعی ہے کیونکہ) اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے (پس رحمت سے احکام میں مناسب سہولت کی رعایت فرماتے ہیں اور سہل احکام میں بھی کوتاہی ہوجانے پر احیاناً مغفرت فرماتے ہیں جو دلیل غایت رحمت کی ہے جو بنا ہے سہولت احکام ورفع حرج کی اور یہ تو بیان تھا اقسام نساء محللات کا آگے اس کا بیان ہے کہ جو اقسام حلال کی گئی ہیں اُن میں سے جتنی جس وقت آپ کے پاس ہوں اُن کے کیا احکام ہیں پس حکم ششم ارشاد ہے کہ) ان میں سے آپ جس کو چاہیں (اور جب تک چاہیں) اپنے سے دُور رکھیں (یعنی اُس کو باری نہ دیں) اور جس کو چاہیں (اور جب تک چاہیں) اپنے نزدیک رکھیں (یعنی اُس کو باری دیں) اور جن کو دُور کر رکھا تھا اُن میں سے پھر کسی کو طلب کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں (مطلب یہ ہوا کہ ان کی باری وغیرہ کی رعایت آپ پر واجب نہیں اور اس میں ایک بڑی ضروری مصلحت ہے وہ یہ کہ) اس میں زیادہ توقع ہے کہ ان (بیبیوں) کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی (یعنی خوش رہینگی) اور آزردہ خاطر نہ ہونگی اور جو کچھ بھی آپ ان کو دیدینگے اُس پر سب کی سب راضی رہیں گی (کیونکہ بنا رنج کی عادۃً دعوائے استحقاق کا ہوتا ہے اور جب معلوم ہو جاوے کہ جو کچھ مال یا توجہ مبذول ہوگی وہ تبرع محض ہے پس کسی کو کوئی شکایت نہ رہیگی اور لونڈیوں کا حق باری میں نہ ہونا سب ہی کے لیے معلوم ہے) اور (اے مسلمانو یہ احکام مختصہ سُنکر دل میں یہ خیالات مت پکا لینا کہ یہ احکام عام کیوں نہ ہوئے اگر ایسا کر دگے تو) خدا تعالیٰ کو تم لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم ہیں (ایسا خیال پکا لینے پر تم کو سزا دیگا کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ پر اعتراض اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر حسد ہے جو موجب تعذیب ہے) اور اللہ تعالیٰ (یہی کیا) سب کچھ جاننے والا ہے (اور معترضین کو جو عاجلاً سزا نہیں ہوئی تو اس سے نفی علم لازم نہیں آتا بلکہ اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ) بردبار (بھی) ہے (اس لیے کبھی دیر میں سزا دیتا ہے آگے بقیہ احکام مختصہ بحضرۃ الرسالۃ ارشاد فرماتے ہیں جن میں بعضے تو بعض احکام بالا کا تتمہ ہیں اور بعضے جدید ہیں پس ارشاد ہے کہ اوپر جو حکم سوم وپنجم میں منکوحہ عورتوں میں ہجرت اور ایمان کی قید لگائی ہے سو) ان کے علاوہ اور عورتیں (جن میں یہ قید نہ ہو) آپ کے لیے حلال نہیں ہیں (یعنی اہل قرابت میں سے غیر مہاجرات حلال نہیں اور دوسری عورتوں میں سے غیر مومنات حلال نہیں یہ تو تتمہ ہوا حکم بالا کا) اور (آگے حکم ہفتم جدید ہے کہ) نہ یہ درست ہے کہ آپ ان (موجودہ) بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کرلیں (اس طرح سے کہ ان میں سے کسی کو طلاق دیدیں اور بجائے اُن کے دوسری کرلیں اور یوں بدون ان کے طلاق دئے ہوئے اگر کسی سے نکاح کرلیں تو اُس کی ممانعت نہیں اسی طرح اگر بلا قصد تبدل کسی کو طلاق دیں تو اس کی بھی ممانعت ثابت نہیں بلکہ لفظ تبدل اس مجموعہ کی ممانعت پر دال ہے پس یہ تبدل ممنوع ہے) اگرچہ آپ کو اُن (دوسریوں) کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو (کہ وہ حکم پنجم اور ہفتم دونوں سے مستثنےٰ ہے یعنی وہ کتابیہ ہونے پر بھی حلال ہے اور اُس میں تبدل بھی درست ہے) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حقیقت اور آثار ومصالح) کا پورا نگران ہے (اس لیے ان سب احکام میں مصلحتیں وحکمتیں ہیں گو عام مکلفین کو وہ تعیینًا نہ بتلائی جاویں اس واسطے کسی کو سوال یا اعتراض کا منصب واستحقاق نہیں)

ف فوائد عدیدہ **اول** اٰتَیْتَ قید واقعی ہے کیونکہ مصداق اس کا ازواج موجودہ ہیں (قالہ مجاہد) اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں قید اشتراطی نہیں ہوسکتی **دوم** اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ قید اتفاقی ہے جس کا اصل مقصود یہ ہے کہ سبب تملک کا مشروع ہونا متیقن ہو اور فیٔ اس کی ایک مثال ہے پس اشترا یا ہبہ سے جو مملوک ہو اُس کا غیر حلال ہونا ثابت نہیں چنانچہ اخیر آیت میں مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ میں کوئی قید نہیں (کذا فی الروح) **سوم** حکم دوم میں جو لفظ خاص لک ہے اُس کا بیان کہیں تصریحًا تو نظر سے نہیں گذرا لیکن سیاق کلام سے کہ مقام بیان اختصاص کا ہے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مملوکات کے بارہ میں بھی کوئی حکم آپ کے لیے خاص ہے (کما فی الکبیر فی تفسیر قولہ تعالیٰ قد علمنا الخ فانہ لہ فی النکاح خصائص لیست لغیرہ وکذلک فی السراری) رہا یہ کہ وہ کیا ہے سو عجب نہیں کہ وہ

یہ ہو کہ آپ کی وہ لونڈی جو وفات تک آپ کے پاس ہو جیسے ماریہ قبطیہ دوسروں کے لیے حرام ہو مثل ازواج کے (نقلہ فی الروح فی تفسیر قولہ تعالیٰ
وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ) اور ممکن ہو کہ اور کچھ ہو جو اُس زمانہ والوں کو معلوم ہو اور اُن ہی کے معلوم ہونے کی ضرورت ہے کہ اثر اختصاص کے ظہور کا
وہی وقت تھا یہاں تک لکھنے کے بعد ظہر کی نماز میں جو کھڑا ہوا تو منجانب اللہ قلب پر دو حکم مملوکات کے متعلق وارد ہوئے ایک یہ کہ غنیمت کی
تقسیم سے پہلے آپ کو ایک چیز لے لینے کا اختیار تھا اور وہ چیز صفی کہلاتی تھی جیسا غزوہ خیبر میں حضرت صفیہ کو لیا تھا رواہ ابو داؤد دوسرے
اہل حرب کی جانب سے جو ہدیہ خاص آتا تھا وہ آپ کا ہوتا تھا جیسے مقوقس نے ماریہ کو دیا تھا اور دوسروں کے لیے صفی جائز نہیں اور ہدیہ عامہ مسلمین کا حق ہے
کذا فی الدر المختار **چہارم** حکم سوم میں جو ھَاجَرْنَ کی قید ہے ظاہراً احترازی ہے جیسا ام ہانی بنت ابی طالب کے قول سے معلوم ہوتا ہے (فلم اکن
اُحِلَّ لَهٗ لِاَنِّیْ لَمْ اُهَاجِرْ مَعَهٗ كُنْتُ مِنَ الطُّلَقَآءِ) نیز لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ کی تفسیر سے جو احقر نے اختیار کی ہے اسی کی تائید ہوتی ہے
اور ابن عباس رضؓ اور مجاہد سے یہی تفسیر منقول ہے چنانچہ مجاہد کے یہ الفاظ ہیں (لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنْتُ لَكَ مِنْ هٰذِهِ الْاَصْنَافِ بَنَاتِ عَمِّكَ الیٰ
قولہ فَاُحِلَّ لَهٗ مِنْ هٰذِهِ الْاَصْنَافِ مَا شَآءَ) **پنجم** بنات عم وعمات وبنات خال وخالات کی جو تفسیر کی گئی ہو معالم و دیگر تفاسیر میں اسی طرح ہو پس خاص عم
وخال وعمہ وخالہ مراد نہیں **ششم** حکم چہارم میں جو واہبات کا ذکر ہے اس میں ان وہبت شرط حلت نہیں بلکہ شرط تو صرف ایمان ہے اور یہ قید رفع شبہہ کے لیے
اور اثبات الحکم فی النکاح بالاولیٰ کے لیے ہو کیونکہ حرہ محل ہبہ نہیں جب اس عقد بلاعوض سے وہ حلال ہو جاتی ہو تو نکاح بعوض سے تو بدرجہ اولےٰ حلال ہو جاوےگی
پس حاصل یہ ہوا کہ اقارب کے لیے تو ہجرۃ شرط ہے اور اجانب کے لیے ایمان کافی ہو گو بلاعوض نکاح ہو جاوے (قالہ الشعبی) اور اس میں اختلاف ہے کہ ایسی
بی بی کوئی تھیں یا نہیں قائلین قول اول نے یہ نام بتلائے ہیں خولہ بنت حکیم۔ ام شریک۔ میمونہ۔ لیلیٰ بنت حطیم ان میں ثانیہ کی نسبت قبلہا بھی
آیا ہے اور ثالثہ ازواج میں معروف ہیں بقیہ کو قبول نہ کیا ہوگا۔ قائلین قول ثانی نے کہا ہے (لَمْ یَكُنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ
وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَهٗ) تو کلام بطور شرط وجزا کے ہوگا کہ اگر ایسا ہو تو درست ہے لیکن ایسا ہوا نہیں یعنی شرط ثانی اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ متحقق نہیں ہوئی ورنہ شرط
اول اِنْ وَّهَبَتْ یقیناً واقع ہوئی ہے اور یہ قائلین قول ثانی قائل اول کی روایات کو ثابت نہیں کہتے ممکن ہے کہ ان میں جس سے نکاح کیا ہو ملفوظ
ہبہ نہ ہوا ہو **ہفتم** اسی حکم چہارم میں جو مومنہ کی قید ہے وہ بھی مثل قید ہجرت کے احترازی ہے چنانچہ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ کی تفسیر میں بھی احقر
نے اشارہ کیا ہے اور یہی تفسیر مجاہد سے منقول ہے (قال لا یحل لك النساء من بعد یهودیات ولا نصرانیات لا ینبغی ان یكن امهات المؤمنین
الا ما ملكت یمینك قال هی الیهودیات والنصرانیات لا بأس ان یشتریها) **ہشتم** یہاں سات حکم مختص میں حکم اول میں اختصاص یہ ہو کہ اس وقت
آپ کے پاس نو بیبیاں ہیں اور اس قدر بیبیاں جمع کرنا کسی امتی کو جائز نہیں اور وجہ شرف ہونا اس کا ظاہر ہے حکم دوم کے اختصاص کی تقریر فائدہ
سوم میں گذر چکی ہے اور اسی سے وجہ شرف ہونا بھی ظاہر ہے حکم سوم میں اختصاص یہ ہے کہ ہجرت کی قید ہے جو اور لوگوں کے لیے نہیں اس میں
بھی آپ کا شرف ظاہر ہے کہ اکمل چیز آپ کے لیے تجویز کی گئی حکم چہارم میں اختصاص یہ ہو کہ مہر واجب نہیں ہوا اس میں بھی امتیاز ظاہر ہے حکم پنجم
کی تقریر بھی مثل حکم سوم کے ہے حکم ششم کا اختصاص اور سبب شرف ہونا ظاہر ہے حکم ہفتم کا اختصاص تو ظاہر ہے کہ دوسرے امتیوں کے لیے
یہ تبدل ممنوع نہیں باقی موجب شرف ہونا اس لیے کہ اس تبدیل سے شبہہ قید عدد کا ہوتا ہے جیسا دوسرے امتی اگر چار بیبیاں رکھتے ہوں تو
پانچویں بدون تبدل مذکور کے حلال نہیں پس یہ موجب شرف ہونے میں قریب قریب حکم اول کے ہے **فائدہ نہم** اول آیت میں جو خالصۃً
آیا ہے زمخشری نے اس کو چاروں کے متعلق کہا ہے **فائدہ دہم** اول کے پانچ حکموں کی جو حکمت ارشاد فرمائی ہے لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ وہاں
تفسیر میں حکم سوم و پنجم کی حکمت مجملاً بیان کی گئی ہے اور حکم دوم کی تقریر کا وعدہ کیا گیا ہے جس کی تقریر بضمن فائدہ سوم ہو چکی ہے اور وہ حکمت
اس میں بھی اجمالاً جاری ہو سکتی ہے اور تفصیل کسی کی بھی ضروری نہیں مگر تبرعاً حکم دوم میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وفات تک کسی لونڈی کو اپنے
پاس رکھنا دلیل ہے محبت وخصوصیت کی اور محبت وخصوصیت کے لوازم عادیہ میں سے ہے غیرت پس اگر ایسی لونڈی بھی دوسرے کے
لیے حلال ہوتی تو ممکن ہے کہ آپ کو بوجہ محبت وخصوصیت کے شدت غیرت سے یہ سوچ کر کلفت اور تنگی ہوتی کہ دوسرا اس میں شریک ہوگا
بخلاف اس کے جس کو آپ ہبۃً یا بیعاً کسی کو خود دیدیں کہ دیدینا خود ہی علامت ہوگی ضعف محبت وخصوصیت کی اور اس وجہ سے کلفت بھی نہ ہوگی

اور فائدہ سوم کے اخیر میں جو عبارت بعد میں بڑھائی گئی ہے اُس میں صفی اور ہدیہ کے اختصاص کے لیے عدم حرج کا علت ہونا محتاج بیان نہیں اور حکم سوم
میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اہل قرابت بے تکلف زیادہ ہوتی ہیں اور زیادہ بے تکلفی بدون درستی اخلاق کے اکثر موجب کلفت ہوتی ہے اور ہجرت
سے اکثر جو پریشانیاں پیش آتی ہیں اُن سے اخلاق درست ہو جاتے ہیں پس اس قید کے نہ ہونے سے شاید آپ کو تنگی اور کلفت پیش آتی
نیز قرابت نبوی مایۂ افتخار ہے اور افتخار اکثر موجب کلفت ہوتا ہے سو ہجرت سے اس کی بھی اصلاح ہو جاوے گی بخلاف اجانب کے کہ اُن
میں یہ عوارض نہیں اس لیے صرف قید مومنہ پہ کفایت کی گئی اور حکم پنجم میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ زوجہ سے انبساط زیادہ ہوتا ہے پس اگر وہ کافرہ
ہو تو انبساط میں اُس سے بوجہ فساد عقائد و اخلاق ضرار تنگی و کلفت ہوگی پس اس طور پہ رفع حرج ان حکموں کی علت بن گئی اور اول و چہارم
کے لیے عدم حرج کا علت ہونا اظہر من الشمس ہے باقی حکم ششم کی حکمت خود قرآن میں ہے ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ الخ اور حکم ہفتم
کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ اس طرح کے تبدل میں کم فہموں کو شبہہ غرض پرستی کا ہو سکتا ہے کہ اپنے ایک نفسانی نفع کے لیے کہ ایک جدیدہ حاصل
ہو جاوے ایک قدیمہ کو ضرر پہونچایا گیا بخلاف اس کے کہ اگر قدیمہ کی طلاق اور جدیدہ سے نکاح مجتمع نہ ہو تو اس شبہہ کی گنجایش نہیں ہو سکتی
فائدہ یازدہم حکم ششم کی جو تفسیر اختیار کی گئی ہے محمد بن کعب قرظی اور قتادہ سے اسی طرح منقول ہے (قالا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَسَّعًا عَلَيْهِ فِيْ قَسْمِ اَزْوَاجِهٖ اَنْ يُّقَسِّمَ بَيْنَهُنَّ كَيْفَ يَشَآءُ) **فائدہ دوازدہم** لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ الخ کی جو تفسیر کی گئی
ہے فائدہ چہارم میں اُس کا ماخذ بیان کیا گیا ہے اس تفسیر پہ حضرت عائشہ رض کے اس قول کو (لَمْ يَمُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى
اَحَلَّ اللّٰهُ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَآءِ مَا شَآءَ اِلَّا ذَاتَ مَحْرَمٍ) اس امر پہ محمول کرنے کی ضرورت نہیں کہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ منسوخ ہو اور تُرْجِيْ
مَنْ تَشَآءُ جو تلاوت میں مقدم ہے بوجہ تاخر نزول کے اُس کا ناسخ ہے کیونکہ تفسیر مذکور پر آیت لَا يَحِلُّ زائد علی التسع کی حرمت پر دال ہی نہیں
فائدہ سیزدہم وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ کی جو تفسیر کی گئی ہے عبد اللہ بن شداد سے اسی طرح منقول ہے (قَالَ لَوْ طَلَّقَهُنَّ لَمْ يَحِلَّ لَهٗ
اَنْ يَّسْتَبْدِلَ وَقَدْ كَانَ يَنْكِحُ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مَا شَآءَ) اور اسی طرح امام زین العابدین رض و انس بن مالک رض سے
منقول ہے **فائدہ چہاردہم** اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ کی جو تفسیر کی ہے اس میں حکم پنجم سے مستثنیٰ ہونے کی دلیل تو ابو ذر رض کا
قول ہے (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ قَالَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ اِلَّا مَا سَبَيْتَ فَمَلَكَتْهُ يَمِيْنُكَ) اور حکم پنجم کی جو حکمت فائدہ دہم میں گذر چکی ہے اس سے
نقض وارد نہیں ہوتا کیونکہ مملوکہ سے اتنا انبساط نہیں ہوتا اور حکم ہفتم سے مستثنیٰ ہونے کی دلیل اتصال کلام کافی ہے **فائدہ پانزدہم** اَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ پہ کوئی وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ اول تو یہ غیر اختیاری ہے دوسرے حقیقت اس کی اِدْرَاكُ الشَّيْءِ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ سو یہ واقع میں کمال ہے اور
جو امر مذموم ہے کہ بلا ضرورت و اذن شرعی قصدًا نظر کرنا یا اس کے تصور سے لذت حاصل کرنا اس پہ یہ لفظ کسی طرح دال نہیں اور دوسرے دلائل اس کے
عدم پہ دال ہیں اور ان فوائد پانزدہ گانہ میں جتنی روایتیں لکھی گئی ہیں سب درمنثور میں باسانید مختلفہ صحیحہ و حسنہ و لینہ موجود ہیں **ربط** اوپر متفرق
آیتوں میں تحریم بعض انواع ایذاء نبوی مذکور ہوئی ہے آگے تحریم بعض انواع کی کہ وہ بھی مثل نوع پنجم بوجہ عدم قصد ایذاء اخف انواع ہے مذکور ہے
جس کا قصہ یہ ہے کہ جب آپ کی شادی حضرت زینب سے ہوئی تو آپ نے لوگوں کی دعوت ولیمہ فرمائی بعض لوگ کھانا کھا کر باتیں
کرنے لگے آپ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تاکہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوں مگر اس اشارہ کو وہ لوگ نہ سمجھے آخر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اُس وقت
سب تو اُٹھ گئے مگر تین شخص پھر بھی بیٹھے رہے آپ پھر تشریف لائے تب بھی وہ بیٹھے تھے آپ لوٹ گئے تب وہ اُٹھ کر چلے گئے حضرت
انس رض نے آپ کو خبر کی تب آپ تشریف لائے اُس وقت یہ آیت حجاب نازل ہوئی رواہ الشیخان وغیرہما اور ہر چند کہ اس قصہ میں انتظام
مقصود کے لیے یہاں سے ارشاد چلا ہے فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا الخ لیکن اُس کے قبل یہ بھی ارشاد فرمایا لَا تَدْخُلُوْا الخ جو کہ تکمیل انتظام و
زیادہ اہتمام کو بھی مفید ہے کہ مقدمات کا اہتمام مقصود کے مہتم بالشان ہونے پر دال ہوتا ہے اور نیز ایک دوسری عادت کے انسداد اور
اصلاح کو بھی مفید ہے جس کو صاحب درمنثور و صاحب روح نے عبد بن حمید سے بروایت حضرت انس رض نقل کیا ہے کہ بعضے آدمی عین کھانے
کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ میں جا پہونچتے (کیونکہ اُس وقت تک آیت حجاب نازل نہ ہوئی تھی) اور وہاں کھانا پکنے کے انتظار میں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جاوے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جاوے تب جایا کرو

فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ

پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن

اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تمکو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ

تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اس کو پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

بیٹھے باتیں کرتے رہتے اور کھانا کھلانے والا تو حضور سے بڑھ کر کون تھا مگر اس طرح جاکر بیٹھ رہنا بے شک گراں گزرتا ہے سو اول کے ارشاد میں اس کا انتظام بھی ہو گیا اور وجوب حجاب سے ایسے واقعات کا ہمیشہ کے لیے انسداد فرما دیا گیا نیز سد ذرائع کے ساتھ حجاب میں احترام و اجلال شان بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوتا ہے اور اسی مقام میں ایک مسئلہ تحریم نکاح امہات المومنین بعد وفات نبوی کے بھی بیان فرما دیا جس کا سبب نزول یہ ہے کہ کسی شخص نے یہ کہا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی کسی بیوی سے نکاح کرونگا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کو خبر بھی پہنچ گئی تو کلفت ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے مسئلہ حجاب پر یہ کہا کہ ہم سے ہماری چچا زاد بہنوں کو چھپایا جاتا ہے اگر آپ کی وفات ہو جاویگی تو ہم آپ کی بیبیوں سے نکاح کرینگے اسپر یہ حکم نازل ہوا یہ سب روایات درمنثور میں ہیں پس اس مضمون کو کئی طور پر مقام سے مناسبت ہوئی اول، آیتیں آپ کا احترام و اجلال شان ہے جیسا اوپر چند آیات میں بعض احکام مظہرہ آپ کی جلالت شان کے آتے ہیں دوسرے دفع ایذا ہے بھی ہے تیسرے تتمہ مضمون حجاب کا بھی ہو گیا ونیز ایک اور طور پر بھی حجاب کا تتمہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ امہات المومنین کا ایسا حجاب ہے کہ جس سے ایک دفعہ حجاب واجب ہو گیا پھر ابداً ابداً اس میں احتمال ارتفاع کا نہیں حتیٰ کہ ایک صورت اس کے ارتفاع کی نکاح تھا وہ بھی حرام کر دیا گیا اس کے بعد مسئلہ حجاب کے متعلق ان کا ذکر ہے جن سے حجاب نہیں ہے اور ہر چند کہ سورۂ نور میں بھی مستثنیات کا ذکر آچکا ہے لیکن وہاں عام نساء کا حکم تھا جس میں یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ ازواج مطہرات کے متعلق بعض احکام مختص بھی ہیں تو شاید ان کو محارم وغیرہ کے سامنے آنا بھی جائز نہ ہو اس لیے ان کے احکام میں بھی اس استثناء کو مکرر فرما دیا واللہ اعلم

نہی از نوع ششم امور موجبہ و تشریع نوع ششم امور مشعرہ جلالت و احترام آں رسول عالیمقام صلی اللہ علیہ وسلم از آداب طعام و مسائل و بیت کلام و تحریم نکاح امہات اہل اسلام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

اللغات اناه ای نضجہ و بلوغہ قولہ لحدیث اللام للتعلیل ای لسبب الحدیث ۱۲
النحو قولہ الا ان یؤذن بتقدیر المضاف ای وقت الاذن بمعنی الدعوۃ ومن ثم عدی بالی قولہ غیر ناظرین حال من فاعل ادخلوا المقدر ای ادخلوا وقت الاذن غیر ناظرین قولہ لا مستانسین حال من مقدر ای لا تمکثوا مستانسین ۱۲

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا

پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ○

اپنی لونڈیوں کے اور خدا سے ڈرتی رہو بے شک اللہ ہر چیز پر حاضر ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا
نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۵۵ اے ایمان والو نبی ؐ
کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دی جاوے (تو جانا مضائقہ نہیں مگر تب بھی
جانا) ایسے طور پر (رہو) کہ اُس (کھانے) کی تیاری کے منتظر نہ رہو (یعنی بے دعوت تو جاؤ مت اور دعوت ہو تب بھی بہت پہلے
سے مت جا بیٹھو) لیکن جب تم کو بُلایا جاوے (کہ اب چلو کھانا تیار ہے) تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا
کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو (کیونکہ) اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور
زبان سے نہیں فرماتے کہ اُٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا (اس لیے صاف صاف
تم کو کہہ دیا گیا) اور (اب سے یہ حکم کیا جاتا ہے کہ حضرت ؐ کی بیبیاں تم سے پردہ کیا کریں گی تو اب سے) جب تم اُن سے کوئی
چیز مانگو تو پردہ کے باہر (کھڑے ہو کر وہاں) سے مانگا کرو (یعنی بے ضرورت تو پردہ کے پاس جانا اور بات کرنا بھی نہ چاہیے
لیکن ضرورت میں کلام کا مضائقہ نہیں مگر رویت نہ ہونا چاہیے) یہ بات (ہمیشہ کے لیے) تمہارے دلوں اور اُن کے دلوں
کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے (یعنی جیسے اب تک جانبین کے دل پاک ہیں اس سے آیندہ بھی احتمال عدم طہارت کا
مندفع ہو گیا جو کہ غیر معصوم کے اعتبار سے فی نفسہ محتمل ہو سکتا تھا) اور (حرمت ایذاء نبوی صرف فضول جم کر بیٹھ جانے ہی کی
صورت میں منحصر نہیں بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تم کو (کسی امر میں) جائز نہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کلفت پہنچاؤ
اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری (معصیت کی) بات
ہے (اور جس طرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اس کا زبان سے ذکر کرنا یا دل میں ارادہ کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم (اس کے
متعلق) کسی چیز کو (زبان سے) ظاہر کرو گے یا اُس (کے ارادہ) کو (دل میں) پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ (کو دونوں کی
خبر ہو گی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (پس تم کو اُس پر سزا دیں گے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہے تو اُس سے
بعضے مستثنیٰ بھی ہیں جن کا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے (سامنے ہونے کے) بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور
نہ اپنے بیٹوں کے (یعنی جن کے بیٹا ہو) اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ
اپنی (دینی شریک) عورتوں کے اور نہ اپنی لونڈیوں کے (یعنی ان کے سامنے آنا جائز ہے) اور (اے پیغمبر کی بیبیو ان
احکام مذکورہ کے امتثال میں) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر (ناظر)
ہے (یعنی اُس سے کوئی امر مخفی نہیں پس خلاف میں احتمال سزا کا ہے) **ف** اول آیت میں جو احکام دخول بیوت
وطعام کے مذکور ہیں وہ بتصریح علماء سرکار نبوی کے ساتھ خاص نہیں یعنی اس قسم کی بات کسی کو گراں و ناگوار ہو وہ ناجائز
ہے اور فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق سے شبہ نہ کیا جاوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احیاناً اظہار حق نہ فرماتے
تھے اصل یہ ہے کہ جس حق کا اظہار واجب ہے وہ حق اللہ ہے اور جس سے آپ کا استحیاء واقع ہوا وہ حق للنفس تھا کہ اپنے اوپر
کلفت اُٹھائی اس سے حکم شرعی کا اخفاء لازم نہیں آیا کہ منشاء وسوسہ ہو اور حجاب میں واذا سألتموھن کے بڑھانے کا فائدہ تقریر ترجمہ

ملحقات الترجمة

۱ه قوله فی توضیح لا تدخلوا
یعنی بے دعوت الخ بتقریر ترجمہ
لا بجزاء الآیۃ اندفع شبهة التکرار
فی قوله الا ان یؤذن لکم مع قوله
اذا دعیتم فان الاول الدعوة
للطعام قبل الاوان کما هو العادة
من الاعلام بے قبل وقت اوبیوم
والثانی الدعاء الی الطعام فی
عین الاوان ۱۲

۲ه قوله فی اطهر عمدہ
افادہ صیغۃ التفضیل ۱۲

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر ؐ پر   اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو

ظاہر ہوگیا کہ مبالغہ کے لیے ہے یعنی ویسے تو حجاب کیوں نہ ضروری ہوگا ایسی حاجت شدیدہ کے وقت بھی حجاب ضروری ہے اور یہ آیت حجاب کی آیت وقرن فی بیوتکن سے مقدم ہے کیونکہ اس کا نزول حضرت زینبؓ کی اوّل شادی میں ہوا ہے اور آیت تخییر کے وقت جس سے آیت وقرن الخ متعلق ہے حضرت زینب رضؓ کے نکاح کے بہت بعد ہوا ہے چنانچہ مخیرات میں وہ بھی تھیں جس سے پہلے طلب نفقات ہوچکا تھا جس کا شادی کے زمانے کے بہت بعد اتفاق ہوا کرتا ہے پس اس آیت سے حجاب فرض ہوا اور وقرن سے اُس کی تاکید ہوئی اور مسائل حجاب و قرار فی البیوت کی آیت وقرن کی تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں اور ازواج مطہرات سے نکاح کا حرام ہونا مجملاً تو منصوص اور اجماعی ہے البتہ بعض تفاصیل میں اختلاف ہے امام الحرمین رحؒ اور رافعی رحؒ نے تحریم کو مدخول بہا کے ساتھ خاص کہا ہے اور رازی رحؒ و غزالی رحؒ نے اُس زوجہ کو حلال کہا ہے جو تخییر کے بعد دُنیا کو اختیار کرے اور بعض علماء نے مملوکات میں سے صرف اُس کو حرام کہا ہے جو وقت وفات تک آپ کے پاس ہو اور آیت لا جناح علیھن میں جو مستثنیات ہیں انہیں انحصار مقصود نہیں بلکہ جمیع محارم نسبیہ و رضاعیہ اور جو آیت نور میں مذکور ہیں سب مراد ہیں اور اس آیت کے بعض اجزاء کی تفسیر آیت نور کی تفسیر میں گذرچکی ہے ملاحظہ فرمالیا جاوے **ربط** اوپر سرکار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کا تحریم ازواج مطہرات سے اظہار فرمایا تھا اُس کے قبل بھی کئی آیتوں میں مختلف پیرایوں سے اس کا بیان کیا گیا تھا آگے صلوٰۃ و سلام کے اخبار اور انشاء سے اسپر دلالت فرماتے ہیں۔

نوع ہفتم اجلال شان نبوی باخبار و انشاء صلوٰۃ و سلام

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہے ادا ہو) **ف** اللہ تعالیٰ کا رحمت بھیجنا تو رحمت فرمانا ہے اور مراد اس سے رحمت مشترکہ نہیں ہے کہ اُس سے اختصاص مقصود ثابت نہیں ہوتا بلکہ رحمت خاصہ ہے جو آپ کی شان عالی کے مناسب ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا اور اسی طرح جس رحمت بھیجنے کا ہم کو حکم ہے اُس سے مراد اُس رحمت خاصہ کی دعاء کرنا ہے اور اسی کو ہمارے محاورے میں درود کہتے ہیں اور اس دعاء کرنے سے حضور کے مراتب عالیہ میں بھی ترقی ہوسکتی ہے کیونکہ ترقی کی کوئی حد نہیں چنانچہ خود حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعاء بعد الاذان میں دعائے وسیلہ کی عام امتیوں کو تعلیم فرمائی ہے اور حضرت عمرؓ کو حکم فرمایا تھا اَشْرِكْنَا فِي الدُّعَاءِ اور خود دعاء کرنے والے کو بھی اس وجہ سے کہ امتثال امر الٰہی کیا اور آپ کا حق تعظیم ادا کیا نفع ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک بار درود بھیجنے سے اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور آپ پر سلام بھیجنے کے معنے مجموعہ دو امر کا ہے ایک دعاء ہے سلامت عن الآفات کی دوسرے ثناء ہے جو اس دعاء کے لیے لازم ہے کیونکہ عرفاً یہ صیغہ مخصوص مستحق ثناء ہی کے لیے ہے پس حالت حیات میں تو دونوں کا تحقق ہوسکتا ہے اور بعد وفات مجرد معنے ثانی رہ جاتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مقصود اس تسلیم سے دعاء ہو سلام من اللہ کی اور اس سلام سے مقصود بشارت سلامت ہو پس حاصل یہ ہوگا کہ اَللّٰهُمَّ بَشِّرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّلَامَةِ الْأَبَدِيَّةِ الْمَوْعُوْدَةِ لَهٗ اور یہ معنے بعد وفات بھی بلا تکلف صحیح ہوسکتے ہیں اور یہ صلوٰۃ و سلام دو طرح کے صیغوں سے ادا ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ مکلف اپنی طرف اُس کی اسناد کرے مثلاً یوں کہے نُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ اور دوسرے یہ کہ بطور دعاء کے اللہ تعالیٰ کی طرف اسناد کرے جیسے اَللّٰهُمَّ صَلِّ یا اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ یا صلے اللہ علیہ وسلم اور تشہد میں جو وارد ہے السلام علیک اس میں دونوں احتمال ہیں سلامی جیسے اس شعر میں ؎ بلغ الله صلاتی وسلامی ابی الخ ٭ یا سلام اللہ بقرینۂ رحمۃ اللہ و برکاتہ کے اور حدیثوں کے صیغوں کو دیکھنے سے دوسرے صیغہ کی افضلیت و ارجحیت ثابت ہوتی ہے اور صلاتی وسلامی بھی بعد تاویل اسی طرف راجع ہوسکتا ہے کہ اضافت ادنیٰ ملابستہ ہو اور معنے یہ ہوں صَلَاةُ اللّٰهِ مِنِّيْ وَسَلَامُ اللّٰهِ مِنِّيْ اے مطلوبًا منّی اور علماء محققین نے فرمایا ہے کہ صیغہ امر کا نص قطعی الثبوت وقطعی الدلالت میں فرضیت کے لیے ہے اور مقتضی تکرار کو ہے نہیں اس لیے عمر بھر میں ایک بار تو فرض ہے جیسا کلمہ

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی اول ف رحمت بھیجنا الخ اشارۃ الی عموم المجاز فی الآیۃ فلا یتوجہ سوال ولا یحتاج الی جواب ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ ع

ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اسکے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہونچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں

توجیہ کا تلفظ ایک بار فرض ہے اور جس مجلس میں آپ کا ذکر مبارک ہو وہاں نظرا الی الوعید الوارد فی الاحادیث والی الدلائل النافیۃ للحرج ایک بار واجب ہے اور اس سے زیادہ نظرا الی الفضائل مستحب ہے اور یہ سب خارج نماز کی تفصیل ہے اور نماز میں مختلف فیہ ہے امام صاحب کے نزدیک سنت ہے یہ سب تفصیل صیغہ صلوٰۃ میں ہے اور لفظ سلام میں ظاہرا صیغہ امر کو دیکھ کر بعض نے عمر بھر میں ایک بار اس کو بھی فرض کہا ہے لیکن نظرا الی المعنی صلوٰۃ اور سلام سے چونکہ مقصود واحد ہے اس لیے صلوٰۃ سے امر بالسلام کا بھی امتثال ہو سکتا ہے بالاستقلال اس کی فرضیت کا ثبوت محل کلام میں ہے اور اسی اتحاد مقصود کے اعتبار سے یُصَلُّوْنَ کے ساتھ یُسَلِّمُوْنَ نہیں فرمایا کہ وہ بھی خود مفہوم ہو جاوے گا پس مقصود گویا یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ وملٰئکتہ یصلون ویسلمون علی النبی تاکہ آگے صلوا علیہ وسلموا اس پر متفرع ہونے میں منطبق ہو جاوے اور شاید دوسری جگہ اس لیے تصریح کر دی ہو کہ مخاطبین پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حقوق از بس عظیم ہیں اس لیے اہتمام کے لیے دو صیغوں کی تصریح کی پھر دوسرے صیغہ کی تاکید مفعول مطلق سے فرمائی گئی کہ تاکد طلب کے ساتھ مطلوبیت تکثیر پر بھی دال ہو اور ردالمحتار میں حموی سے انہوں نے منیۃ المفتی سے نقل کیا ہے کہ اگر صرف صیغہ صلوٰۃ پر یا صیغہ سلام پر اکتفا کرے تب بھی مکروہ نہیں البتہ جمع اولیٰ ہے جیسا قعدہ اخیرہ نماز میں جمع کیا گیا ہے کہ تشہد میں سلام ہے اور آگے صلوٰۃ ہے اور قعدہ اولیٰ میں صرف سلام کا ہونا صاف دلیل ہے عدم کراہت افراد کی چونکہ اس مقام کے مطالعہ کے وقت احتمال ہے کہ شاید ناظرین کو قصدًا صلوٰۃ وسلام سے ذہول ہو جاوے اس لیے ایک مختصر صیغہ عبارت میں لکھ دینا بھی مناسب ہے کہ لکھا ہوا تو ضرور ہی پڑھیں گے اللّٰھم صل علی سیدنا ومولٰنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا ومولٰنا محمد وبارک وسلم۔

ربط اوپر آیات متفرقہ میں انواع مختلفہ ایذاء نبوی کی ممانعت مذکور ہوئی تھی جن میں بعض جو بلا قصد تھیں اُن میں تو صرف فہمائش اور نصیحت کر دی گئی تھی جیسے طلب نفقات زائدہ ازواج اور مکث فی البیوت قبل الطعام یا بعد الطعام اور بعض جو بقصد ایذاء رسانی تھیں جیسے مخالفین کی جانب سے پیش آتی تھیں اُن میں آگے وعید شدید فرماتے ہیں اور تاکید مقصود کے لیے اول آیت میں ایذاء رسول کو مثل ایذاء الٰہی کے قرار دیتے ہیں اور آیت ثانیہ میں مطلقاً اہل ایمان کی ایذاء کو بھی معصیت کبیرہ میں شمار فرماتے ہیں جس سے ایذاء رسول کے موجب وعید ہونے کی اور زیادہ تاکید ہوتی ہے کہ جب مطلق مؤمنین کی ایذاء ایسی ہے تو سید المؤمنین کی ایذاء کیسی ہوگی دوسرے مخالفین اس کے بھی قصدًا مرتکب ہوتے تھے اُن کی وعید بھی مؤکد ہو گئی کہ دو امر سبب عذاب ہیں۔

وعید بر ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومؤمنین

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو (قصدًا) ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور (اسی طرح) جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ

الروایات فی الدر المنثور عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الآیۃ قال نزلت فی الذین طعنوا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اتخذ صفیۃ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہ ایضا قال انزلت فی عبداللہ بن ابی وناس معہ قذفوا عائشۃ رضی اللہ عنہا فخطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال من یعذرنی فی رجل یؤذینی ویجمع فی بیتہ من یؤذینی فنزلت ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا

اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجیے کہ نیچی کر لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو

ربع يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ

آزار نہ دی جایا کریگی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں اڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر

ع ۱۲ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

مسلط کر دینگے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے۔

(ایسا کام) کیا ہو (جس سے وہ مستحق سزا ہو جاویں) ایذا پہونچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا (اپنے اوپر) بار لیتے ہیں (یعنی اگر وہ ایذا قولی ہے تو بہتان ہے اور اگر فعلی ہے تو مطلق گناہ ہی ہے) ف اللہ کے ناراض کرنے[1] کو مجازاً ایذاء کہہ دیا گیا اور قصداً کی قید ترجمہ دونوں میں چند دلیل سے ثابت ہے اوّل ایذا افعال اختیاریہ میں سے ہے اور افعال اختیاریہ میں قصد شرط ہے دوّم جس فعل سے بلاقصد ایذا ہو جاوے وہ درحقیقت مقدمہ ایذاء ہے اس کو ایذا کہنا مجاز ہے اور کلام میں اصل حقیقت ہے اور وہ مختص ہے ایذا قصدی سے سوّم شریعت میں امور غیر قصدیہ پر وعید مرفوع ہے کما قال علیہ السلام رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ اور اس پر وعید وارد ہے اور بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا کی قید سے تادیب و سیاست کا جواز جبکہ قاعدہ شرعی سے ہو ثابت ہو گیا اور ایذا بلاقصد میں جو يُضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ آیا ہے وہ تقریر تمہید[2] کے کہ صرف فہمایش و نصیحت الزمنانی نہیں کیونکہ یہ وعید معلق ہے کہ بعد اس کے کہ علم ہو گیا کہ یہ امر موجب ایذا ہے اس کا ارتکاب موجب وعید ہے اور اس کا وقوع نہ ہوا تھا اور جس کا وقوع ہوا تھا اُس کے سبب ایذاء ہونے کی طرف التفات اور اُس کا علم نہ ہوا تھا ربط اوپر ایذا رسول و ایذا عام مؤمنین پر وعید فرمائی تھی آگے بعض خاص ایذاؤں کے متعلق کلام ہے جیسا بعض خاص ایذائیں اوپر متفرق آیات میں مذکور ہو چکی ہیں اور یہ ایذا منافقین کی جانب سے دو طور پر واقع ہوتی تھی ایک یہ کہ ان میں سے بعضے شریر طینت مسلمانوں کی کنیزکوں کو رستہ میں چھیڑتے اور بعضی بیبیوں سے بھی کنیزکوں کے شبہ میں تعرض کرتے دوسرے یہ کہ ہمیشہ ایسی جھوٹی خبریں اڑاتے کہ فلاں غنیم چڑھ کر آنا چاہتا ہے ان دونوں امر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مؤمنین و مؤمنات کو کلفت ہوتی حق تعالیٰ نے پہلے امر کا انتظام حرائر کے لیے ادنا جلباب سے جس کی تحقیق آگے آتی ہے فرمایا اور غیر حرائر کے لیے وعید اغرا سے فرمایا اور امر دوم کا بھی اسی اغرا سے انسداد فرمایا چنانچہ اس وعید سے اُن کی وہ شورہ پشتی اور بیباکی بند ہو گئی اس لیے وہ وعید واقع بھی نہیں کی گئی اور ان دونوں امر کے اعتبار سے منافقین تین قسم کے تھے بعض جو رئیس اور نفاق میں اصل تھے وہ تو اپنی حفظ وجاہت کے لیے ان امور کا ارتکاب خود نہ کرتے تھے بلکہ رائیں دیتے اور تجویزیں کیا کرتے اور عوام بعضے امر اول کے مرتکب ہوتے بعضے امر دوم کے ان آیتوں میں ان سب کا ذکر ہے ماخذ اس تمامتر تقریر کا روایات[2] درمنثور کی ہیں۔

نوع[3] ہفتم ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم مع المؤمنین بتعرض نساء و ارجاف

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اللغات قوله تعالى يدنين الادناء التقريب وضمن معنى الارخاء او السدل ولذا عدى بعلى كذا فى الروح قوله لنغرينك يقال اغراه بكذا اذا دعاه الى تناوله بالتحريض عليه والمراد التسليط ۱۲

النحو قوله ملعونين حال من مقدر اى يجاورون قليلا ملعونين دل عليه المذكور من قوله تعالى لا يجاورونك فيها الا قليلا ۱۲

الروايات قوله تعالى ذلك ادنى ان يعرفن عن ابى مالك قال كان ناس من المنافقين يتعرضون لهن فقيل ذلك للمنافقين فقالوا انما نفعله بالاماء فنزلت الى قوله حتى عرفوا من الاماء وعن قتادة قال قد كانت المملوكة يتناولونها قوله تعالى لئن لم ينته اخرج عن قتادة رض قال ان اناسا من المنافقين ارادوا ان يظهروا نفاقهم فنزلت فيهم لئن لم ينته المنافقون وعنه قال الارجاف الكذب الذى يذيعه اهل النفاق ويقولون قد اتاكم عدد وعدة الى قوله فلما اوعدهم الله بهذه الآية كتموا ذلك واسروه فقال اخذوا وقتلوا اذا اظهروا النفاق وعن محمد بن كعب رض فى قوله لئن لم ينته المنافقون قال يعنى المنافقين باعيانهم وعن عبيد بن حنين رض فى قوله لئن لم ينته المنافقون قال عرف المنافقين باعيانهم والذين فى قلوبهم مرض المرجفون فى المدينة هم المنافقون جميعا وعن عكرمة والذين فى قلوبهم مرض قال

ملحقات الترجمة

[1] قوله فى ف ناراض کرنے کو ولا یلزم الجمع بین الحقیقۃ و المجاز لان المراد عموم المجاز فافهم ۱۲

[2] قوله فى التمهید روایات دیں ماسنذکرہ ۱۲

[3] قوله فى العنوان نوع ہفتم ہذا وان اشتمل علی نوعین لکن لما اعدوا علیہما بوعید واحد وہو الاغراء فطنا فی سلک واحد والیضا فیہ رعایۃ لتماثل عددی انواع الاجلال المامور بہ والانواع الایذاء المنہی عنہ ۱۲

الربع مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝

وہ بھی پھٹکارے ہوئے جہاں ملینگے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کیجاویگی اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں رد و بدل نہ پاویں گے

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ ۶۲

اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہدیجیے کہ (سر سے) نیچی کر لیا کریں اپنے (چہرہ کے) اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہوجایا کریگی تو آزار نہ دی جایا کریگی (یعنی کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو چادر سے سر اور چہرہ بھی چھپالیا جاوے جیسا سورہ نور کی ختم کے قریب غیر متبرجات بزینۃ میں اسکی تفسیر روایت سے گذرچکی ہے چونکہ غیر حرائر کے لیے سر فی نفسہ داخل ستر نہیں اور انکشاف وجہ میں ان کو حرائر سے زیادہ رخصت ہے جس کی وجہ بغرض خدمت مولیٰ زیادہ ضرورت خروج و انکشاف ہے اس بنا پر اس وضع سے حرائر کو غیر حرائر سے امتیاز ہوجاویگا اور وہ لوگ حرائر کو بوجہ اُن کی وجاہت اور غلبۂ ظن اُن کی حمایت کے قصداً نہ چھیڑتے تھے بس حرائر کے لیے اس وضع سے پردہ شرعی کے امر کا امتثال بھی ہوجاویگا اور بہت سہولت کے ساتھ ان شریروں سے حفاظت ہوجاوے گی رہ گئیں غیر حرائر اُن کا انتظام آگے آویگا) اور (اس سر اور چہرہ کے ڈہانکنے میں جو بلاقصد کمی یا بے احتیاطی ہوجاوے تو) اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (اُسکو معاف کردیگا اور بخشنا اس لیے فرمایا کہ غالباً اُس کوتاہی کا منشا کسی قدر بے پروائی و بے التفاتی ہوا کرتی ہے جو فی نفسہ ایک گونہ گناہ ہے مگر ایسے صغائر کبھی حسنات سے کبھی فضل سے معاف ہوتے رہتے ہیں آگے ان تعرض کرنے والوں کو اس شرارت پر اور ایک دوسری شرارت پر بھی دھمکاتے ہیں یعنی) یہ (خاص اصل) منافقین (جو رئیس اور بانی فساد و شرارت ہیں) اور (عام منافقین میں سے) وہ لوگ جن کے دلوں میں (شہوت پرستی کی) خرابی ہے (اور اس لیے کنیزوں سے تعرض کرتے ہیں) اور (اُن ہی عام منافقین میں) وہ لوگ جو مدینہ میں (جھوٹی جھوٹی یا پریشان کرنے والی) افواہیں اڑایا کرتے ہیں (یہ لوگ) اگر (اپنی ان حرکتوں سے) باز نہ آئے تو ضرور (ایک نہ ایک دن) ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے (یعنی ان کے اخراج کا حکم کردیں گے) پھر (اس حکم کے بعد) یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے (یعنی مدینہ سے نکل جانے کا سامان کرنے کے لیے جو کچھ قدر قلیل مدت معین کیجاویگی بس اُس قدر تو یہ یہاں رہ لیں گے اور اُس مدت میں بھی ہر شخص کی نظر میں ذلیل و خوار ہونگے پھر نکال دیے جاوینگے اور نکالنے کے بعد بھی کہیں امن نہ ہوگا بلکہ) جہاں ملینگے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاویگی (وجہ یہ کہ ان منافقین کے کفر کا مقتضا تو یہی تھا لیکن نفاق کی آڑ میں انکو پناہ ملی ہوئی ہے جب علی الاعلان ایسی مخالفتیں کرنے لگیں گے تو وہ مانع بھی اُٹھ گیا اس لیے اُن کے ساتھ بھی اُسی اقتضائے اصلی کے موافق معاملہ ہوگا کہ اُن کا اخراج اور قید و قتل سب جائز ہے اور اگر خروج کے لیے کوئی مدت معین ہوجاوے تو اُس مدت کے اندر اندر بوجہ معاہدہ کے مامون ہوں گے اُس کے بعد پھر جہاں ملیں گے بوجہ عدم بقاء عہد قید و قتل کے اجازت ہوگی اس دھمکی میں تعرض غیر حرائر کا انتظام بھی ہوگیا اور ارجاف کا بھی انسداد ہوگیا یعنی مجاہرانہ و مکابرانہ کارروائی سے باز آگئے گو منافقانہ شرارتیں رہی ہوں جس پر یہ احکام گاہے متوجہ نہیں کیے گئے اور فساد و شورش پر سزا کا مشروع کرنا کچھ ان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ نے اُن (مفسد) لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور (جاری) رکھا ہے جو (ان سے) پہلے ہو گذرے ہیں (کہ اُن کو آسمانی سزائیں دی ہیں یا انبیاءؑ کے ہاتھ سے بمشروعیۃ جہاد و سیاست سزائیں دلوائی ہیں پس اگر پہلے ایسا نہ ہوچکا تو ان کو اس وعید کے استبعاد کا وسوسہ بعید نہ تھا اور اب تو گنجائش ہی نہیں) اور آپ خدا کے دستور میں (کسی شخص کی طرف سے) رد و بدل نہ پاویں گے (کہ خدا تو کوئی بات جاری کرنا چاہے اور کوئی اُس کو روک سکے پس سُنَّةَ اللّٰهِ الخ میں احتمال قبل الوقوع کا دفعیہ فرمادیا اور لَنْ تَجِدَ میں احتمال بعد الوقوع کا دفعیہ فرمادیا کہ جب وہ واقع کرنے لگے تو کوئی ہٹا نہیں سکتا) **ف** شرعی لونڈیوں کے اعضاء مکشوفہ حرہ سے زائد ہیں یعنی اس میں مثل محرم عورتوں کے ہیں کذا فی الہدایہ جن کا حکم سورہ نور آیت قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ الخ کی تفسیر میں گذرچکا ہے اور اس انتظام او نار جلباب میں غیر حرائر کو شریک نہ کرنا

ملحقات الترجمة
سله قوله فی المرجفون یا پریشان اشار الی ان الاُولیٰ شامل للخبر الصادق الذی لا ینبغی اذاعتہ ویذاع لان یتاذی بالمسلمون بدل علیہ قولہ تعالیٰ واذا جاءھم امر من الامن الخ ۱۲

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَ

یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ اُس کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اُس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جاوے بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے اور

اَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ

اُن کے لیے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ کوئی مددگار جس روز ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جاویں گے یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت

ع ۸ ۱۰ ۵ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی اور یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو رستہ سے گمراہ کیا تھا اے ہمارے رب انکو دوہری سزا دیجیے اور ان پر بڑی لعنت کیجیے

اس لیے ہے کہ اس میں اُس کی منصبی خدمات خلل پذیر ہوتی تھیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُن کے لیے تعرض کو گوارا کیا گیا بلکہ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ میں اُن کا انتظام کافی مذکور ہے پس حاصل انتظام ادنار جلباب کا یہ ہوا کہ بیبیوں کی بے حجابی سے لونڈیوں کی حفاظت تو ہو ہی نہ جاویگی بلکہ یک نشد دو شد کا مضمون ہو جاویگا اس لیے تم کو تو وضع اصلی کے چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس میں تمہاری حفاظت بھی سہل ہے اس لیے تم تو اس کی پابند رہو باقی کنیزکوں کا دوسرا انتظام ہو سکتا ہے (ہکذا فی القول الصواب لہذا العبد) باقی ضروری مضامین اس کے متعلق اس کی تمہید میں مذکور ہو چکے ہیں حاجت اعادہ نہیں اور یہ آیت منع عن کشف الوجہ میں صریح ہے اگر کسی کو وسوسہ ہو کہ یہ تو عارض دفع تعرض کے لیے تھا جواب یہ ہے کہ حاصل اس دفع تعرض کا دفع فتنہ ہے پس جہاں فتنہ ہوگا وہاں کشف وجہ ممنوع ہوگا خصوصیت کسی فتنہ کی معتبر نہیں اور چونکہ مبنی اس کا دفع فتنہ ہے اس لیے اس وجوب ستر وجہ کو لغیرہ کہتے ہیں اور عجائز کو مستثنیٰ کہتے ہیں البتہ ازواج مطہرات کے لیے دوسری دلیل سے اس وجوب کو لعینہ کہتے ہیں ربط اوپر آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ میں اللہ و رسول کی مخالفت پر لعنت فی الدنیا والآخرہ اور عذاب مہین کی وعید فرمائی تھی چونکہ اس میں اثبات ہے قیامت اور آخرت کا اور بعضے فرقے اللہ و رسول کی مخالفت کرنے والوں میں اس کے منکر تھے وہ اس قسم کی وعیدیں سُنکر بطور انکار کے قیامت کا وقت وغیرہ پوچھا کرتے تھے اس لیے آگے اس کا جواب مع تہدید اور لعنت مذکورہ و عذاب مذکور کے کسی قدر تفصیل اور کیفیت ارشاد فرماتے ہیں۔

تہدید مخالفین بوقوع قیامت و عقوبت

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ یہ (منکر) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق (منکرانہ) سوال کرتے ہیں (کہ کب ہوگی) آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ اُس (کے وقت) کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اُس کی کیا خبر[1] (کہ کب ہے البتہ اجمالاً اُن لوگوں کو جان رکھنا چاہیے کہ) عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جاوے (کیونکہ جب وقت معین نہیں تو احتمال قرب کا بھی تو ہے تو اس احتمال سے اُن کو چاہیے تھا کہ ڈرتے اور اُس کے لیے تیاری کرتے نہ کہ منکرانہ استعجال اور استہزاء کرتے ہیں اور قرب سے مراد اگر غایت قرب ہے تو قرب کا واقع نہ ہونا اس لیے محل اشکال نہیں کہ باعتبار عباد کے لعل کے ساتھ خبر دی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب عباد سے مخفی ہے تو اُن کو چاہیے کہ اس کے قرب کا احتمال رکھیں خواہ وہ قرب واقع ہو یا نہ ہو اور اسی علت اخفاء سے یہی قرب ہر زمانہ میں محتمل ہے پس وجوب خوف بھی تمام ازمنہ میں عام ہوا اور اگر قرب سے مراد مطلق قرب ہے تو لعل تحقیق کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور وہ قرب واقع کے موافق بھی ہے کیونکہ اول تو یوماً فیوماً اس کا وقت قریب ہی آتا جاتا ہے یعنی جتنا بُعد مثلاً کل تھا آج اُس قدر نہیں رہا پس یہ بھی قرب ہے دوسرے یوم قیامت کے

النحو	القرارة
قولہ قریبا لیس ہو خبر ابل ہو ظرف ای فی زمان قریب ۱۲	قولہ الرسولا والسبیلا الظرفی ما کتبت فی قولہ تعالیٰ تظنون باللہ الظنونا قولہ کبیرا فی قراءة کثیرا بالمثلثة ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جنھوں نے موسیٰؑ کو ایذا دی تھی سو اُن کو خدا تعالیٰ نے بری ثابت کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے - اسے ایمان والو اللہ سے ڈرو

وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور راستی کی بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچیگا

اِستبعاد و استداد کے سامنے دنیا کی مدت طویلہ بھی قصیر معلوم ہوگی پس اُس کے مقابلہ میں یہ مجموعی مدت قریب ہے پس ہر حال میں تہدید صحیح ہوگئی یا احتمال قرب سے یا رونا نہ مہلت کم ہوتے جانے سے یا اس وقت کے ہول اور طول سے اب آگے لعنت اور عقوبت یوم قیامت کی کیفیت ارشاد ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے (جیسا اور بھی فرمایا ہے لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ) اور (اس لعنت ہی کا اثر یہ ہے کہ) اُن کے لیے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے (جیسا اور بھی فرمایا ہے واعد لهم عذابا مهينا) جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے (اور) نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ کوئی مددگار (پائیں گے) جس روز اُن کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جاویں گے (یعنی چہروں کے بل گھسیٹے جاویں گے کبھی چہرہ کی اس کروٹ کبھی اُس کروٹ جیسا اس طرح گھسیٹنے میں مشاہدہ ہوتا ہے کہ اس شخص کا کبھی ایک طرف منہ ہو جاتا ہے کبھی دوسری طرف اور اُس وقت غایت حسرت سے) یوں کہتے ہونگے اے کاش ہم نے (دُنیا میں) اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی (تو آج اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے) اور (حسرت کے ساتھ اپنے گمراہ کرنے والوں پر غیظ و غضب پیدا ہوگا تو) یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا (یعنی اہل حکومت کا) اور اپنے بڑوں کا (جن میں اور کسی وجہ سے متبوعیت کی صفت پائی جاتی تھی) کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو (سیدھے) رستے سے گمراہ کیا تھا اے ہمارے رب (اس لیے) ان کو دوہری سزا دیجیے اور ان پر بڑی لعنت کیجیے (یہ ایسا مضمون ہے جیسا سورۂ اعراف کے رکوع چہارم میں ہے رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ جس کا جواب مل جاویگا قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ جس کی تفسیر وہاں گذری ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ اُن کفار کی درخواست سے جو غرض تھی وہ اُس میں ناکام رہے اُس تفسیر کو دیکھ لیا جاوے) **ربط** اوپر کی آیتوں میں اللہ و رسول کی مخالفت احکام کا جس کو ایذا سے تعبیر فرمایا گیا تھا مہلک ہونا معلوم ہوا ہے اور اہل وعید کی اس تمنا سے کہ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا اللہ و رسول کی موافقت احکام کا منجی ہونا مفہوم ہوا ہے آگے بطور تفریع کے مسلمانوں کو کہ وہی منتفع ہوتے ہیں اس مخالفت سے نہی اور اس موافقت کا امر اور اُس نہی کے ساتھ اشارۃً مخالفت کا مُضر ہونا اور اس امر کے ساتھ صراحۃً موافقت کا نافع ہونا ارشاد فرماتے ہیں -

ترہیب از معصیت و ترغیب بر اطاعت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جنھوں نے (جھوٹی تہمت تراش کر) موسیٰ (علیہ السلام) کو ایذا دی تھی سو اُن کو خدا تعالیٰ نے بری ثابت کر دیا (یعنی اُن کا تو کچھ ضرر نہ ہوا تہمت لگانے والے ہی کذاب اور مستحق عقاب ٹھیرے) اور وہ (یعنی موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک بڑے معزز (پیغمبر) تھے (اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی برارت ظاہر فرما دی جیسا اور انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی وجاہت اور تہمتوں سے برارت عام ہے مطلب یہ کہ تم رسول کو اُن کی مخالفت کر کے ایذا مت دینا کہ وہ اللہ کی مخالفت بھی ہے ورنہ تم ہی متضرر ہوگے بلکہ ہر امر میں اللہ و رسول کی اطاعت کرنا جس کا آگے حکم کیا جاتا ہے کہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (یعنی ہر امر میں اُس کی اطاعت کرو) اور (بالخصوص کلام کرنے میں اس کی بہت رعایت رکھو کہ جب بات کرنا ہو) راستی کی بات کہو (جس میں عدل اور اعتدال سے تجاوز نہ ہو) اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ میں) تمہارے اعمال کو قبول کریگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا (کچھ اُن اعمال کی برکت سے کچھ توبہ کی برکت سے جو تقویٰ اور قول سدید میں داخل ہے) اور (یہ ثمرات مذکورہ اطاعت پر ہیں اور اطاعت وہ چیز ہے کہ) جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریگا سو وہ بڑی

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی تقلب گھسیٹے اخذتہ من السلم ومنہا کقولہ تعالیٰ یوم یسحبون فی النار ومنہا التقلب ان کان من السحب طبعا و اضطرارا صح اسنادہ الی الملئکۃ کما یدل علیہ کون الصیغۃ متعدیۃ بنا علی حسد و سببہ ای السحب منہم ۱۲

۲ قولہ فی براہ بری ثابت اشارۃ الی ان البرارۃ کانت مقدمۃ وانما المترتب ظہورہا سیا ۱۲

۳ قولہ فی توضیح براہ ضرر نہ ہوا اشارۃ الی ما فی التمہید من قولہ اشارۃً مخالفت کا الخ ۱۲

۴ قولہ فی وجیہا جیسا اور انبیاء الخ اشارۃ الی ان التخصیص لیس فی الحکم بل انما ہو فی الذکر لاقتضاء المقام وتخصیص موسیٰ فی التشبیہ لکونہ علیہ السلام اشبہ بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی کثیرین الصفات الجلیلۃ الجمیلۃ لکونہما صاحبی شرع جدید وکونہما صاحبی سیف وکونہما صاحبی رعب ۱۲

۵ قولہ فی یصلح قبول اخذتہ من الخازن ففیہ قال ابن عباس یتقبل حسناتکم وکذا فی المدارک قلت وہذا لان العمل اذا کان صالحا یکون مقبولا فجعلہ صالحا یستلزم جعلہ مقبولا فصح ارادۃ معنے یتقبل ۱۲

۶ قولہ فی یغفر لکم تمہارے گناہ اشارۃ بترک ترجمۃ اللام الی کونہا للتقویۃ فحسب ۱۲

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝

ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی سو انہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا وہ ظالم ہے جاہل ہے

کامیابی کو پہونچے گا **ف** موسیٰ علیہ السلام کے ایذا دینے اور ان کی برائت کا قصہ جس کو خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے طور پر فرمایا ہے بخاری وغیرہ میں اس طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل عادۃً جہل سے علانیہ برہنہ نہایا کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام جیسا کہ بدن چھپانے کا حکم شرعی ہے آڑ میں غسل فرماتے بنی اسرائیل نے چرچا کیا کہ ان کے بدن میں کوئی عیب و مرض ضرور ہے اس لیے یہ سب کے روبرو بدن نہیں کھولتے یہ بات ایذا رسانی کی تھی اللہ تعالیٰ کو آپ کی برائت اس عیب سے ظاہر کرنا تھی آپ نے ایکبار تنہائی میں کپڑے اتار کر پتھر پر رکھدئے اور غسل کرنے لگے خدا کے حکم سے وہ پتھر کپڑوں سمیت وہاں سے چلا آپ کپڑے اٹھانے کے لیے اس کے پیچھے ہولیے آپ کا گمان یہ تھا کہ یہاں خالی میدان ہیں کوئی آدمی نہ ہوگا اتفاق سے ایک مجمع بنی اسرائیل کا موجود تھا وہ پتھر وہاں جا کر ٹھیرا اور سب نے سر سے پاؤں تک دیکھ لیا کہ کسی قسم کا کوئی عیب آپ کے بدن میں نہیں پھر آپ نے کپڑے پہن لیے اور اس وقت میر مداح کا یہ قول باحسن وجوہ صادق آگیا ؎ پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید ✦ بے عیباں را لباس عریانی داد ؎ اور اس قصہ میں موسیٰ علیہ السلام پر تو اس لیے اعتراض نہیں ہوسکتا کہ آپ کے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہ تھا اور اللہ تعالیٰ پر اس لیے اعتراض نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی قانون کے محکوم نہیں ہیں اور یہاں تو حکمت تبریہ موسیٰ علیہ السلام کی بھی ظاہر ہے اور خود تبریہ میں یہ حکمت ہے کہ نبی سے کسی کو تنفر نہ ہو جو کہ طبعاً حاجت اقتدا ہوجاتا ہے یہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما کر ارشاد فرمایا فذلک قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی پس یہ قصہ تو بالیقین اس کی تفسیر ہے باقی دوسرے قصے بھی اگر عموم ایذا میں داخل کرلیے جاویں اور اس کی تخصیص کو تمثیل پر محمول کیا جاوے تو گنجایش ہے لیکن اس قصہ کے تفسیر ہونے کا انکار صحیح نہیں اور شعب تقویٰ و طاعات میں سے قول سدید کی کہ طاعت لسانی ہے تخصیص شاید اسلیے ہو کہ اس کو اکثر لوگ سہل سمجھتے ہیں یا اس لیے ہو کہ وہ ایذا میں اصرح اور اقبح ہوتا ہے و نیز کثیر الوقوع بھی ہوتا ہے اور یصلح بمعنی یتقبل کے وجہ ترتب تقویٰ و قول سدید پر ظاہر ہے کیونکہ عمل کا مقبول ہونا جن شرائط پر موقوف ہے وہ سب اجزاء تقویٰ ہیں جب کبھی مقبولیت عمل میں اختلال ہوگا ضرور تقوے کے کسی جزء کا فقدان ہوگا اور لا تکونوا سے یہ لازم نہیں آتا کہ کبھی مسلمانوں نے قصداً ایسا کیا ہو بلکہ ہمیشہ احتیاط رکھنے کا حکم ہے جیسا میرے ترجمہ سے ظاہر ہے اور حدیثوں میں جو بعضے لوگوں کے قصے آئے ہیں یا تو وہ منافقوں کے قصے ہیں یا بعضے مزاج ناشناس مسلمانوں کو ان اقوال کے موذی ہونے کی طرف التفات نہ ہوا ہوگا **ربط** اوپر آیات میں اللہ و رسول کی اطاعت کا وجوب اور مخالفت کی حرمت مذکور ہے بلکہ تمامتر سورت اسی مضمون کی شرح ہے کیونکہ اعظم مقاصد سورت جیسا کہ تمہید میں مذکور ہوا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال و احترام کا وجوب اور ایذا و ایلام کی تحریم ہے اور یہ بھی وجوب اطاعت اللہ و رسول اور حرمت مخالفت اللہ و رسول کا ایک تعبیری عنوان ہے آگے اسی وجوب و حرمت کی تاکید و تقویت کے لیے خاتمہ سورت میں انسان کا مکلف باحکام ہونا اور ان کو امانت کے ساتھ تشبیہ دیکر اسکے ادائے حق کرنیوالوں کا مورد عنایت اور اسکی اضاعت کرنیوالوں کا مستحق عذاب ہونا بیان فرماتے ہیں۔

مکلف بودن باحکام و ثمرات طاعات و آثام

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝

البلاغۃ قولہ وحملها لم یذکر العرض المدلول علیہ بالروایات اکتفاء بذکر الحمل الدال علیہ ففیہ ایجاز قولہ انہ کان ظلوما اعتراض بین الحمل وغایتہ ای عاقبتہ للانسان من اول الامر لعدم وفائہ بالتحمل ویکفی فی صدق الحکم علی الجنس بشیٔ وجودہ فی بعض افرادہ فضلا عن وجودہ فی غالبہا ۱۲

الروایات المتعلقۃ بالامانۃ فی الدر المنثور عن ابن عباس رض الامانۃ الفرائض عرضہا اللہ علی السموات والارض والجبال ان ادوہا اثابہم وان ضیعوہا عذبہم فکرہوا ذلک واشفقوا من غیر معصیۃ (لکونہا مخیرۃ فی الحمل وعدمہ) ولکن تعظیما الدین اللہ ان لا یقوموا بہا ثم عرضہا علی آدم (ای مع ذریتہ) فقبلہا بما فیہا وعن قتادۃ وحملہا الانسان قیل لہ اتحملہا قال نعم اھ قلت وبہذا تبیانہ لتفسیری آدم فی الروایۃ الاولی بالقبلی ای مع ذریتہ وتخصیص ذکر آدم لکونہ اصلاہم وعن مجاہد قال لما خلق اللہ تعالیٰ السموات والارض عرض علیہن الامانۃ فلم یقبلنہا فلما خلق آدم علیہ السلام عرضہا علیہ اھ قلت و دل علی قلت سموات ارض و جبال کے بعد انسان کو پیدا کرکے الخ ۱۲

ع ۹ ۵ ۶ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۠

انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین و منافقات | اور مشرکین و مشرکات کو سزا دیگا | اور مؤمنین و مؤمنات پر توجہ فرماویگا | اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

سورۃ السبا مکیۃ وھی اربع وخمسون اٰیۃ وست رکوعات

عند البعض ۱۲

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۠

ہم نے یہ امانت (یعنی احکام جو بمنزلہ امانت کے ہیں) آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی (یعنی ان میں کچھ شعور پیدا کر کے جو کہ اب بھی ہے ان کے روبرو اپنے احکام اور بصورت ماننے کے اس پر انعام و اکرام اور بصورت نہ ماننے کے اُس پر تعذیب و ایلام پیش کر کے اُن کو لینے نہ لینے کا اختیار دیا اور حاصل اس پیش کرنے کا یہ تھا کہ اگر تم ان احکام کو اپنے ذمہ رکھتے ہو تو اُن کے موافق عمل کرنے کی صورت میں تم کو ثواب ملیگا اور خلاف کرنے کی صورت میں عذاب ہوگا اور اگر نہیں لیتے تو مکلف نہ بنائے جاؤ گے اور ثواب و عذاب کے بھی مستحق نہ ہوگے تم کو دونوں اختیار ہیں کہ اس کو نہ لینے سے نافرمان نہ ہوگے جس قدر اُن میں شعور تھا وہ اجمالاً اس قدر مضمون سمجھ لینے کے لیے کافی تھا چونکہ اُن کو اختیار بھی دیا گیا تھا) سو انہوں نے (خوف عذاب کے سبب احتمال ثواب سے بھی دست برداری کی اور) اُسکی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اُس (کی ذمہ داری) سے ڈر گئے (کہ خدا جانے کیا انجام ہو اور اگر وہ اپنے ذمے رکھ لیتے تو مثل انسان کے اُن کو بھی عقل عطا کی جاتی جو تفصیل احکام و مثوبات و عقوبات کے سمجھنے کے لیے موقوف علیہ ہے چونکہ اُسکو نہیں منظور کیا اسلیے عقل کی بھی ضرورت نہ ہوئی غرض انہوں نے تو عذر کر دیا) اور (جب ان سموات و ارض و جبال کے بعد انسان کو پیدا کر کے اُس سے یہی بات پوچھی گئی تو) انسان نے (بوجہ اس کے کہ علم الٰہی میں اس کا خلیفہ ہونا مقرر تھا) اُس کو اپنے ذمے لے لیا (غالباً اُس وقت تک اُس میں بھی اتنا ہی ضرورت کے قدر شعور ہوگا اور غالباً یہ پیش کرنا اخذ میثاق سے مقدم ہے اور وہ میثاق اسی حمل کی فرع ہے اور اُس میثاق کے وقت اس میں عقل عطا کی گئی ہوگی اور یہ کسی خاص انسان سے مثل آدم علیہ السلام کے نہیں پوچھا گیا بلکہ مثل اخذ میثاق کے یہ عرض بھی عام ہوگا اور التزام بھی عام تھا پس سموات و ارض و جبال مکلف نہ ہوئے اور یہ مکلف بنا دیا گیا آیت میں اس کا یاد دلانا غالباً اُسی حکمت سے ہے جیسا میثاق یاد دلایا یعنی ان احکام کا تم نے از خود التزام کیا ہے پھر نباہنا چاہیئے اور چونکہ مکلف جن بھی ہے اس لیے غالباً وہ بھی اس عرض اور حمل میں شریک ہے مگر تخصیص ذکر انسان کی صرف اس لیے ہے کہ اس مقام میں کلام اُسی سے ہو رہا ہے پھر اس التزام کے بعد انسان کی حالت باعتبار اکثر افراد کے یہ ہوئی کہ) وہ (انسان عملیات میں) ظالم ہے (اور علمیات میں) جاہل ہے (یعنی دونوں امر میں اعمال میں بھی عقائد میں بھی خلاف ورزی کرتا ہے یہ تو حالت باعتبار اکثر افراد کے ہے باقی مجموعہ کے اعتبار سے اُس ذمہ داری کا) انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین و منافقات اور مشرکین و مشرکات کو (کہ یہ لوگ احکام کے ضائع کرنے والے ہیں) سزا دیگا اور مؤمنین و مومنات پر توجہ (اور رحمت) فرماوے گا اور (بعد مخالفت بھی اگر کوئی باز آجاوے تو پھر اُس کو بھی مؤمنین و مؤمنات کے زمرہ میں شامل کر لیا جاوے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے **ف** احکام کو امانت سے تشبیہ دینا بنا بر وجوب ادا اُس کے حقوق کے ہے اور تعذیب و رحمت کا انجام حمل ہونا بواسطہ اضاعت و اطاعت کے ہے اور اس آیت کی جو تفسیر اختیار کی گئی ہے اس پر کلام حقیقت پر محمول ہو کر بھی تمام اشکالات نقلیہ اور عقلیہ سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہے ولله الحمد علی ذلک تم له الحمد علی اتمام تفسیر ہذہ السورۃ للسادس عشر من صفر یوم الاثنین ۱۳۲۵ھ من ہجرۃ سید الثقلین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم مدۃ دور الملوین + وسیر النیرین + سورۃ السبا مکیۃ قیل الاویری الذین اوتوا العلم وآیہا خمس واربعون کذا فی البیضاوی ربط اس سورت میں یہ مضامین مذکور ہیں شروع سورت میں توحید جو کہ مفہوم کلی امانت کی جزئی اعظم ہونے اور شرک کے مقابل ہونے کی وجہ سے خاتمہ سورت سابقہ سے بھی مرتبط ہے پھر قیامت کا اثبات مع بیان بعض دلائل قدرت کے جو کہ امکان قیامت کو مفید ہے ختم رکوع اول تک اور درمیان میں قرآن کی حقیت جو اخبار عن القیامت پر بھی مشتمل ہے پھر اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ کی مناسبت سے داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ذکر جو اعلےٰ درجہ کے منیب تھے ترغیب فی الانابۃ کے لیے پھر ترہیب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ تمام تر حمد اسی اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کو حمد آخرت میں سزاوار ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے اور وہ رحیم غفور ہے۔ اور یہ کافر کہتے ہیں

لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ

کہ ہم پر قیامت نہ آوے گی آپ فرما دیجیے کہ کیوں نہیں قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی اس سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس سے

مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے تاکہ ان لوگوں کو صلہ دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کیے تھے ایسے لوگوں کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے

عن عدم الانابۃ کے لیے بعض غیر منیبین یعنی کفار سبا کا ذکر پھر منیبین و غیر منیبین میں اتباع و عدم اتباع ابلیس کا تفاوت اور اس کے تسلیط کی حکمت رکوع دوم تک پھر عود الی التوحید پھر مآ ارسلنٰک سے پھر ویقولون سے عود الی البعث پھر وما ارسلنا فی قریۃ سے کفار کے کفر اور فخر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ اور ان لوگوں کے منشأ تفاخر کا ابطال اور ما انفقتم سے مقابلہ میں بعض مضرات کفار کا مومنین کے لیے نافع ہونا کہ مقابلہ کے ساتھ وہ بسط رزق کے مضمون پر متفرع بھی ہے پھر ویوم یحشرھم سے عود الی البعث پھر واذا تتلیٰ سے عود الی الرسالۃ پھر ولو ترٰی سے اصول مذکورہ کے منکرین کی وخامت عاقبت کے بیان پر سورت ختم ہے۔

توحید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض ولہ الحمد فی الاٰخرۃ وھو الحکیم الخبیر ۝ یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا وھو الرحیم الغفور ۝ تمام تر حمد (وثنا) اسی اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور (جس[1] طرح فی الحال اس کا مستحق حمد ہونا بیان کیا گیا اسی طرح) اسی کو حمد (وثنا) آخرت میں (بھی) سزاوار ہے (چنانچہ اس کا ظہور بھی اس طرح ہوگا کہ اہل جنت کہیں گے الحمد للہ الذی ھدٰنا لھٰذا۔ الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن۔ الحمد للہ الذی صدقنا وعدہٗ) اور وہ حکمت والا ہے (کہ موجودات ارضیہ و سماویہ کو منافع و مصالح پر متضمن بنایا ہے اور وہ) خبردار (بھی) ہے (کہ ان مصالح و منافع کو پیدا کرنے کے قبل سے جانتا تھا پھر ان کو پیدا کرکے ارضیات و سماویات میں رکھ دیا اور وہ ایسا خبیر ہے کہ) وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے (مثلاً ملائکہ کہ نزول و عروج کرتے ہیں اور مثلاً احکام جن کا نزول ہوتا ہے اور اعمال جن کا صعود ہوتا ہے) اور (چونکہ ان سب چیزوں میں جسمانی یا روحانی منافع ہیں مقتضا ان کا یہ ہے کہ پورا پورا شکر ادا کیا جاوے اور جو کوتاہی کرے وہ مستحق سزا ہو لیکن) وہ (اللہ) رحیم (اور) غفور (بھی) ہے (پس اپنی رحمت سے صغیرہ کوتاہی کو حسنات سے اور کبیرہ کوتاہی کو توبہ سے اور کبھی دونوں کو فضل سے اور جو کوتاہی حد کفر و شرک تک پہنچی ہو اس کو ایمان لانے سے معاف فرما دیتا ہے پس مبدء رحمت اور منتہی مغفرت ہے) ربط اوپر توحید کا ذکر تھا آگے قیامت کا ذکر ہے کہ منکرین توحید اس کے بھی منکر تھے و نیز منکرین توحید کے عذاب کا وہ اصلی وقت بھی ہے اور درمیان میں سعٰو فی اٰیٰتنا کے تناسب تقابل سے و نیز اس لیے کہ وقوع قیامت مدلول قرآنی ہے حقیت قرآن کا ذکر فرما دیا گیا۔

اثبات بعث

وقال الذین کفروا لا تاتینا الساعۃ ؕ قل بلٰی وربی لتاتینکم عٰلم الغیب ۚ لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض ولا اصغر من ذٰلک ولا اکبر الا فی کتٰب مبین ۝ لیجزی الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت ؕ اولٰئک لھم مغفرۃ ورزق کریم ۝

النحو قولہ ولا اصغر بالرفع عطف علی مثقال قولہ لیجزی متعلق بقولہ لتاتینکم ۱۲

البلاغۃ قولہ یعرج فیہا ضمن العروج معنی السیر فعدی بفی دون الی قولہ لا تاتینا ارادوا بنفی اتیانہا نفی وجودہا بالکلیۃ لا عدم حضورہا مع تحققہا فی نفس الامر وانما عبروا عنہ بذٰلک لانہم کانوا یوعدون باتیانہا ۱۲

فائدہ

وجہا قررت قولہ وھو الحکیم الخبیر وقولہ وھو الرحیم الغفور لا یرد ما توہم ان العکس انسب ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی ولہ الحمد فی الاٰخرۃ او جس طرح الخ لان مدلول الحکم بشئ مطلقا ہو الحکم باعتبار زمان التکلم او لاثم یثبت العموم او الخصوص بدلیل مستقل ۱۲

وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۝ وَیَرَى الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کی تھی ہرانے کے لیے ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس

مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَیَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ

بھیجا گیا ہے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود کا رستہ بتلاتا ہے اور یہ کافر کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم کو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ

كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ

ہوجاؤ گے تو تم ضرور ایک نئے جسم میں آؤ گے معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے عذاب

وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ۝ اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰى مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ

اور دور دراز گمراہی میں ہیں تو کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے اور ان کے پیچھے موجود ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں

اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝ ع

یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں اس میں پوری دلیل ہے اس بندہ کے لیے جو متوجہ ہو

وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۝ وَیَرَى الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَیَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ۝ اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰى مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہ آوے گی آپ فرما دیجیے کہ کیوں نہیں (آویگی) قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آویگی (اور وہ ایسا عالم بالعلم المحیط ہے کہ) اس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں (بلکہ سب اس کے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہے (قیامت کے متعلق کفار کے کئی شبہے تھے ایک یہ کہ اگر آنے والی ہے تو اس کا وقت بتلائیے کما قال تعالیٰ ایان مرسٰہا دوسرا یہ کہ جن اجزاء کو جمع کرکے ان میں حیات پیدا کرنا بتلایا جاتا ہے ان کا کہیں نشان بھی نہ رہیگا پھر جمع کیسے ہونگی کما قال تعالیٰ ائذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید اس مضمون اثبات علم غیب سے شبہہ اول کا جواب ہوگیا کہ اس کا علم بوجہ حکمت کے مختص ہی باریتعالیٰ کے ساتھ پس عدم علم ہی سے عدم وقوع لازم نہیں آتا کما قال تعالیٰ قل انما علمہا عند اللہ اور مضمون اثبات علم محیط سے دوسرے شبہہ کا جواب ہوگیا کہ باوجود اجزاء کے اختلاط فی الارض و انتشار فی الہواء کے وہ ہمارے علم سے خارج نہ ہونگے ہم جب چاہینگے جمع کرلینگے کما قال تعالیٰ

اللغات قولہ رجز اشد العذاب وہو بیان لعذاب الیم وافاد البیان التاکید ۱۲

النحو قولہ ویهدی عطف علی الحق عطف الفعل علی الاسم لانہ فی تاویلہ کما فی قولہ تعالیٰ صافات ویقبضن ای قابضات قولہ اذا مزقتم قدر جوابہ ای تحشرون دل علیہ قولہ انکم لفی خلق ۱۲

البلاغۃ قولہ فی العذاب والضلال وتقدیم العذاب علی ما یوجبہ ویستتبعہ للمسارعۃ الی بیان ما یسوء ہم والاشعار بغایۃ سرعۃ ترتبہ علیہ کانہ یسابقہ فیسبقہ ووصف الضلال

بالبعید الذی ہو وصف الضال للمبالغۃ لان ضلالہم اذا کان بعیدا فی نفسہ فکیف بہم انفسہم ۱۲

فائدہ قولہ افتری علی اللہ الخ استدل بہ الجاحظ علی ان صدق الخبر مطابقتہ للواقع مع الاعتقاد وکذبہ عدمہا معہ وغیرہما لیس بصدق ولا کذب وتقریر استدلالہ مشہور والجواب ان الافتراء ہو الکذب عن عمد فالمعنی انہ کذب عن عمد ام کذب عن غیر عمد فالامران قسمان للکذب فالثانی لیس قسیما للکذب بل لما ہو اخص منہ ای الکذب عن عمد ۱۲

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ الخ فی جواب قولهم أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا الخ تیسرا شبہ استحالہ کا تھا اس کا جواب آگے آویگا
افلم یروا الخ اب قیامت کی غایت بتلاتے ہیں کہ وہ قیامت اس لیے آویگی) تاکہ اُن لوگوں کو صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور
انہوں نے نیک کام کیے تھے (سو) ایسے لوگوں کے لیے مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق
(اُن کے ابطال کی) کوشش کی تھی (نبی کو) ہرانے کے لیے (گو اُس کوشش میں ناکام ہی رہے) ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب
ہوگا اور (آیات قرآنیہ کی تکذیب پر یہ سزا ہونا ہی چاہیے کیونکہ اول تو قرآن فی نفسہ امر حق منزل من اللہ ہے اور ایسے امر حق کی تکذیب خود حق تعالیٰ
کی تکذیب ہے اُس پر جتنی سزا ہو بجا ہے دوسرے قرآن راہ راست مرضی عند اللہ کی تعلیم وہدایت کرتا ہے جو شخص اُس کو نہ مانیگا وہ
راہ راست سے قصداً دور رہیگا نہ اُس کو عقائد حقہ کا پتہ لگیگا نہ اعمال صالحہ کا اور یہی طریقہ تھا نجات کا پس طریق نجات سے قصداً دور رہنے
پر سزا ہونا بیجا نہیں ہے اور قرآن کا حق اور ہادی ہونا ایسا واضح ہے کہ علاوہ اس کے کہ اور دلائل سے ثابت ہے ایک سہل طریق اُس کے ثبوت
کا یہ ہے کہ) جن لوگوں کو (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے ایسا سمجھتے
ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود (کی رضا) کا رستہ بتلاتا ہے (اس استدلال بعلم العلماء اہل الکتاب کی تقریر شروع رکوع اخیر
سورہ شعراء میں گذر چکی ہے اور شاید منجملہ جمیع امور واجبۃ الایمان کے بیان حقیت قرآن کا اہتمام اس لیے فرمایا ہو کہ یہ اُن امور واجبۃ الایمان پر
مشتمل ہے بالخصوص خبر قیامت پر جس میں اس مقام میں کلام ہے پس اس بنار پر حاصل یہ ہوا کہ قیامت کے روز اسی قیامت کے تکذیب پر
بھی سزا ہوگی) اور (آگے پھر قیامت کا اثبات ہے یعنی) یہ کافر (آپس میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم کو یہ (عجیب) خبر دیتا
ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو (اُس کے بعد قیامت کو) تم ضرور ایک نئے جنم میں آؤگے معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر (قصداً)
جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے (کہ بلا قصد جھوٹ کے جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ یہ امر تو محال ہے تو اُس کے وقوع
کی خبر ضرور غلط ہے خواہ تعمد سے ہو یا فساد تخیل سے ہو حق تعالیٰ ان دونوں شقوں کو رد فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی تو مفتری اور مجنون کچھ بھی
نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے (وہی) عذاب اور دور دراز گمراہی میں (مبتلا) ہیں (اُس گمراہی کا حالی اثر یہ ہے کہ سچے بھی
مفتری اور مجنون نظر آتے ہیں اور مآلی اثر یہ ہے کہ عذاب بھگتنا پڑیگا اور یہ جاہل جو اس جمع واحیار اجزاء متفرقہ جمادیہ کو محال بعید القدرت سمجھ
رہے ہیں) تو کیا انہوں نے (دلائل عظمت قدرت الٰہیہ میں سے) آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے (بھی) اور ان کے پیچھے
(بھی) موجود ہیں (کہ جدھر دیکھیں وہ نظر آرہے ہیں پس ان اجرام عظیمہ کا ابتداءً پیدا کرنے والا کیا اجسام صغیرہ کے ثانیاً پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے کما
قال تعالیٰ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ الخ اور باوجود وضوح دلائل حق کے پھر بھی انکار وعناد کرنے سے یہ ہیں تو اس قابل کہ انکو ابھی
سزا دیدی جاوے اور سزا بھی ایسی کہ ان ہی دلائل قدرت کو کہ صلاحیت للاستدلال کے اعتبار سے نعمت عظیمہ بھی ہیں ان کے لیے آلہ تعذیب بنا دیا
جاوے کہ جس نعمت کا کفران ہو اُسی نعمت کو نقمت بنانے سے سخت حسرت ہوتی ہے اور ہم اس سزا پر قادر بھی ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہیں تو ان کو
زمین میں دھنسا دیں یا (اگر چاہیں تو) ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں (لیکن حکمت مقتضی ہے تاخیر کو اس لیے مہلت دے رکھی ہے غرض ان لوگو
کو دفع توہم استحالہ کے لیے آسمان وزمین پر نظر کرنا چاہیے کیونکہ) اس (دلیل مذکور) میں (قدرت الٰہیہ کی) پوری دلیل ہے (مگر) اُس بندہ
کے لیے جو (خدا کی طرف) متوجہ (بھی) ہو (اور حق کی طلب ہو یعنی دلیل تو کافی ہے مگر ان کی طرف سے طلب نہیں اس لیے محروم ہیں ۔
تفسیر دیگر اور قولہ تعالیٰ افلم یروا الے قولہ السماء کی ایک تفسیر اور بھی سہل اور لطیف ہے کہ اسکو استدلال نہ کہا جاوے بلکہ وعید کہا جاوے منکرین بعث کے لیے اور
الارض اور السماء ثانی میں وضع مظہر موضع مضمر کہا جاوے یعنی انکو ڈر نہیں لگتا کہ یہ آسمان وزمین جو انکو نظر آرہا ہے ہم سزائے مخالفت میں اُسی زمین میں انکو دھنسا دیں یا
اُسی آسمان کو ان پر گرادیں اور اس امر پر قادر ہونے میں جو کہ ان نشاء سے مفہوم ہوتا ہے بندگان منیب کے لیے تو کافی عبرت ہے کہ اس مقدور کے وقوع سے اندیشہ کریں اور انکار سے بچیں
ربط اوپر ان فی ذلک لآیۃ لکل عبد منیب میں اللہ کیطرف متوجہ ہونیوالے بندوں کی فضیلت اجمالاً بیان فرمائی تھی آگے اسکی تفصیل کے لیے اُنھیں سے بعض اعلیٰ درجہ کے حضرات یعنی داؤد
وسلیمان علیہما السلام کا قصہ بیان فرماتے ہیں تاکہ انابت کا سرمایہ سعادت ہونا معلوم ہو اور اپنی استعداد کی موافق اُس سے بہرہ ور ہوں اور دوسری توجیہ بھی ربط کی ہوسکتی ہے کہ اوپر ۶۵

۵ قولہ علی سبیل ...میں کفار کا انکار کرنا مشہور ... مقابلہ نبی اللہ علیہ وسلم سے منقول تھا آگے دو نبیوں کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ استبعاد عطاء نبوت مندفع ہو اور شاید تخصیص ان حضرات کی اس نکتہ کی وجہ سے ہو کہ انکے بعض فضائل متعلقہ سامان دنیوی ظاہر سے حسیوں کو بھی محسوس ہو سکتے ہیں پس گنجائش انکار نہ رہنے سے استدلال مقصود اول یا ثانی پر تام ہو جاوے ۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا

اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی اے پہاڑو داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی حکم دیا اور ہم نے اُن کے واسطے لوہے کو نرم کر دیا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب

صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ

ع نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب کے اعمال دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی ہوتی اور اس کی شام کی منزل ایک مہینہ بھر کی ہوتی اور ہم نے اُن کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں بعضے

يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ

جو اُن کے آگے کام کرتے تھے اُن کے رب کے حکم سے۔ اور اُن میں سے جو شخص ہمارے حکم سے سرتابی کریگا ہم اُس کو دوزخ کا عذاب چکھا دینگے وہ جنات اُن کے لیے وہ وہ چیزیں بناتے جو اُن کو منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں

وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا

اور مورتیں اور لگن جیسے حوض اور دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں اے داؤد کے خاندان والو تم سب شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہوتے ہیں پھر جب ہم نے اُن پر موت کا

عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا

حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے اُن کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کی عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو

يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے

قصۂ داؤد و سلیمان علیہما السلام

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

اللغات قوله فضلا نعمة واحسانا اوبي التاديب من الادب بمعنى الرجوع اى الترجيع والمعنى رجعي معه التسبيح وردديه سابغات كاملات من السبوغ السرد نسج الدروع القطر النحاس المحاريب القصور العالية سميت باسم صاحبها لانه يحارب غيره في حمايته فان المحراب اسم فاعل من صيغ المبالغة

الجواب الحياض جمع جابية من الجباية اى الجمع قضينا اى حكمنا دابة الارض من اضافة الشئ الى فعله فالارض مصدر ارضت الدابة الخشب تارضه اذا اكلته من باب ضرب يضرب منساة العصا من نسأت البعير اذا طردته لانها يطرد بها او من نسأته اذا اخرته ١٢

النحو قوله يا جبال بتقدير القول قوله والطير بتقدير وامرنا قوله ان اعمل بتقدير القول قوله لسليمن الريح بتقدير سخرنا قوله غدوها اى مسيرة غدوها قوله ومن يزغ بتقدير القول على ما اخترت قوله اعملوا بتقدير القول ١٢

الكلام قوله تعالى يا جبال قيل المراد تبادي بها حملها اياه على التسبيح اذا تامل ما فيها وقيل سمع كونه خلاف المأثور ان قوله معه يأباه وايضا لا اختصاص له عليه السلام بتاديب الجبال بهذا المعنى حتى لفضل به او يكون معجزة له وقيل كان عليه السلام ينوح على ذنبه بترجيع وتحزين وكانت الجبال تسعده باصداءها وفيه ان الصدى ليس بصوت الجبال حقيقة وانما هو من آثار المتكلم والله تعالى امر الجبال ان تؤوب معه وايضا لا اختصاص له عليه السلام بذلك والصوت كل احد صدى عند الجبال كذا في الروح ١٢

الروايات

عن وهب رض قال امر الله الجبال والطير ان تسبح مع داؤد عليه السلام اذا سبح وعن سعيد بن المسيب رض قال كان سليمان عليه السلام يركب الريح وعن ابن عباس في قوله واسلنا قال اعطاه الله عينا من صفر تسيل كما يسيل الماء وعن قتادة عين النحاس وعن عكرمة رض في قوله قضينا عليه الموت ثم جلس على كرسيه ثم جمع كفيه على طرف عصاه ثم جعلها تحت ذقنه ومات فمكثت الجن سنة يحسبون انه حي وكانت لا ترفع ابصارها اليه وبعث الله الارضة فاكلت طرف العصا فخر منكبا على وجهه كذا كله في الدر المنثور وبه تايد ما فسرت الآيات به ١٢

اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی (چنانچہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا تھا کہ) اے پہاڑو داؤد ؑ کے ساتھ بار بار تسبیح کرو
(یعنی جب یہ ذکر میں مشغول ہوں تم بھی ان کا ساتھ دو) اور (اسی طرح) پرندوں کو بھی حکم دیا (کہ ان کے ساتھ تسبیح کرو کما قال تعالیٰ اِنَّا سَخَّرْنَا
الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً الخ شاید اس میں ایک حکمت یہ ہو کہ ان کو ذکر میں نشاط ہوگا اور یہ بھی حکمت ہو کہ آپ کا
ایک معجزہ ظاہر ہوگا اور غالبًا یہ تسبیح ایسی ہوگی جو سامعین کو مفہوم ہو ورنہ غیر مفہوم تسبیح تو عام ہے اس میں معیت داؤدیہ کی کیا تخصیص ہے
کما قال تعالیٰ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ) اور (ایک نعمت یہ دی کہ) ہم نے اُن کے واسطے لوہے کو
(مثل موم کے) نرم کردیا (اور یہ حکم دیا) کہ تم (اس لوہے کی اچھی) پوری زرہیں بناؤ اور (کڑیوں کے) جوڑنے میں (مناسب) اندازہ (کا خیال) رکھو
اور (جیسے ہم نے تم کو نعمتیں دی ہیں ان کے شکر میں) تم سب (یعنی داؤد ؑ اور اُن کے متعلقین) نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب کے اعمال
کو دیکھ رہا ہوں (اس لیے رعایت حدود کا پورا اہتمام رکھو) اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ہوا کو مسخر کردیا کہ اُس (ہوا) کی صبح کی منزل
ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی اور (اسی طرح) اُس کی شام کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی (یعنی وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کو
اتنی اتنی دور پہونچاتی کما قال تعالیٰ وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ) اور (ایک نعمت اُن کو یہ دی کہ) ہم نے اُن کے لیے تانبے کا چشمہ بہادیا
(یعنی تانبے کو اُس کے معدن میں رقیق سیال کردیا تاکہ اُس سے مصنوعات بنانے میں بدون آلات کے سہولت ہو پھر وہ منجمد ہو جاتا یہ بھی
ایک معجزہ ہے) اور (ایک نعمت یہ تھی کہ ہم نے جنات کو اُن کے تابع کردیا تھا چنانچہ) جنات میں بعضے وہ تھے جو اُن کے آگے (طرح طرح کے)
کام کرتے تھے اُن کے رب کے حکم (تسخیری) سے (یعنی چونکہ پروردگار نے مسخر کردیا تھا) اور (حکم تسخیری کے ساتھ اُن کو حکم تشریعی بھی مع
وعید یہ دیا تھا کہ) اُن میں سے جو شخص ہمارے (اس) حکم سے (کہ سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کرو) سرتابی کریگا (یعنی تسلیم و انقیاد سے کام نکریگا
گو بوجہ تسخیر کے سلیمان علیہ السلام اُس سے جبرًا کام لینے پر قادر ہونگے جیسے بیگاریوں سے کام لیا جاتا ہے تو) ہم اُس کو (آخرت میں) دوزخ
کا عذاب چکھاوینگے (اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ جو تسلیم و انقیاد سے کام کریگا اور پورا انقیاد یہ ہے کہ ایمان بھی اختیار کرے کیونکہ ہر نبی اپنے
محکومین کو اس کا امر کرتا ہے تو بدون اس کے انقیاد نہیں پس حاصل یہ کہ جو جن ایمان و اطاعت اختیار کریگا وہ عذاب سعیر سے محفوظ رہیگا
جیسا کہ ایمان کا مقتضا ہے آگے اُن کاموں کو بتلاتے ہیں جن پر جنات مامور تھے یعنی) وہ جنات اُن کے لیے وہ وہ چیزیں بناتے جو اُن کو
(بنوانا) منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیں اور لگن (ایسے بڑے) جیسے حوض اور (بڑی بڑی) دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں (کہ ہلائے
ہل نہ سکیں اور ہم نے اُن کو یہ حکم دیا کہ جیسے ہم نے تم کو نعمتیں دی ہیں) اے داؤد ؑ کے خاندان والو (یعنی سلیمان ؑ اور اُن کے متعلقین) تم سب
(ان نعمتوں کے) شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکرگذار کم ہی ہوتے ہیں (اس لیے شکرگذاری کرنے سے جس کا طریق مقصود
عمل صالح ہے تم کو خلق کثیر پر امتیاز ہو جاویگا پس اس جملہ میں تحریض ہوگئی شکر و عمل صالح پر جیسے داؤد علیہ السلام کو بھی اِعْمَلُوْا صَالِحًا حکم ہوا تھا اور
اسی طرح وہاں تسخیر جبال و طیر تھی اور یہاں تسخیر ریح و جن مذکور ہوئی اور وہاں الانت حدید تھی یہاں الانت نحاس غرض زندگی بھر سلیمان
علیہ السلام کے سامنے جنات کا یہ معاملہ رہا) پھر جب ہم نے اُن پر (یعنی سلیمان علیہ السلام پر) موت کا حکم جاری کردیا (یعنی انتقال فرماگئے) تو (ایسے طور پر
موت واقع ہوئی کہ اُن جنات کو خبر نہیں ہوئی وہ یہ کہ سلیمان علیہ السلام موت کے قریب عصا کو دونوں ہاتھ سے پکڑ کر اس کو زیر زنخ لگا کر تخت پر
بیٹھ گئے اور اسی حالت میں روح قبض ہوگئی اور اسی طرح سال بھر تک بیٹھے رہے جنات آپ کو بیٹھا دیکھ کر زندہ سمجھتے رہے یہ کسی کی مجال نہ
تھی کہ پاس جاکر یا خوب گھور کر دیکھ سکے خصوصًا جبکہ کوئی وجہ شبہہ کی نہ ہوا اور زندہ سمجھ کر بدستور کام کرتے رہے اور) کسی چیز نے اُن کے مرنے
کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان (علیہ السلام) کی عصا کو کھاتا تھا (یہانتک کہ ایک حصہ اُس کا کھا لیا تو وہ عصا گر پڑا اُس کے
گرنے سے سلیمان علیہ السلام گر پڑے) سو جب وہ گر پڑے (اور گھن کے کھانے کا تخمینہ سے حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کو توفات
پائے ہوئے ایک سال ہوا) تب جنات کو (اپنے دعوے غیب دانی کی) حقیقت معلوم ہوئی (وہ یہ) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو
(سال بھر تک) اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے (مراد اعمال شاقہ ہیں جن میں بوجہ محکومیت کے ذلت بھی اور مشقت کی وجہ سے مصیبت بھی ہی) ف

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی اعملوا آل داؤد نیک قرینۃ التقیید قولہ فی قصۃ داؤد اعملوا صالحا ۱۲

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ○

سبا کے لیے اُن کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں دو قطاریں تھیں باغ کی داہنے اور بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُس کا شکر کرو عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار

زرہ میں مناسب اندازہ یہ کہ کڑیاں نہ بہت بڑی ہوں نہ بہت چھوٹی نہ بہت پتلی ہوں نہ بہت موٹی ہیں اس لیے حکم فرمایا کہ زرہ سے جو نفع ہے وہ بدون اس کے حاصل نہیں ہوتی اور تماثیل یعنے تصاویر کا بنانا اُس شریعت میں جائز تھا ہماری شریعت نے اس کو منسوخ کر دیا اور من الجن کے ترجمہ میں من تبعیضیہ اختیار کرنے کی بناء دو امر ہو سکتے ہیں یا تو تمام عالم کے جنات مسخر نہ ہوئے محض بقدر حاجت تسخیر ہوئی ہو یا مسخر سب ہوں مگر مامور بالعمل بعض ہوں بقیہ کے عمل کی احتیاج نہ ہوئی ہو اور داؤد و سلیمان علیہما السلام کے ساتھ اُن کے متعلقین کو نعم مذکورہ کے شکر کا حکم فرمانا اس لیے ہے کہ ان نعمتوں کا نفع اُن کو بھی پہونچتا تھا خواہ حسی خواہ غیر حسی اقل درجہ ایسے منعم علیہ سے انتساب ہی ہی اور سلیمان علیہ السلام کے اخفار موت میں دُنیوی مصلحت یہ تھی کہ ضروری کام پورے ہو جاویں اور دینی مصلحت یہ تھی کہ مخلوق کے لیے علم غیب کے اعتقاد کی غلطی برای العین مشاہد ہو جاوے اور گو جنات کو پہلے سے بھی اپنے علم غیب کے انتفاء کا حال معلوم تھا مگر یہاں یہ مقصود ہے کہ پہلے تو دل ہی میں جانتے تھے مگر اوروں سے چھپاتے اور اُن کو بہکاتے تھے آج وہ جاننا ایسا آشکارا ہوا کہ کسی کے سامنے دعویٰ کرنے کا منہ نہ رہا پس تبین سے مراد تبین بین ہے نہ مطلق تبین ربط اوپر انابت و توجہ الی اللہ کے برکات و ثمرات ظاہر کرنے کے لیے بعض حضرات منیبین کا ذکر تھا آگے عدم انابت و اعراض عن الاحکام کی وخامت و وبال ظاہر کرنے کے لیے بعض معرضین یعنی کفار سبا کا قصہ مذکور ہوتا ہے تاکہ مخالفین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عموماً اور کفار مکہ کو خصوصاً تخویف ہو اور تخصیص سبا کی شاید اس لیے ہو کہ یہ لوگ عرب ہیں انکے حال سے کفار مکہ کو کہ اقرب مخاطبین ہیں زیادہ تاثر ہو سکتا ہے نیز بقول صاحب روح اہل مکہ میں اہل سبا اور اُن کے قصے کی شہرت بھی تھی خلاصہ قصہ ان کا یہ ہے کہ سبا ایک شخص کا نام ہے پھر اُس کے تمام خاندان کو سبا کہنے لگے اس خاندان کے بہت سے قبائل علاقہ یمن شہر مارب ہر وزن منزل میں رہتے تھے اور ان میں سلطنت بھی تھی بعضے سلاطین اچھے بھی ہوتے اور بعضے بت پرست تھے کسی بادشاہ نے برساتی پانی روکنے کے لیے ایک مستحکم بند جس کا طول کئی میل کا تھا تیار کیا تھا دور دور کا پانی وہاں جمع ہوتا اور اُس سے جو چھوٹی چھوٹی شاخیں اور نہریں نکالی گئی تھیں اُنکے ذریعہ سے سال بھر تک کھیتیاں اور باغات سیراب کیے جاتے اور یہ باغات دو رویہ سڑکوں پر منزلوں تک چلے گئے تھے اور منزلوں تک یعنی بقولے شام تک اور بقولے صنعا تک جو مارب سے تین منزل ہے پاس پاس بستیاں چلی گئی تھیں کہ مسافر جہاں چاہتا جس وقت چاہتا ٹھیر جاتا اور ہر جگہ کھانے پینے کا سامان مہیا کر سکتا اور اتصال آبادی کے سبب ہر طرح کا امن بھی تھا اور آب و ہوا بھی اس ملک کی نہایت پاکیزہ تھی مگر جب لوگوں نے بجائے شکر و اطاعت کے ناشکری و معصیت شروع کی تو اُن کے انتقام کا وقت آیا ایکبار وہ بند ٹوٹ گیا بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موش کور یعنی چھچھوندر کو اُس پر مسلط کر دیا اُس نے اُس بند میں سوراخ کر دیا پھر سیلاب سے وہ وسیع ہو گیا اور تمام آبادی اور باغات کو غرق کر دیا اور جب پانی خشک ہوا تو اُن باغات کی جگہ کچھ جھاڑ جھنکاڑ رہ گئے اور تمام اہل ملک کچھ ہلاک کچھ پریشان ہو کر منتشر ہو گئے چنانچہ ازد عمان و ازد سراۃ و کندہ و مذحج و اشعریین و انمار و بجیلہ و عاملہ و غسان و لخم و جذام و قضاعہ و خزاعہ و آل جفنہ شعبہ غسان و اوس و خزرج و آل مالک بن فہم و آل عمرو و آل جنبہ ابرش و اہل جرہ و آل محرق یہ سب قبائل سبا کے ہیں جو عمان و سراۃ و مدینہ و تہامہ و مکہ و شام و اجا و سلمی و عراق میں منتشر ہو گئے حتیٰ کہ بطور تمثیل کے عرب کا محاورہ ہو گیا تفرقوا ایدی سبا یعنے انقس اہل سبا اور یہ قصہ سیل عرم کا بعد عیسیٰ علیہ السلام کے ہوا ہے اور بعض روایات میں ان کی طرف تیرہ نبیوں کا تشریف لانا آیا ہے سو وہ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے آئے تھے جن کی تعلیم بواسطہ ناقلین وقت انتقام تک چلی آ رہی ہو گی جب مہلت کی حد ہو گئی قہر نازل ہوا من فتح المنان والروح والدر المنثور ملخصا

قصہ کفار سبا

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ ١٥

اللغات قوله مسكنهم محل سكناهم وهو كالدار يطلق على المأوى للجميع وان كان قطرا واسعا كما تسمى الدنيا دارا قوله جنتان جماعتان من البساتين عن يمين بلدهم وشماله واطلاق الجنة على كل جماعة لانها لتقاربها وتقاربها كانها جنة واحدة ١٢

النحو قوله جنتان بدل من آية قوله كلوا بتقدير القول قوله بلدة بتقدير المبتدأ اى بلدكم بلدة طيبة وربكم رب غفور ١٢
اختلاف القراءة قوله لسبا فى قراءة غير منصرف للعلمية وتاويلها بالقبيلة وان الخ ١٢

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝

سو اُنہوں نے سرتابی کی تو ہم نے اُن پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے اُن کے اُن دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدیے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

اُن کو یہ سزا ہم نے اُن کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں اور ہم نے اُن کے اور اُن بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم نے برکت کر رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے اُن

السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ

دیہات کے درمیان اُن کے چلنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا کہ بےخوف و خطر اُن میں راتوں کو اور دنوں کو چلو سو وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں درازی کر دے اور اُنہوں نے اپنی جانوں

وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

اور اُن کو بالکل تتر بتر کر دیا — بے شک اس میں ہر صابر شاکر کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ سبا (کے لوگوں) کے لیے (خود) اُن کے وطن (کی مجموعی حالت) میں (وجوب اطاعت احکام خداوندی کی) نشانیاں موجود تھیں (اُن میں سے ایک نشانی) دو قطاریں تھیں باغ کی (اُن کی سڑک کے) داہنے اور بائیں (یعنی اُن کے تمام علاقہ میں دو طرفہ متصل باغات چلے گئے تھے کہ جس میں آمدنی بھی وافر پھل بھی اس قدر کہ ختم کیے ختم نہ ہوں یہ بھی رونق بھی ہم نے انبیاء و ناصحین کی معرفت اُن کو حکم دیا کہ) اپنے رب کا (دیا ہوا) رزق کھاؤ اور (کھا کر) اس کا شکر کرو (یعنی اطاعت کرو کہ دو قسم کی نعمتیں مقتضی اطاعت ہیں ایک دنیوی کہ رہنے کو) عمدہ شہر اور (ایک اخروی کہ درصورت ایمان و اطاعت کے اگر کچھ کوتاہی ہو جائے تو گناہ بخشنے کو) بخشنے والا پروردگار (پس ایسے مقتضی پر مقتضا کا مرتب ضرور ہونا چاہیے) سو (اسپر بھی) اُنہوں نے (اس حکم سے) سرتابی کی (شاید یہ لوگ آفتاب پرست بھی ہوں جیسے بعض کی نسبت سورۂ نمل میں ہے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ) تو ہم نے (اُن پر اپنا قہر اس طرح نازل کیا کہ) اُن پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا (یعنی جو سیلاب بند سے رُکا رہتا تھا بند ٹوٹ کر اس سیلاب کا پانی چڑھ آیا جس سے اُن کے وہ دو رویہ باغات سب غارت ہو گئے) اور ہم نے اُن کے اُن دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدیے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری (وہ بھی شہری نہیں بلکہ جنگلی خود رو جس میں کانٹے بہت اور پھل میں لطافت ندارد) اُن کو یہ سزا ہم نے اُن کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں (ورنہ معمولی خطاؤں پر تو ہم درگذر ہی کرتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ کفر سے بڑھ کر کیا ناسپاسی ہوگی جس میں وہ مبتلا تھے) اور (اس نعمت مذکورہ عامۃ للمساکن کے علاوہ ایک اور نعمت خاص متعلق سفر کے تھی وہ یہ کہ) ہم نے ان کے اور اُن بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم نے (باعتبار پیداوار وغیرہ کے) برکت کر رکھی ہے بہت سے گانو آباد کر رکھے تھے جو (سڑک پر سے) نظر آتے تھے (کہ مسافر کو سفر میں بھی وحشت نہ ہو اور کہیں ٹھیرنا چاہے تو وہاں جانے میں تکلف و تردد بھی نہ ہو) اور ہم نے اُن دیہات کے درمیان اُن کے چلنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا

اللغات

قوله العرم المسناة والاضافة لادنى ملابسة قوله الخمط الحامض او المر من كل شئ كذا فى القاموس اثل الطرفاء ،

احاديث جمع احدوثة وهى ما يتحدث به على سبيل الاستغراب ۱۲

النحو

قوله سيروا بتقدير القول لكن لايجب ان يكون حقيقة بل يجوز انه نزل تمكينهم من السير المذكور وتسوية مباديه منزلة القول لهم وهو للاباحة ۱۲

البلاغة قوله جنتين سماهما جنتين تهكما ومشاكلة قوله جزينهم الى نجازى قال الخفاجى لم ترد المجازاة فى القرآن الا مع العقاب بخلاف الجزاء فانه عام اه قلت ولذا لم يقيد فى الثانى وقيد فى الاول بقوله بما كفروا ۱۲

اختلاف القراءة قوله اكل خمط فى قراءة بالاضافة من باب ثوب خز ۱۲

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن

اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان لوگوں کے بارہ میں صحیح پایا کہ یہ سب اُسی راہ پہ ہو لیے مگر ایمان والوں کا گروہ اور ابلیس کا ان لوگوں پر تسلط بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو ان لوگوں کو جو کہ

يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ ع ۲ / ۱۲ / ۸

آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اُن لوگوں سے معلوم کریں جو اُس کی طرف سے شک میں ہیں اور آپ کا رب ہر چیز کا نگراں ہے

(یعنی ایک گانؤں سے دوسرے گانؤں تک چال کے حساب سے ایسا مناسب فاصلہ رکھا تھا کہ استراحات معتادہ سفر کے موقع پر کوئی نہ کوئی گانوں مل جاتا جہاں کھا پی سکے آرام کر سکے) کہ بےخوف و خطر اُن میں (چاہو) راتوں کو اور (چاہو) دنوں کو چلو (یعنی نہ خطرہ رہزن کا کہ پاس پاس گانوں تھے نہ خطرہ آب ودانہ و زاد راہ کے میسر نہ ہونے کا کہ ہر جگہ ہر سامان ملتا تھا) سو ان نعمتوں کی انہوں نے جیسے اصلی شکر گذاری کہ طاعت الٰہیہ تھی نہیں کی ایسے ہی ظاہری شکر گذاری کہ نعمت الٰہیہ کو غنیمت سمجھنا اور اُس کی قدر کرنا ہے وہ بھی نہیں کی چنانچہ) وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار (ایسے پاس پاس دیہات ہونے سے سفر کا لطف نہیں آتا لطف تو اسی میں ہے کہ کہیں زاد راہ ختم ہو گیا کہیں پیاس ہے اور پانی نہیں ملتا اشتیاق ہے انتظار ہے کہیں چوروں کا اندیشہ ہے نوکر پہرہ دے رہے ہیں ہتھیار بندھے ہوئے ہیں جیسے بنی اسرائیل من و سلویٰ سے اُکتا گئے تھے اور بقل و قثاء کی درخواست کی تھی و نیز اس حالت موجودہ میں ہم کو اپنی امارت کے اظہار کا موقع بھی نہیں ملتا امیر غریب سب یکساں سفر کر سکتے ہیں اس لیے یوں جی چاہتا ہے کہ) ہمارے سفروں میں درازی (اور فاصلہ) کر دے (یعنی بیچ کے دیہات اُجاڑ دے کہ منزلوں میں خوب فاصلہ ہو جاوے) اور (علاوہ اس ناشکری کے) انہوں نے (اور بھی نافرمانیاں کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے اُن کو افسانہ بنا دیا اور اُن کو بالکل تتر بتر کر دیا (یا تو اس طرح کہ بعض کو ہلاک کر دیا کہ اُن کے قصے ہی رہ گئے اور بعض کو پریشان کر دیا اور یا بحیثیت اُس حالت تنعم کے سب ہی افسانہ ہو گئے یعنی وہ سامان تنعم سب کا جاتا رہا اور یا بایں معنے کہ اُن کی حالت کو عبرت بنا دیا ای جعلناہم ذات حکایات یعتبر بہا غرض خود اُن کے مساکن و باغات بھی اور اُن کے وہ قری متصلہ سب ویران ہو گئے) بیشک اس (قصہ) میں ہر صابر شاکر (یعنی مومن) کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں ف بٰرَكْنَا فِيهَا کے ترجمہ میں جو وغیرہ کہا ہے سو اگر قری شام کے مراد ہوں تو اس سے مراد دینی برکات ہیں چونکہ شام مسکن انبیاء کا رہا ہے اور اگر قری صنعاء مراد ہوں تو انہار و اثمار مراد ہیں ربط اوپر بعض منیبین و غیر منیبین کا ذکر ہوا تھا آگے مطلق منیبین و غیر منیبین میں اتباع و عدم اتباع ابلیس کا تفاوت حالی اور مآلی اور اُس کے تسلیط کی حکمت بیان فرماتے ہیں اور اس سے منیبین کی فضیلت اور غیر منیبین کی مذمت پر بھی دلالت ہو گئی کہ منیبین ایسے بڑے مغوی سے بچتے ہیں اور غیر منیبین ایسے بدخواہ کے ہاتھ میں پھنستے ہیں +

ملحقات الترجمة
سلہ قولہ فی فریقا ایمان والوں کا گروہ اشارہ الی ان من للبیان و قرینۃ جبیث لا یردان فریقا من المؤمنین یتبعونہ فی المعاصی ۱۲

بیان حال و مآل متبعین و غیر متبعین ابلیس مع حکمت تسلیط او

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان لوگوں کے بارے میں (یعنی بنی آدم کے بارے میں) صحیح پایا (یعنی اُس کا یہ گمان کہ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا جس کا منشا شاید استدلال ہو خاک کے ضعف اور آتش کی قوت سے کذا فی الدر عن ابن عباس رض صحیح نکلا کہ یہ سب اُسی راہ پر ہو لیے مگر ایمان والوں کا گروہ (کہ وہ محفوظ رہا اگر ایمان کامل تھا بالکل محفوظ رہا اور اگر ایمان ضعیف تھا تو شرک و کفر میں اُس کا اتباع نہیں کیا گو اور معاصی میں اتباع کر لیا) اور ابلیس کا ان لوگوں پر (جو) تسلط (بطور اغوا کے ہے وہ) بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو (ظاہری طور پر) اُن لوگوں کو جو کہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اُن لوگوں سے (الگ کر کے) معلوم کرنا ہے جو اُس کی طرف سے شک میں ہیں (یعنی

اللغات قولہ صدق علیہم ای وجد ظنہ صادقا کذا فی الروح وفی قراءۃ صدق بالتخفیف فنصب ظنہ علی اسقاط حرف الجر ای صدق فی ظنہ و وجدہ مصیبا فی الواقع صدق حینئذ بمعنی اصاب مجازا ۱۲	البلاغۃ قولہ ممن ہو منہا کان الظاہر ممن لا یؤمن بہا عدل عنہ لنکتۃ وہی الایذان بان ادنی مراتب الکفر وہو الشک مہلکۃ وان لم یوجد جحود ۱۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ

آپ فرمائیے کہ جن کو تم خدا کے سوا سمجھ رہے ہو اُن کو پکارو　وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے　نہ آسمانوں میں　اور نہ زمین میں　اور نہ اُن کی اُن دونوں میں کوئی شرکت ہے اور

مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ

نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے اور خدا کے سامنے سفارش کسی کے لیے کام نہیں آتی مگر اسکے لیے جسکی نسبت اجازت دیدے یہانتک کہ جب اُنکے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے　آپ پوچھیے کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے　آپ کہدیجیے کہ اللہ اور بیشک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں -

قُلْ لَّا تُسْـَٔــلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔــلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ

آپ فرما دیجیے کہ تم سے ہمارے جرائم کی باز پرس نہ ہوگی اور ہم سے تمہارے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی کہدیجیے کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کریگا پھر ہمارے درمیان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیگا اور وہ بڑا فیصلہ کرنیوالا جاننے

اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کہ مجھ کو ذرا وہ تو دکھلاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے ہرگز نہیں بلکہ وہی ہے اللہ زبردست حکمت والا -

ابتلاء وامتحان مقصود ہے کہ مؤمن وکافر متعین ہو جاویں کہ بعض کو ثواب اور بعض کو عذاب دینا مقتضائے حکمت ہے کہ وہ ظہور اسماء وصفات ہو یا اور کچھ جو بشر کو معلوم نہ ہو) اور (چونکہ) آپ کا رب ہر چیز کا نگراں (حال اور مطلع) ہے (اور ہر چیز میں ایمان اور عدم ایمان بھی داخل ہے اس لیے اسکی بھی اس کو خبر ہے اور حکمت مذکورہ مقتضی جزا و سزا کو ہے اس لیے ہر ایک کو مناسب پاداش ملے گی) **ف** ظاہری طور پر جاننے کی تقریر پارہ سیقول کے شروع قول اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِـعُ الرَّسُوْلَ میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور ایمان میں آخرت کی تخصیص کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کا اعتقاد طلب حق وتصحیح دین میں زیادہ دخل رکھتا ہے **ربط** اوپر شروع سورت میں توحید کا ذکر تھا آگے پھر عود ہے توحید کی طرف ونیز اہل سبا کے ذکر میں کفران کی مذمت تھی اور شرک سے بڑھ کر کیا کفران ہوگا اس لیے اس کا ابطال کرتے ہیں دونوں وجہ ربط کی ہو سکتی ہیں

اثبات توحید وابطال شرک

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝۲۲ وَ
لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝۲۳ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ
مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۴ قُلْ لَّا تُسْـَٔــلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔــلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۲۵ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا
رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝۲۶ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۷

النحو قوله الا لمن اذن له استثناء من اعم الذوات اى لا تنفع شفاعة احد على ان عوض عن المضاف الا لاصلا لمن اى المشفوع له اذن الله الشفيع لشفاعته ۱۲

البلاغة قوله ادعوا امر توبيخ قوله فى السموات اى فى العالم كله قوله لا تنفع اى لا توجد راسا وانما علق النفى بنفعها التصريح بما نفى ما هو غرضهم من وقوعها قوله قل من يرزقكم امر صلى الله عليه وسلم ان يقول ذلك تبكيتا للمشركين بحملهم على الاقرار بان آلهتهم لا يملكون مثقال ذرة فى السموات ولا فى الارض وان الرازق هو الله عز وجل فانهم لا ينكرونه حيث كانوا يتلعثمون احيانا فى الجواب مخافة الالزام قيل له عليه السلام قل الله قوله لعلى هدى او فى ضلال اوثر على على الهدى للدلالة على استعلاء صاحبه وتمكنه واطلاعه على ما يريد كالواقف على مكان عال او الراكب على جواد يركضه حيث شاء وفى على الضلال للدلالة على انغماس صاحبه فى ظلام حتى كانه فى هوة مظلمة لا يدرى اين يتوجه قوله قل لا تسئلون هذا ابلغ فى الانصاف حيث عبر عن اعمال المؤمن بالعظائم بصيغة الماضى وعن عظائم الكافر بالاعمال بصيغة المضارع قوله قل ارونى استفسار عن شبهتهم بعد الزام الحجة عليهم زيادة فى تبكيتهم ۱۲

الروايات فى صحيح البخارى وغيره عن ابى هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا قضى الله تعالى الامر فى السماء ضربت الملائكة باجنحتها خضعانا لقوله تعالى كانه سلسلة على صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق اه قلت وهو احسن التفاسير لموافقة الرواية الصحيحة ويتخرج عليه معنى المغيا من المفهوم كما قررت فى الترجمة وكذا دل ذكر الشفاعة على ذكر الملائكة لكونهم اهلا

آپ (ان لوگوں سے) فرمائیے کہ جن (معبودوں) کو تم خدا کے سوا (دخیل خدائی) سمجھ رہے ہو اُن کو (اپنی حاجتوں کے لیے) پکارو (تو سہی معلوم ہو جائیگا
کہ کتنی قدرت اور اختیار رکھتے ہیں اُن کی حالت واقعیہ تو یہ ہے کہ) وہ ذرہ برابر (کسی چیز کا) اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں (کی کائنات) میں اور
نہ زمین (کی کائنات) میں اور نہ اُن کی اُن دونوں (کے پیدا کرنے) میں کوئی شرکت ہے اور نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا (کسی کام میں) مددگار
ہے (یعنی نہ ایجادِ عالم میں اُن کا کوئی دخل ہے وھذا قولہ مالھم فیھما من شرک اور نہ بعد موجود ہو جانے کے اُن کا استقلالاً اختیار ہے وذلک قولہ
لا یملکون مثقال ذرۃ اور نہ نیابۃً اختیار ہے وذلک قولہ وما لہ منھم من ظھیر) اور (جس طرح وہ خود کام نہیں کر سکتے اسی طرح اللہ تعالےٰ سے
کہہ کر بھی کوئی کام نہیں کرا سکتے جس کو شفاعت کہتے ہیں جیسا کفار کا قول تھا ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ اور بھلا ان معبودین میں جو جمادات
ہیں وہ تو بیچارے کیا شفاعت کرتے کہ اس کی قابلیت ہی نہیں رکھتے اسی طرح جو ذی روح ہیں مگر خود عند اللہ مقبول نہیں جیسے شیاطین وہ
بھی کیا شفاعت کرتے جو ذی روح مقبول بھی ہیں جیسے ملائکہ کہ مشرکین اُن کو بنات اللہ اور مستحق معبودیت سمجھتے تھے خود اُن کی شفاعت اس
قانون عام میں داخل ہے کہ) خدا کے سامنے (کسی کی) سفارش کسی کے لیے کام نہیں آتی (بلکہ سفارش ہی نہیں ہو سکتی) مگر اُس کے لیے جس کی
نسبت (شفیع کو) وہ اجازت دیدے (اور دلائل سے ثابت ہے کہ یہ اذن صرف حق مومنین میں ہوگا پس اس قانون عام کے موافق وہ
بھی کفار کی سفارش نہ کرینگے اور فرشتے بلا اذن سفارش کرنے کی کب جرأت کر سکتے ہیں اُن کو تو غلبۂ ہیبت وعظمت الٰہی سے یہ حال ہے کہ
جب اُن کو حق تعالےٰ کی طرف سے کوئی حکم ہوتا ہے تو اُسی میں ہیبت کے مارے گھبرا اُٹھتے ہیں[1]) یہاں تک کہ جب (اُس حکم کے ختم ہو چکنے پر)
اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم فرمایا وہ کہتے ہیں کہ (فلانی)
حق بات کا حکم فرمایا (یعنی حکم دینے کے وقت شدت ہیبت سے اُن کی ازخود رفتگی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اُن کو اُس وقت کے اپنے سمجھنے
اور یاد رکھنے پر پورا بھروسہ نہیں ہوتا اس لیے طالبعلموں کی طرح کہ اُستاد کی تقریر کا اعادہ کیا کرتے ہیں باہم پوچھ پاچھ اور تحقیق کرتے
ہیں اور جب وہ حکم اس طرح محقق ہو چکتا ہے پھر اُس پر عمل کرتے ہیں پس جب حق تعالےٰ کی جانب سے جو ابتدائی خطاب معمولی احکام
کا ہوتا ہے اُس میں اُن کی یہ حالت ہے تو خود اُن کا ابتداءً خطاب کرنا ایک نئی بات کے متعلق اس کی تو کیا گنجایش ہے پس جب ملائکہ
مقربین کی یہ حالت ہو تو اصنام وشیاطین تو کس شمار میں ہیں کہ ایک میں قابلیت نہیں دوسرے میں مقبولیت نہیں) اور (اُس کے
رو برو فرشتوں کا ایسا حال ہو جانا کیا عجب ہے واقعی) وہ (ایسا ہے) عالیشان (اور) سب سے بڑا ہے (اور اُن سے) آپ (تحقیق توحید
کے لیے یہ بھی) پوچھیے کہ (اچھا بتلاؤ) تم کو آسمان اور زمین سے (پانی برسا کر اور نباتات نکال کر) کون روزی دیتا ہے (چونکہ جواب اس کا
اُن کے نزدیک بھی متعین ہے اس لیے) آپ (ہی) کہدیجیے کہ اللہ (روزی دیتا ہے) اور (یہ بھی کہیے کہ اس مسئلہ توحید میں) بیشک
ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں (یعنی یہ تو ہو نہیں سکتا کہ قائلین توحید اور منکرین توحید دونوں حق پر یا دونوں
غلطی میں ہوں ضرور ہے کہ ایک فریق مہتدی ہے دوسرا ضال اب غور کرنا ضرور ہوا اور ظاہر ہے کہ دلائل توحید کے بعد غور کا نتیجہ اہل
توحید ہی کا حق پر ہونا ثابت ہوگا یہ تلطیف دعوت ہے کہ باوجود تعیین مہتدی وضال کے اس طرح تردید کے طور پر فرمایا تاکہ مقابل کو
اشتعال نہ ہو جاوے جو تامل وطلب سے مانع ہو جاتا ہے) آپ (ان سے اس مناظرہ میں یہ بھی) فرما دیجیے (کہ جب تم باوجود وضوح حق
کے حق کو قبول نہیں کرتے تو اخیر درجہ کی بات یہی ہے) کہ (اگر ہم خطا پر اور مجرم ہیں تو) تم سے ہمارے جرائم کی باز پرس نہ ہوگی
اور ہم سے تمہارے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی (اس میں بھی غایت نرمی ہے کہ مخاطبین کے اعمال کو جرائم سے تعبیر نہیں کیا اور یہ بھی) کہدیجیے
کہ (یہ احتمال نہ کیا جاوے کہ بالکل ہی باز پرس نہ ہو جیسا منکرین قیامت کہتے ہیں بلکہ ایک وقت ضرور آنے والا ہے جس میں) ہمارا رب ہم
سب کو (ایک جگہ) جمع کریگا پھر ہمارے درمیان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ (عملی) کر دیگا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا (اور سب کا حال) جاننے والا ہے
(اُس سے کسی کا حال پوشیدہ نہیں جس سے غلط فیصلہ کا شبہ ہو سکے) آپ (یہ بھی) کہیے کہ (بعد اسکے کہ تم نے حق تعالیٰ کی شان اور دوسرے آلہہ کا عجز
سُن لیا) مجھکو ذرا وہ تو دکھلاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر (استحقاق عبادت میں) خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے ہرگز (اُس کا کوئی شریک) نہیں بلکہ (واقع میں)

تحقیقات الترجمہ
[1] قولہ قیل حتی اذا فزع
... اشارۃ الیٰ ... بکذا ولا تنفع الشفاعۃ
... ولیس الملٰئکۃ لانہم
... اللہ تعالیٰ بحیث یفزعون
... الیہم حتی اذا فزع ای
ازیل الفزع الخ ۱۲

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ○ وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ

اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم

صٰدِقِيۡنَ ○ قُلۡ لَّـكُمۡ مِّيۡعَادُ يَوۡمٍ لَّا تَسۡتَاۡخِرُوۡنَ عَنۡهُ سَاعَةً وَّلَا تَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ○ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ بِهٰذَا

سچے ہو ۔ آپ کہدیجیے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ ہے کہ اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو اور یہ کفار کہتے ہیں کہ ہم ہرگز

الۡقُرۡاٰنِ وَلَا بِالَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ‌ؕ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ مَوۡقُوۡفُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۖۚ يَرۡجِعُ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضِ اۨلۡقَوۡلَ‌ۚ

نہ اس قرآن پر ایمان لاویں گے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر ۔ اور اگر آپ اس وقت کی حالت دیکھیں جبکہ یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاویں گے ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا

يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لَوۡلَآ اَنۡتُمۡ لَكُنَّا مُؤۡمِنِيۡنَ ○ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ

ادنے درجہ کے لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے یہ بڑے لوگ اُن ادنے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے

صَدَدۡنٰكُمۡ عَنِ الۡهُدٰى بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ ○

تم کو ہدایت سے روکا تھا بعد اس کے کہ وہ تم کو پہونچ چکی تھی نہیں بلکہ تم ہی قصوروار ہو ۔

وہی ہے اللہ یعنی معبود برحق) زبردست حکمت والا ربط اوپر توحید کا ذکر تھا آگے رسالت محمدیہ کا اور اُس کے عموم کا مضمون ہے کہ وہ لوگ اسکے بھی منکر تھے پھر حق توحید بدون اتباع رسول کے حاصل بھی نہیں ہوتا +

اثبات رسالت محمدیہ و عموم او

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے (خواہ جن ہوں یا انسان عرب ہوں یا عجم موجود ہوں یا آیندہ ہونے والے ہوں سب کے لیے) پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (ایمان لانے پر اُن کو ہماری رضا و ثواب کی) خوشخبری سنانے والے اور (ایمان نہ لانے پر اُن کو ہمارے غضب وعذاب سے) ڈرانے والے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (پس جہالت سے انکار کرتے ہیں گو یقین ہی آجاوے یا یقین حاصل بھی کر سکیں) ربط اوپر توحید و رسالت کی تحقیق تھی آگے بعث کا اور اُس کے بعض واقعات کا ذکر ہے جن میں سے بعض کا ابھی بیان توحید میں ذکر بھی آیا ہے یعنی بینا سا بنا شہ یفتح بیننا کہ وہ لوگ اس کے بھی منکر تھے و نیز بدون احتمال بعث کے طالب حق کی جس میں توحید و رسالت فرد اعظم ہیں طلب اور فکر نہیں ہوتی +

ذکر بعث و بعض واقعات آں

وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝ قُلۡ لَّـكُمۡ مِّيۡعَادُ يَوۡمٍ لَّا تَسۡتَاۡخِرُوۡنَ عَنۡهُ سَاعَةً وَّلَا تَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ۝
وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ بِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَلَا بِالَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ‌ؕ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ مَوۡقُوۡفُوۡنَ
عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۖۚ يَرۡجِعُ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضِ اۨلۡقَوۡلَ‌ۚ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لَوۡلَآ اَنۡتُمۡ
لَكُنَّا مُؤۡمِنِيۡنَ ۝ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰكُمۡ عَنِ الۡهُدٰى بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ ۝

النحو قوله كافة حال من الناس قدم مع الاعلية للاهتمام واصله من الكف بمعنى المنع واريد به العموم لما فيه من المنع من الخروج واشتهر في ذلك حتى قطع النظر فيه عن معنى المنع بالكلية فمعنى جاء الناس كافة جاؤا جميعا وهو الذي ذهب اليه ابو علي وابن كيسان وابن برهان والرضي وابن مالك وابو حيان وقال هو الصحيح واعترض بانه يلزم عليه عمل ما قبل الا وهو ارسل فيما بعدها وهو للناس وليس بمستثنى ولا مستثنى منه ولا تابعا له وقد منعوه واجيب بان التقدير وما ارسلناك الى الناس الا كافة فهو مقدم رتبة ومثله كاف في العمل مع انهم يتوسعون في الظرف ما لا يتوسعون في غيره كذا في الروح ۱۲

البلاغة

قوله قال الذين استكبروا بلا واو وقوله وقال الذين استضعفوا بالواو لما ان قول المستضعفين عود منهم الى الكلام السابق عطف لبعض اجزاء كلامهم على بعضها بخلاف قول المستكبرين فانه ابتداء كلام وقع جوابا للاعتراض عليهم فلذا ترك العاطف ۱۲

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا

اور یہ کم درجہ کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہینگے کہ بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیروں نے روکا تھا جب تم ہمکو فرمایش کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اسکے لیے شریک قرار دیں۔ اور وہ لوگ

النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا

پشیمانی کو مخفی رکھینگے جبکہ عذاب دیکھینگے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے جیسا کرتے تھے ویسا ہی تو بھرا اور ہم نے کسی بستی میں

فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝

کوئی ڈر سنانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تم کو دیکر بھیجا گیا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہمکو کبھی

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۳۳ اور یہ لوگ (ایسے مضامین یجمع بیننا ربنا ثم یفتح الخ سنکر) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب (واقع) ہوگا اگر تم (یعنی نبی اور آپ کے اتباع) سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ کہدیجیے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ (مقرر) ہے کہ اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو (یعنی گو ہم وقت نہ بتلاوینگے جو تم پوچھ رہے ہو مگر آوےگی ضرور جس کا اس پوچھنے سے انکار کرنا تمہارا مقصود ہے) اور یہ کفار (دنیا میں تو خوب خوب باتیں بناتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ اس قرآن پر ایمان لاوینگے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر اور (قیامت میں یہ ساری لمبی چوڑی باتیں ختم ہوجاوینگی چنانچہ) اگر آپ (ان کی) اس وقت کی حالت دیکھیں (تو ایک ہولناک منظر نظر آوے) جب کہ یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاوینگے ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا (جیسا کوئی کام بگڑ جانے کے وقت عادت ہوتی ہے چنانچہ) ادنیٰ درجے کے لوگ (یعنی توابع) بڑے لوگوں سے (یعنی متبوعین سے) کہیں گے کہ (ہم تو تمہارے سبب برباد ہوئے) اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے (اس پر) یہ بڑے لوگ ان ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہینگے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت (پر عمل کرنے) سے (زبردستی) روکا تھا بعد اسکے کہ وہ (ہدایت) تم کو پہونچ چکی تھی نہیں بلکہ تم ہی قصوروار ہو (کہ وضوح حق کے بعد اس کو قبول نہ کیا اب ہمارے سر دھرتے ہو) اور (اس کے جواب میں) یہ کم درجہ کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ (ہم زبردستی کو مانع) نہیں (کہتے) بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیروں نے روکا تھا جب تم ہم کو فرمایش کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے لیے شریک قرار دیں (تدبیروں سے مراد ترغیب و ترہیب ہے پس رات دن کی ان تعلیمات اور ان تدبیرات کا ہم پر اثر ہوگیا اور تباہ و برباد ہوئے بس ہم کو تم ہی نے خراب کیا) اور (اس گفتگو میں تو ہر شخص دوسرے پر الزام دیگا مگر دل میں اپنا اپنا قصور بھی سمجھیں گے مضلین سمجھیں گے کہ واقعی ہم نے ایسا کیا تو تھا اور ضالین سمجھیں گے کہ گو انہوں نے ہم کو غلط رستہ بتلایا تھا لیکن آخر ہم بھی تو اپنا نفع نقصان سمجھ سکتے تھے ضرور ہمارا بھی بلکہ زیادہ ہمارا ہی قصور ہے لیکن) وہ لوگ (اپنی اس) پشیمانی کو (ایک دوسرے سے) مخفی رکھیں گے جب کہ (اپنے اپنے عمل پر) عذاب (ہوتا ہوا) دیکھیں گے (تاکہ نقصان مایہ کے ساتھ شماتت ہمسایہ نہ ہو لیکن آخر میں شدت عذاب سے وہ تحمل جاتا رہیگا) اور (منجملہ اس عذاب مشترک بین الکفار کے یہ ہوگا کہ) ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالینگے (اور ہاتھ پاؤں میں زنجیر پھر مشکیں کسا ہوا جہنم میں جھونک دیا جاویگا) جیسا کرتے تھے ویسا ہی تو بھرا **ف** اگر شبہ ہو کہ بعض کفار نے تو اپنے اتباع پر زبردستی بھی کی ہے پھر اس کے کیا معنی انحن صددناکم الخ جواب یہ ہے کہ اصل ایمان اعتقاد ہے اور اس کا محل قلب ہے وہاں اکراہ ممکن نہیں **ربط** اوپر تعذیب کفار کا بیان تھا چونکہ منکرین عذاب دنیا کی خوش حالی سے نفی عذاب آخرت پر استدلال کیا کرتے تھے کما قال تعالیٰ وما اظن الساعة قائمة ولئن رجعت الی ربی ان لی عنده للحسنی اور یہ طبعاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حزن کا مظنہ بھی تھا آگے کفار کے زعم کو رد اور آپکا تسلیہ فرماتے ہیں۔

تسلیہ سید الاخیار و تزییف قول اشرار

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۳۴ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۳۵

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی لا تستقدمون ہم وقت نہ بتلاوینگے الخ اشارۃ الیٰ ان الجواب من اسلوب الحکیم ۱۲

۲ قولہ فی یرجع بگڑ جانے کے کذا فی الکبیر فالقول علی ہذا قول المتکلم لا قول المخاطب کما یفہم منہ ترجمۃ بعضہم حیث قال ایکی بات ایک رد کر رہا ہوگا لان الرد بہذا المعنی یتعدی بعلی لا بالی وانما المراد ہہنا توجیہ الخطاب الی المخاطب بارادۃ نفسہ فافہم ۱۲

۳ قولہ فی مکر اللیل یعنی مکا اخبار الی ان تقدیر الفعل ای صددنا مکرکم باللیل والنہار ۱۲

البلاغۃ قولہ بل مکر اللیل اضراب عن اضراب المخاطبین فی قولہم بل کنتم مجرمین ۱۲

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ

کہدیجیے کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے ولیکن اکثر لوگ واقف نہیں　اور تمہارے اموال و اولاد ایسی چیز نہیں جو تم کو

تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ

درجہ میں ہمارا مقرب بنادے ہاں مگر جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے　سو ایسے لوگوں کے لیے اُن کے عمل کا دُونا صلہ ہے　اور وہ بالاخانوں میں چین سے ہونگے اور جو لوگ

یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ

ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کر رہے ہیں ہرانے کے لیے ایسے لوگ عذاب میں لائے جاویں گے - آپ یہ فرما دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جسکو چاہے تنگی دیتا ہے

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

اور جو چیز تم خرچ کروگے سو وہ اُس کا عوض دیگا - اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے -

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے افعال ضلالت و اقوال جہالت سے آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ یہ معاملہ انوکھا آپ ہی کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ) ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرسنانے والا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے (ان کفار معاصرین کی طرح) یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تم کو دے کر بھیجا گیا ہے اور اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں (کما قال فی الکہف انا اکثر منک مالا واعز نفرا) اور (یہ دلیل ہے ہمارے مکرم ومقبول عند اللہ ہونے کی پس) ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا (اور یہی بات کفار مکہ کہتے ہیں کما قال تعالی قال الذین کفروا للذین اٰمنوا ای الفریقین خیر مقاما پس غم نہ کیجیے البتہ ان کے قول کو رد کیجیے اور ان سے یوں) کہدیجیے کہ (وسعت رزق کا مدار قبول عند اللہ نہیں ہے بلکہ محض مشیت ہے چنانچہ) میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے (اور اُس میں حکمتیں ہوتی ہیں) ولیکن اکثر لوگ (اس سے) واقف نہیں (کہ مدار اس کا دوسری مصلحتوں پر ہے کرامت عند اللہ پر نہیں ہے) اور (اے کفار یہ بھی سُن رکھو کہ جس طرح تمہارے اموال و اولاد دلیل وعلامت قرب عند اللہ کے نہیں اسی طرح) تمہارے اموال و اولاد ایسی چیز نہیں جو تم کو درجہ میں ہمارا مقرب بنادے (یعنی مؤثر وعلت قرب کی بھی نہیں پس نہ اموال و اولاد کرامت پر مرتب ہے کہ کرامت کی دلیل اِنّی ہو اور نہ اموال و اولاد پر کرامت مرتب ہے کہ کرامت کی دلیل لمّی ہو) ہاں مگر جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ سبب قرب ہیں) سو ایسے لوگوں کے لیے اُن کے (نیک) عمل کا دونا صلہ ہے (یعنی عمل سے زیادہ خواہ دونے سے بھی زیادہ لقولہ تعالی من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالها) اور وہ (بہشت کے) بالاخانوں میں چین سے (بیٹھے) ہوں گے اور جو لوگ (ان کے خلاف محض اموال و اولاد وغیرہ پر مغرور ہیں اور ایمان وعمل صالح کو اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ) ہماری آیتوں کے متعلق (اُن کے ابطال کی) کوشش کر رہے ہیں (نبی کو) ہرانے کے لیے ایسے لوگ عذاب میں لائے جاوینگے **ف** مترفین کی تخصیص اسلیے فرمائی کہ اکثر اول تکذیب انہیں سے شروع ہوتی ہے اور اُن کا امنّا سلّمنا کہنا بطور استہزا کے ہے ورنہ وہ لوگ تو رسالت کے منکر تھے **ربط** اوپر بسط و قدر رزق کے تعلق بالمشیۃ پر کفار کے ابطال زعم کو متفرع فرمایا تھا آگے اسی پر مؤمنین کی ایک اصلاح کو متفرع فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مال کی کمی بیشی محض مشیت پر ہے تو مؤمن کو چاہیئے کہ اس کے ساتھ قلب کو زیادہ متعلق نہ کرے اور کفار کی طرح اس کو مقصود نہ سمجھے بلکہ اس کو آلہ حصول رضا و قرب الٰہی کا جو کہ اصل مقصود ہے بنادے -

تفریع زہد بر مقسومیت رزق

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ۚ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ ۳۹

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی قالوا یہی اشارۃ الی عود الضمیر الی المترفین کما فی الروح ومادل حکایۃ قولہم علی قول اہل مکۃ لتشابہہم صح وقوع قولہ قل بعدہ جوابا ۱۲

۲ قولہ قل وما اموالکم اور اے کفار اشارۃ الی ان ہذا خطاب من اللہ تعالی لقرینۃ قولہ عندنا وآیاتنا ۱۲

۳ قولہ فی زلفی درجہ اصلہ القرب وہو مفعول مطلق وانما ترجم بالحاصل حذرا عن التکرار اللفظی کما احترز عنہ فی القرآن العظیم ۱۲

۴ قولہ فی الا سبب قرب ہیں اشارۃ الی ان الاستثناء منقطع ومن آمن مبتدأ وخبرہ مقدر وہو فانہما یقربانہ ۱۲

۵ قولہ فی التمہید ایک اصلاح کو اشارۃ الی دفع لزوم التکرار کما ہو ظاہر من تقریرنا ۱۲

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ

اور جس روز اللہ تعالےٰ ان سب کو جمع فرماویگا پھر فرشتوں سے ارشاد فرماویگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے وہ عرض کریں گے کہ آپ پاک ہیں ہمارا تو آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے

بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ

بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے۔ ان میں اکثر لوگ اُنہیں کے معتقد تھے ۔ سو آج تم میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہونچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہونچانے کا۔ اور ہم

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝

ظالموں سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے اُس کا مزہ چکھو۔

آپ (مؤمنین سے) یہ فرما دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دیتا ہے اور (اس صورت میں اِمساک سے رزق بڑھ نہیں سکتا اور انفاق حسب الشرع سے گھٹ نہیں سکتا پس مال سے زیادہ تعلق مت رکھو بلکہ جہاں جہاں حقوق اللہ وحقوق العیال وحقوق الفقراء وغیرہا میں خرچ کرنے کا حکم ہے بے دھڑک خرچ کرتے رہو کہ اس سے رزق مقسوم میں تو کمی کا ضرر نہ ہوگا اور آخرت کا نفع ہوگا اس طرح سے کہ) جو چیز تم (مواقع حکم الٰہی میں) خرچ کروگے سو وہ (یعنی اللہ تعالےٰ) اُس کا (آخرت میں تو ضرور اور گاہے دنیا میں بھی) عوض دیگا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے (پس اس خرچ سے دنیوی روزی تمہاری کم نہ کرے گا اور اُخروی روزی علاوہ عطا فرماوے گا **ف** رازقین جمع لانا اس اعتبار سے ہے کہ جو لوگ ظاہر میں اپنے ہاتھ سے دیتے دلاتے ہیں اُن کو مجازاً رازق قرار دے دیا گیا اور چونکہ اللہ تعالےٰ رازق حقیقی ہے اس لیے اُس کا خیر الرازقین ہونا ظاہر ہے۔ **ربط** اوپر ویقولون متی ھذا الوعد میں بعث وحشر کا بیان تھا آگے پھر اُسی طرف عود ہے۔

عود بسوئے حشر و احوال او

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ اور (وہ

دن قابل ذکر ہے) جس روز اللہ تعالےٰ ان سب کو (میدان قیامت میں) جمع فرمادیگا پھر فرشتوں سے ارشاد فرماویگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے (یہ سوال تبکیت مشرکین کے لیے ہوگا جو ملائکہ اور غیر ملائکہ کو اس خیال سے پوجتے تھے کہ یہ راضی ہوکر ہماری شفاعت کرینگے کقولہ تعالےٰ لعیسٰے علیہ السلام ءانت قلت الخ پس یہ سوال اس لیے کیا گیا کہ جواب سے مشرکین کی غلطی ظاہر ہو جاوے مطلب سوال کا یہ ہے کہ کیا تمہاری رضا سے تمہاری عبادت کرتے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء الخ ونیز جواب بھی اس قید کا قرینہ ہے جیسا ترجمہ جواب سے معلوم ہوگا) وہ (اول حق تعالےٰ کے اظہار تنزیہ عن الشریک کے لیے) عرض کریں گے کہ آپ (شریک سے) پاک ہیں (یہ جواب سے پہلے اس لیے کہا گیا کہ نسبت الے الشریک کی حکایت سے گھبرا گئے اس لیے اول یہ عرض کیا و نیز اس سے بھی مشرکین کی غلطی مطلقاً ثابت ہوئی کہ آپ تو مطلقاً شریک سے پاک ہیں خواہ وہ فرشتہ ہو یا اور کچھ پھر آگے اُس سوال کا جواب دینگے کہ) ہمارا تو (محض) آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے (اس سے نفی ہوگئی رضا اور امر کی یعنی نہ ہم نے ان سے کہا نہ ہم ان کے فعل سے راضی ہم تو آپ کے مطیع ہیں جو چیز آپ کو ناپسند ہے مثل شرک وغیرہ اُس سے ہم بھی ناخوش ہیں جب اس شرک میں نہ ہمارا امر ہے نہ رضا تو فی الواقع یہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے) بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے (کیونکہ وہ شیاطین اس کی ترغیب بھی دیتے تھے اور اس سے راضی بھی تھے پس فی الواقع ان کے معبود وہ ہوئے کیونکہ عبادت مستلزم ہے اطاعت مطلقہ کو کہ اُس کے سامنے پھر کسی کی اطاعت نہ کرے اسیطرح ایسی اطاعت مستلزم ہے عبادت کو پس جب ہماری طرف سے امر و رضا متحقق نہیں تو اطاعت منفی ہوئی سو عبادت بھی منفی ہوئی اور جب

النحو قولہ ویوم یحشرھم منصوب لاذکر المقدر او لقالوا المذکور بعدہ ۱۲	النار الذی کنتم بہ تکذبون صفۃ للمضاف فقال ابوحیان لانہم ثمۃ کانوا ملابسین للعذاب کی یعنی عنہ قولہ تعالیٰ کلما ارادوا ان
البلاغۃ قولہ التی کنتم فی الروح وقع الموصول ہنا وصفا للمضاف الیہ وفی السجدۃ فی قولہ تعالیٰ عذاب	یخرجوا منہا اعیدوا فیہا فوصف لہم ثمہ مالابسوہ وہنا لم یکونوا ملابسین لہ بل ذلک اول ما رأوا النار عقیب الحشر فوصف ما عاینوہ لہم ۱۲

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ

اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو صاف صاف ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض ایک ایسا شخص ہے جو یوں چاہتا ہے کہ تمکو ان چیزوں سے باز رکھے جنکو تمہارے بڑے پوجتے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ محض ایک تراشا ہوا

مُفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ

جھوٹ ہے۔ اور یہ کافر اس امر حق کی نسبت جب کہ وہ ان کے پاس پہونچا یوں کہتے ہیں کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے اور ہم نے ان کو کتابیں نہیں دی تھیں کہ ان کو پڑھتے پڑھاتے ہوں اور ہم نے آپ سے پہلے

ع ۵ / ۱۱
قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝

ان کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا تھا اور ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے تکذیب کی تھی۔ اور یہ تو اس سامان کے جو ہم نے انکو دے رکھا تھا دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے غرض انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی سو میرا کیسا عذاب ہوا

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۖ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

آپ یہ کہیئے کہ میں تمکو صرف ایک بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ تم خدا کے واسطے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر سوچو کہ تمہارے اس ساتھی کو جنون نہیں ہے وہ تم کو ایک سخت عذاب آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے

شیاطین کی اطاعت مطلقہ کی تو عبادت بھی انہیں کی ہوئی گو یہ لوگ اس کا نام کچھ ہی رکھیں خواہ عبادت ملائکہ یا عبادت اصنام مگر واقع میں وہ عبادت شیاطین کی ہے اور جیسا لزوماً یہ لوگ عابد شیاطین تھے اسی طرح) ان میں اکثر لوگ (التزاماً بھی) انہیں (شیاطین) کے معتقد تھے (یعنی قصداً بھی بہت سے ان کو پوجتے تھے کما قال تعالیٰ وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن وغیر ذلک من الآیات) سو (کافروں سے کہا جاویگا کہ لو جن سے تم امیدیں رکھتے تھے) آج (خود ان کی تبری سے بھی اور ان کے عجز واقعی سے بھی خلاف تمہارے زعم کے یہ حالت ظاہر ہوئی کہ) تم (مجموع عابدین ومعبودین) میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہونچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہونچانے کا (مطلب تو یہ ہے کہ یہ معبودین تم کو نفع نہیں پہونچا سکتے مگر مبالغہ کے لیے بعضکم بعض سے تعبیر فرمایا تاکہ اس ابہام سے دونوں کی تساوی اس امر میں ثابت ہو جاوے کہ جیسے تم عاجز ہو وہ بھی عاجز ہیں اور ضر کا ذکر تعمیم عجز کے لیے ہے اس سے کلام اور بھی مؤکد ہو گیا) اور (اس وقت) ہم ظالموں (یعنی کافروں) سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو (اور تخصیص ملئکہ کی باوجودیکہ تبری اور عجز جمیع معبودین کے لیے عام ہے اس لیے ہے کہ دوسروں کا حکم بدرجہ اولےٰ ثابت ہو جاوے کہ جب افضل المعبودین کا یہ حال ہوگا تو دوسرے معبودین کا عدم نفع بدرجہ اولیٰ سمجھ لیا جاوے)

ف سورۂ فرقان کے دوسرے رکوع آیت ویوم یحشرہم وما یعبدون الخ میں بھی اسی جواب کے قریب الفاظ میں جواب آیا ہے وہاں سبحنک اور نفی اتخاذ اولیاء کی تقریر ترجمہ کی اور طرح پر ہوئی ہے اس وقت وہی سمجھ میں آئی تھی باقی یہاں کی تقریر وہاں اور وہاں کی یہاں بھی صحیح ہو سکتی ہے **ربط** اوپر وما ارسلنک الخ میں رسالت کا مسئلہ مذکور تھا آگے پھر اس کی طرف عود ہے۔

عود بسوئے تحقیق رسالت

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۖ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

النحو قوله ان تقوموا بتقدیر مبتدأ ای ہی الخ ۱۲

البلاغة قوله عما كان يعبد آباؤكم فی الروح اضافة الآباء الی المخاطبين لا الی انفسهم لتحریک عرق العصبية مبالغة فی تقريرهم علی الشرک وتنفيرهم عن التوحيد قوله وقال الذين كفروا فی الروح وفی ذكر قال ثانیا والتصریح بذكر الكفرة وما فی لما من المسارعة انكار عظيم له وتعجب بليغ منه قوله كان نكير فی الروح جعل التدمير انكارا تنزيلا للفعل منزلة القول كما فی قوله ونشتم بالافعال لا بالتكلم قوله وما بلغوا جملة معترضة قوله فكذبوا رسلی فيه تفصيل لما اجمل اولا فلا تكرار قوله بواحدة صرح بوصفها لتسهيل الامر علی المخاطبين واشرت اليه بقولی مختصر قوله ما بصاحبكم فی الروح عبر به للايماء الی ان حاله صلی الله عليه وسلم مشهور بينهم كما قرر فی الترجمة ۱۲

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ

آپ کہدیجیے کہ میں نے تم سے کچھ معاوضہ مانگا ہو تو وہ تمہارا ہی رہا میرا معاوضہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے۔ آپ کہدیجیے کہ میرا رب حق بات کو غالب کر رہا ہے۔ وہ علام

الْغُيُوْبِ ○ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ○ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰي نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ

الغیوب ہے۔ آپ کہدیجیے کہ حق آگیا اور باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا ۔ آپ کہدیجیے کہ اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھی پر وبال ہوگی اور اگر میں راہ پر رہوں

فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ○

تو یہ بدولت اس قرآن کے ہے جسکو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے وہ سب کچھ سنتا بہت نزدیک ہے

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ○ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰي نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ○ اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو (حق اور ہادی ہونے کی صفت میں) صاف صاف ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ (پڑھنے والے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ محض ایک ایسا شخص ہے جو یوں چاہتا ہے کہ تم کو اُن چیزوں (کی عبادت) سے باز رکھے جن کو (قدیم سے) تمہارے بڑے پوجتے (آرہے) تھے (اور اُن سے باز رکھ کر اپنا تابع بنانا چاہتا ہے مطلب[1] اُن کمبختوں کا یہ تھا کہ یہ نبی نہیں اور ان کی دعوت منجانب اللہ نہیں بلکہ اس میں خود ان کی ذاتی غرض ریاست کی ہے) اور (متلو کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے (یعنی خدا کی طرف اس کی نسبت کرنا محض تراشی ہوئی بات ہے) اور یہ کافر اس امر حق (یعنی قرآن) کی نسبت جبکہ وہ ان کے پاس پہونچا (اس دفع دخل کے لیے کہ اگر یہ تراشا ہوا جھوٹ ہے تو پھر بہت سے عاقل اس کا اتباع کیوں کرتے ہیں اور یہ ایسا موثر کیوں ہے) یوں کہتے ہیں کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے (بس اس کو سنکر لوگ مغلوب العقل اور فریفتہ ہو جاتے ہیں) اور (ان کو تو قرآن کی اور نبی کی بڑی قدر کرنا چاہیئے تھا کیونکہ ان کے لیے تو یہ محض غیر مترقبہ نعمتیں تھیں اس سبب سے کہ) ہم نے (اس قرآن سے پہلے) ان کو (کبھی آسمانی) کتابیں نہیں دی تھیں کہ اُن کو پڑھتے پڑھاتے ہوں (جیسے بنی اسرائیل کے پاس کتابیں تھیں تو ان کے حق میں تو قرآن بالکل ایک نئی چیز تھی اس لیے اس کی قدر کرنا چاہیئے تھا) اور (اسی طرح) ہم نے آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) نہیں بھیجا تھا (تو ان کے حق میں نبی بھی ایک نئی دولت تھی اس لیے ان کی بھی قدر کرنا چاہیئے تھا بالخصوص جبکہ علاوہ نعمت جدیدہ ہونے کے خود ان کی تمنا بھی تھی کما قال تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم مگر ان لوگوں نے پھر بھی قدر نہ کی کما قال تعالیٰ فلما جاءھم نذیر ما زادھم الا نفورا الخ بلکہ تکذیب کی) اور (تکذیب کرکے بے فکر نہ ہو بیٹھیں کیونکہ تکذیب کا وبال بڑا سخت ہے چنانچہ) ان سے پہلے جو (کافر) لوگ تھے انہوں نے (بھی انبیاء ع اور وحی کی) تکذیب کی تھی اور یہ (مشرکین عرب) تو اس سامان کے جو ہم نے اُن کو دے رکھا تھا دسویں حصے کو بھی نہیں پہونچے (یعنی اُن کی سی قوت اُن کی سی عمریں اُن کی سی ثروت ان کو نہیں ملی جو کہ مایۂ اغترار و مایہ الافتخار ہوتا ہے کما قال تعالیٰ کانوا اشد منکم قوۃ واکثر اموالا واولادا وقال تعالیٰ ولقد مکناھم فیما ان مکناکم) غرض انھوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی سو (دیکھو) میرا (اُن پر) کیسا عذاب ہوا (سو یہ بیچارے تو کیا چیز ہیں کہ ان کے پاس تو اتنا سامان بھی نہیں جب اُس قدر ثروت کام نہ آئی تو یہ کس دھوکہ میں ہیں ونیز جب ان کے پاس

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ فی نبییں کم مطلب
کمبختوں الخ وبہذا التفسیر اندفع
ما یتوہم انہم صدقوا فیما قالوہ لان
کل نبی یصد عن المعبود الباطل ۱۲

البلاغۃ قولہ قل ما سالتکم فیہ اعادۃ قل ثانیا ثم اعادۃ ثالثا ورابعا وخامسا للاعتناء بشان کل مقول لقول وکونہ بحیث یستقل فی المخاطبۃ بہ قولہ وما یبدئ الباطل وما یعید فی الروح ای ذہب واضمحل بحیث لم یبق لہ اثر ماخوذ من ہلاک الحی فانہ اذا ہلک لم یبق لہ ابداء ای فعل امر ابتداء ولا اعادۃ ای فعلہ ثانیا کما یقال لا یاکل ولا یشرب ای میت فالکلام کنایۃ او مجاز اھ قلت ولا یخفی ان ما ذکرتہ فی ترجمۃ الکلمتین یناسب الاول الاول لان لفظۃ کرنا یفہم منہ ایجاد عینا یناسب الثانی لان لفظۃ دھرنا یفہم منہ البقاء قولہ ان ضللت فیہ تعریض للمخاطبین باللطف کیلا یشتغلوا فی قولہ تعالٰے ومالی لا اعبد ای ومالکم لا تعبدون وہذا التفسیر من المواہب قولہ وان اھتدیت فی الروح وکان الظاہر ان یقال وان اھتدیت فلہا او ان ضللت فانما اضل نفسی لیظہر التقابل لکنہ عدل عن ذلک اکتفاء بالتقابل بحسب المعنی لان الکلام علیہ اجمع فان کل ضرر فہو من النفس وبسببہا وعلیہا وبالہ وقد دل لفظ علی فی القرینۃ الاولی علی معنی اللام فی الثانیۃ والباء فی الثانیۃ علی معنی السببیۃ فی الاولی فکانہ قیل قل ان ضللت فانما اضل بسبب نفسی علی نفسی وان اھتدیت فانما اھتدی لنفسی بہدایۃ اللہ تعالیٰ وتوفیقہ سبحانہ وعبر عن ہذا بما یوحی الی ربی لانہ لازمہ ۱۲

سامان کم ہے جو مایۂ اغترار ہوتا ہے تو ان کا جرم بھی اشد ہے پھر یہ کیسے بچ جاویں گے یہاں تک تکذیب نبوت پر کفار کو تہدید فرما کر آگے اُن کو تصدیق نبوت کا ایک طریقہ تبلاتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) یہ کہیے کہ میں تم کو صرف ایک بات (مختصر سی) سمجھاتا ہوں (اُس سے حق واضح ہو جاوے گا بس اُس کو کر لو) وہ یہ کہ تم (محض) خدا کے واسطے (کہ اُس میں نفسانیت و تعصب نہ ہو) کھڑے (یعنی مستعد) ہو جاؤ (کسی موقع پر) دو دو اور (کسی موقع پر) ایک ایک (یعنی چونکہ مقصود تفکر ہے جیسا آگے آتا ہے اور فکر کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات اور بعض طبائع کے اعتبار سے دو کے ملنے سے ہر شخص کی فکر کو دوسرے سے اعانت ملتی ہے اور بعض اوقات اور بعض طبائع کے اعتبار سے اکیلے خوب فکر میں جولانی ہوتی ہے اور بہت زیادہ مجمع میں اکثر قوۃ فکریہ مشوش ہو جاتی ہے اس لیے اسی پر اکتفا فرمایا غرض اس طرح مستعد ہو جاؤ) پھر (خوب) سوچو (کہ جیسے دعوے میں کرتا ہوں مثلاً یہ کہ قرآن کا مماثل ممکن نہیں جیسے کئی مکی سورتوں میں یہ مضمون ہے ایسے دعوے دو ہی شخص کر سکتے ہیں یا تو وہ جس کے دماغ میں خلل ہو کہ انجام کی خبر نہ ہو اور یا وہ کہ جو نبی ہو جس کو پورا اعتماد اس دعوے کے صدق و من اللہ ہونے کا ہو ورنہ اگر نبی نہ ہو اور عاقل بھی ہو تو وہ ایسے دعوے کے وقت رسوائی سے اندیشہ کرے گا کہ اگر کوئی اس کا مماثل بنا لاوے گا تو میری کیا رہ جاوے گی اس تردید حاصر کے بعد میرے مجموعی احوال میں غور کر کے یہ سوچو کہ آیا مجھ کو جنون ہے یا نہیں سو یہ امر مشاہدہ سے معلوم ہو جاوے گا) کہ تمہارے اس ساتھی کو (جو ہر وقت تمہارے سامنے رہتا ہے اور جس کے تمام حالات تم مشاہدہ کیا کرتے ہو یعنی مجھ کو) جنون (کو) نہیں ہے (جب تردید حاصر میں سے ایک شق باطل ہو گئی پس دوسری شق متعین ہو گئی کہ) وہ (تمہارا ساتھی پیغمبر ہے اور بحیثیت پیغمبری) تم کو ایک سخت عذاب آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے (پس اس طریق سے نبوت کا ثبوت اور اُس کی تصدیق بہت آسان ہے اور دوسری جگہ بھی اس کے قریب قریب مضمون ہے کما قال ام لم یعرفوا رسولھم الخ اور چونکہ تردید مذکور کا حاصر ہونا عادی ہے اسلیے یہ استدلال اقناعی ہے اور چونکہ نبوت پر دلائل برہانیہ بھی قائم ہیں مثلاً اعجاز قرآنی اس لیے اقناعی کی طرف محض اس مصلحت سے متوجہ کرنا مضائقہ نہیں کہ دلیل برہان محتاج نظر اصطلاحی ہے اور یہ دلیل اقناعی محض محتاج تنبیہ پھر اس سے تدریجاً ذہن نظر کا بھی معتاد ہو جاویگا اور وصول الی المطلوب دونوں طریق سے ہو جاویگا اب آگے اثبات نبوت کے بعد کفار کے اُس شبہہ طلب ریاست کا جو ماھذا الا رجل الخ سے مفہوم ہوا تھا جواب ارشاد ہے گو اثبات نبوت ہی سے وہ بھی دفع ہو گیا لیکن مستقلاً دفع کرنے سے اور زیادہ مطلوب مؤکد ہو جاتا ہے پس فرماتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کچھ معاوضہ مانگا ہو تو وہ تمہارا ہی رہا (یعنی تم اپنے ہی پاس رکھو یہ محاورہ میں نفی ہے طلب اجر کی بطریق مبالغہ) میرا معاوضہ تو بس (حسب وعدہ تفضل) اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے (بس وہ آپ ہی میرے حال کی لائق مجھ کو اجر دیدیں گے معاوضہ میں مال اور جاہ یعنی ریاست سب آگیا کیونکہ اعیان و اعراض دونوں میں اجر بننے کی صلاحیت ہے مطلب یہ کہ میں تم سے کسی غرض کا طالب نہیں ہوں جو شبہہ ریاست کا کیا جاوے رہا انتظام اصلاح معاملات و انفاذ سیاسات و فصل خصومات کا یہ موجب شبہہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہ تھی چنانچہ آپ کے طرز معاشرت و معیشت سے صاف ظاہر ہے کہ ان چیزوں سے آپ کو کوئی تمتع نہیں ہوا بلکہ خود قوم ہی کا نفع تھا کہ اُن کے انفس و اموال و اعراض محفوظ رہتے تھے باپ جو اپنے چھوٹے بچوں کی حفاظت اور اُن کی تادیب محض خیر خواہی سے کرتا ہے اُس کو خود غرضی اور طلب ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا جب نبوت بھی ثابت ہو چکی اور شبہہ مقامیہ بھی دفع ہو گیا آگے اس کی نقیض کے ابطال کو اس کے اثبات پر متفرع فرماتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے کہ میرا رب حق بات کو (کہ ایمان اور ثبوت ایمانیات ہے باطل پر کہ کفر اور انکار ایمانیات ہے) غالب کر رہا ہے (محاجہ و مکالمہ سے بھی چنانچہ ابھی دیکھا اور مقاتلہ اور مصارمہ کا بھی سامان کرنے والا ہے غرض ہر طرح حق غالب ہے اور) وہ علام الغیوب ہے (اُس کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ حق غالب ہوگا اوروں کو تو اب وقوع کے بعد معلوم ہوا اور اسی طرح اس کو معلوم ہے کہ آیندہ غلبہ بڑھیگا چنانچہ فتح مکہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اگلی آیت کو پڑھنا کما رواہ ابن کثیر عن الشیخین وغیرہما قرینہ ہے کہ اس مضمون کے اخبار میں غلبہ بالسیف بھی داخل ہے آگے اسی مضمون کی زیادہ توضیح کے لیے ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے کہ

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل ما بصاحبکم معلوم ہوجاویگا اشارۃ الی تقدیرہ فی الکلام ای تتفکروا فی کذا وکذا فتعلموا ما بصاحبکم ۱۲

عہ قولہ فی یقذف فاغالب ترجم بالحاصل وحقیقۃ معناہ قد ذکرت فی سورۃ الانبیاء بتفسیر قولہ بل نقذف بالحق علی الباطل ۱۲

وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ ۝

اور اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں جبکہ یہ کفار گھبرائے پھریں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس کے پاس ہی سے پکڑ لیے جاویں گے اور کہیں گے کہ ہم دین حق پر ایمان لے آئے اور اتنی دور جگہ سے اُن کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

حالانکہ پہلے سے یہ لوگ اُس حق کا انکار کرتے رہے۔ اور بے تحقیق باتیں دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے اور ان میں اور ان کی آرزو میں ایک آڑ کر دی جاوے گی جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ بھی کیا جاوے گا

بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ ع ۶ ۹ ۱۳

جو ان سے پہلے تھے۔ یہ سب بڑے شک میں تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا۔

(دین) حق آگیا اور (دین) باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا (یعنی محض گیا گذرا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہل باطل کو کبھی شوکت نہ ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے اس دین حق کے آنے سے پہلے کبھی باطل پر شبہ حق ہونے کا ہو جایا کرتا تھا اب باطل اس صفت کی حیثیت سے بالکل نیست و نابود ہو گیا یعنی اُس کا بطلان خوب ظاہر ہو گیا اور ہمیشہ قرب قیامت تک یوں ہی ظاہر رہیگا آگے ثبوت حق پر اتباع حق میں نجات کے منحصر ہونے کو متفرع فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ (جب اس دین کا حق ہونا ثابت ہو گیا تو اس سے یہ بھی لازم آگیا کہ) اگر (مثلاً و فرضاً) میں (اس حق کو چھوڑ کر) گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھی پر وبال ہوگی (دوسروں کا کیا ضرر ہے) اور اگر میں (اس حق کا اتباع کر کے) راہ (راست) پر رہوں تو یہ بدولت اُس قرآن (اور دین) کے ہے جسکو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے (اصل مقصود مخاطبین کو سنانا ہے کہ باوجود وضوح حق کے اگر تم نے حق کا اتباع نہ کیا تو تم بھگتو گے میرا کیا بگڑیگا اور اگر راہ پر آگئے تو یہ راہ پر آنا اسی دین حق ثابت بالوحی کے اتباع کی بدولت ہوگا پس تم کو چاہیے کہ راہ راست پر آنے کے لیے اس دین کو اختیار کرو اور گمراہ ہونا کسی کا یا راہ پر آنا خالی نہ جائیگا کہ بے فکری کی گنجائش ہو بلکہ ہر ایک کا حال اللہ کو معلوم ہے کیونکہ) وہ سب کچھ سنتا (اور) بہت نزدیک ہے (اور وہ ہر ایک کو اُس کے مناسب جزا دیگا) ف اور ما ارسلنا الیہم قبلک من نذیر کو آیت سورہ مومنین ام جاءھم ما لم یأت آباءھم الاولین کے معارض نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ ارسال رسول بلا واسطہ کی نفی سے خبر توحید بوسائط منقول و مسموع ہونے کی نفی لازم نہیں آتی ربط مجموعہ سورت میں توحید و رسالت و بعث کا بیان تھا جس کو مع دیگر اجزا دین کے اوپر کی آیت میں عنوان حق سے تعبیر فرمایا ہے آگے خاتمہ میں اصول مذکورہ کے منکرین کی عقوبت و تحسر غیر منقطع کا ذکر ہے۔

خاتمہ در وخامت عاقبت منکرین حق

وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں (تو آپ کو حیرت ہو) جب کہ یہ کفار (قیامت کے ہول و ہیبت سے) گھبرائے پھریں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس کے پاس ہی سے (یعنی فوراً) پکڑ لیے جاویں گے اور (اس وقت) کہیں گے کہ ہم دین حق پر ایمان لے آئے (اور جتنے امور اُس میں بتلائے گئے ہیں سب کو مان لیا سو ہماری توبہ قبول کر لیجیے خواہ بلا رجوع الی الدنیا یا مع الرجوع الی الدنیا کما قال تعالیٰ ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا) اور اتنی دور جگہ سے (ایمان کا) اُن کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے (یعنی ایمان لانے کی جگہ بوجہ دار العمل ہونے کے دنیا تھی جو بڑی دور رہ گئی اب آخرت میں کہ دار الجزاء ہے ایمان مقبول نہیں اور

اللغات والبلاغۃ والنحو قولہ من مکان قریب ای اول وہلۃ قالہ ابن کثیر وہو تاکید لنفی الفوت لان الفوت یکون بالرحلۃ الی مکان بعید والمراد بتقرب المکان کما فی الروح سرعۃ نزول العذاب بہم والاستہانۃ بہم وبہلاکہم والافلا قرب ولا بعد بالنسبۃ الی اللہ عز وجل قولہ التناوش ہو التناول وہو متعد وترجمتہ بالحاصل قولہ من مکان بعید فی الموضع الاول فی الروح المراد تمثیل حالہم فی الاخلاص بالایمان بعد ما فات عنہم وبعد بحال من یرید ان یتناول الشیء بعد ان بعد عنہ وفات فی الاستحالۃ قولہ ویقذفون بالغیب المراد بالغیب ما خفی عن علمہم ای یرجمون بالمظنون ویتکلمون بما لم یظہر لہم ولم ینشأ عن تحقیق وہو المراد بقولہ فی الترجمہ بے تحقیق قولہ من مکان بعید فی الموضع الثانی معناہ عندی تمثیلہم فی بعدہم عن العلم بالحق بحال من ہو فی مکان بعید عن الشیء المطلوب فہو تاکید لمعنی الغیب لا تشتر کہا فی حقار الحق عنہم وبعدہم عنہ قولہ باشیاعہم من قبل تعلق من قبل باشیاعہم لابفعل

سورۃ فاطر مکیۃ وھی خمس	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	واربعون اٰیۃ وخمس رکوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ

تمام تر حمد اللہ کو لائق ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر دار بازو ہیں۔ وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولدے سو اُس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے سو اس کے بعد اُس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے

رجوع اولاً بدلیل شرعی ممتنع ہے پھر وہ ایمان بوجہ معاینہ کے مثل ایمان فی الآخرۃ ہی کے ہے ایمان بالغیب نہیں) حالانکہ پہلے سے (دنیا میں) یہ لوگ اُس حق کا انکار کرتے رہے اور (انکار بھی کیسا جس کا کوئی منشا صحیح نہ تھا بلکہ) بے تحقیق باتیں دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے (دور کا مطلب یہ کہ اُس کی تحقیق سے دُور تھے یعنی دُنیا میں تو کفر کرتے رہے اب ایمان سوجھا ہے اور اس کے مقبول ہونے کی آرزو ہے) اور (چونکہ آخرت دار العمل نہیں ہے اس لیے) ان میں اور ان کے (قبول ایمان کی) آرزو میں ایک آڑ کر دی جاویگی (یعنی ان کی آرزو پوری نہ ہوگی) جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ (بھی) یہی (برتاؤ) کیا جاویگا جو ان سے پہلے (کفر کر چکے) تھے (یعنی اُن کا ایمان بھی آخرت میں مقبول نہ ہوگا اور وجہ دونوں کے ساتھ ایک معاملہ کرنے کی یہ ہے کہ عمل بھی دونوں کا یکساں ہے کیونکہ) یہ سب بڑے شک میں تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا ف یہاں شک مقابل یقین کے ہے کہ جحود جازم کو بھی شامل ہے اور اس تعبیر میں یہ نکتہ ہو سکتا ہے کہ اس میں اشارہ ہو گیا کہ اگر حق میں شک بھی ہو تب بھی مہلک ہو چہ جائیکہ جحود جازم ہو اور تردد سے بھی مراد یہی ہوگا کہ حق پر دل نہیں جمتا اور یہ بھی شامل ہے اُس کی ضد پر دل کے جم جانے کو یا یوں کہا جاوے کہ حق جب بار بار کان میں پہونچتا ہے طبعی طور پر کچھ نہ کچھ احتمال جانب مخالف کا اکثر ہو ہی جاتا ہے پس شک اہل باطل اور تردد دونوں اپنے معنے پر رہے مگر چونکہ حق کا جزم حاصل نہیں کیا اس لیے باطل کا اتنا اکھڑ جانا مقبول نہیں ہوا اور ما یشتھون کی تفسیر قبول توبہ کے ساتھ اور امثالہ کی تقریر میں تعمیم رجوع وعدم رجوع کی منافی نہیں ہے آیت فارجعنا کے کیونکہ اصل مقصود اُن کا قبول ایمان اور نجاۃ ہے اور رجوع الی الدنیا اُس کا ایک طریق ہے اگر بدون اس کے مقصود حاصل ہو جاوے تو خود رجوع مطلوب بالذات نہیں۔ تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ سبا للثالث والعشرین من صفر یوم الاثنین ۱۳۲۵ھ من ہجرۃ خیر البریۃ علیہ ما لا یحصر وما لا ینضبط من السلام والتحیۃ وفی ہذا الیوم قد افتتح فی تفسیر سورۃ تلیہا سورۃ الفاطر وتسمی سورۃ الملئکۃ مکیۃ وھی خمس واربعون اٰیۃ کذا فی البیضاوی وغیرہ ربط اس سورت کا زیادہ حصہ اثبات توحید وابطال شرک میں ہے اور بعض آیات میں تسلیہ ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے رکوع اول میں وان یکذبوک اور رکوع سوم میں وما یستوی الاعمی آخر رکوع تک اور بعض آیات میں بعث وجزا کا مضمون ہے جیسے رکوع اول میں ان وعد اللہ حق اور رکوع دوم میں کذلک النشور اور رکوع چہارم میں ان الذین یتلون سے ختم رکوع تک اور بعض آیات میں اعمال منافع ومضار جیسے رکوع دوم میں من کان یرید العزۃ۔ یبور تک اور رکوع سوم کے شروع سے مصیر تک اور بعض آیات میں کفر کی شناعت اور اُس پر وعید جیسے رکوع پنجم کے فاتحہ اور خاتمہ میں اور سورت سابقہ کے ختم پر انکار حق شامل للتوحید کی وخامت عاقبت کا ذکر تھا پس ذکر توحید کے ساتھ جس سے یہ سورت شروع ہوئی ہے اُس کا تناسب ظاہر ہے ÷

اثبات توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

البلاغۃ قولہ ما یفتح فی الروح ای ما یطلقہا ویرسلہا فالفتح مجاز عن الارسال لعلاقۃ السببیۃ فان فتح المغلق سبب الاطلاق ما فیہ وارسالہ ولذا قوبل بالامساک والاطلاق کنایۃ عن الاعطاء وفی اختیار لفظ الفتح رمز الی ان الرحمۃ من انفس الخزائن واعزہا منالا وتنکیرہا للاشاعۃ والابہام ای ای شیء یفتح اللہ من خزائن رحمتہ ای رحمۃ کانت من نعمۃ وصحۃ وامن وعلم الی غیر ذلک مما لا یحاط بہ حتی ان عروۃ کان یقول کما اخرج ابن المنذر عن محمد بن جعفر بن الزبیر عنہ فی ركوب المحل ہی والرحمۃ فتحت المناس ثم یقول ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ الخ اھ قلت ویدخل فی ہذا العموم المرکب البری الدخانی الذی صنع وشاع فی زماننا ہذا الذی یسمی بالریل ومن الاتفاقات العجیبۃ ان تاریخ دخول الریل فی بلدنا ہذا القرب من الجانبۃ ہو تاریخ کتابۃ تفسیر ہذہ الآیۃ وہو الثالث والعشرون من صفر ۱۳۲۵ھ من الہجرۃ ۱۲

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ

اے لوگو تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں اُن کو یاد کرو کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہو اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم کہاں

تُؤْفَكُونَ ۝ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

اُلٹے جا رہے ہو ۔ اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں اور سب امور اللہ ہی کے روبرو پیش کیے جاویں گے ۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور سچا ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو

سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالدے یہ شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اُس کو دشمن سمجھتے رہو وہ تو اپنے گروہ

حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ ع ۱ / ۱۳

کو محض اسلیے بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جاویں جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے لیے سخت عذاب ہے ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝ تمام حمد (وثنا اسی) اللہ کو لائق ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر دار بازو ہیں (پیغام سے مراد وحی لانا انبیاء علیہم السلام کی طرف عام اس سے کہ شرائع ہوں یا بشارات وغیرہ ہوں اور کچھ چار ہی پر منحصر نہیں بلکہ) وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے (حتیٰ کہ بعض فرشتوں کے چھ سو بازو پیدا کیے ہیں جیسا حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام کی نسبت آیا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور قادر بھی ایسا بلا مزاحم ہے کہ وہ) اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے (مثلاً بارش و نباتات و رزق) سو اُس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اُس کے (بند کرنے کے) بعد اُس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں (البتہ وہی پھر بند اور کشادہ کر سکتا ہے) اور وہی غالب (یعنی قادر اور) حکمت والا ہے (یعنی بند اور کشادہ کرنے پر قادر ہے اور ان میں سے جس کو ترجیح دیتا ہے اُس میں حکمت ہوتی ہے) اے لوگو (علاوہ کامل القدرت ہونے کے وہ کامل النعمت بھی ہے چنانچہ تم پر بے شمار نعمتیں فائض فرمائی ہیں سو) تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں اُن کو یاد کرو (اور اُن کا شکر کرو اور وہ شکر یہ ہے کہ توحید اختیار کرو اور شرک چھوڑو چنانچہ ہم تم کو دو بڑی نعمتوں پر کہ ایجاد و ابقاء ہے متنبہ کرتے ہیں تم غور کرو کہ) کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہو (یعنی نہ کوئی صاحب تخلیق کہ نعمت ایجاد ہے اور نہ کوئی صاحب ترزیق ہے کہ نعمت ابقاء ہے پس جب وہ ہر طرح کامل ہے تو یقیناً) اُس کے سوا کوئی لائق عبادت (بھی) نہیں (کیونکہ معبود کے لیے کمال ضرور ہے) سو (جب معبودیت اُسی کا حق ہے تو) تم (شرک کر کے) کہاں اُلٹے چلے جا رہے ہو ف شاید فرشتوں کی رسالت ذکر کرنے میں یہ حکمت ہو کہ بعض مشرکین اُن کو بھی معبود قرار دیتے تھے پس اس میں اُن کا محکوم و مامور ہونا تبلا دیا تاکہ اُن کی الوہیت کا ابطال ہو جاوے اور اُن کے معنے رسالت کی تحقیق و تفصیل آخر سورۂ حج آیت اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مثنیٰ و ثلث و ربع میں یہاں زائد کی نفی نہ ہونے کی تقریر سورۂ نساء مثنیٰ و ثلث و ربٰع کی تفسیر میں گذر چکی ہے ربط اوپر توحید کا ذکر تھا چونکہ کفار اس کا انکار کرتے تھے اور اس انکار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا آگے انکار پر تحذیر اور حزن پر تسلیہ کا مضمون ہے اور درمیان میں تتمیم مقابلہ کے لیے مؤمنین کے لیے بشارت مذکور ہے ۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی من بعدہٖ کا اُس کے بند کرنے کے بعد اشارۃ الی تقدیر المضاف لان المعنی لایظہر صحتہ بدونہ ۱۲

تسلیہ سید الانس والجان و تحذیر اہل طغیان و تبشیر اہل ایمان

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوٓءُ عَمَلِهِ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَإِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِي مَن يَشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ

تو کیا ایسا شخص جسکو اُسکا عمل بد اچھا کرکے دکھلایا گیا پھر وہ اُسکو اچھا سمجھنے لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے کہیں برابر ہوسکتے ہیں سو اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے تو ان پر

عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝

آپکی جان نہ جاتی رہے ۔ اللہ تعالیٰ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے ۔

أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوٓءُ عَمَلِهِ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَإِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِي مَن يَشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) اگر یہ لوگ (در بارۂ توحید و رسالت وغیرہ کے) آپکو جھٹلائیں تو آپ غم نہ کریں کیونکہ) آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جاچکے ہیں (ایک تو اس سے تسلی حاصل کیجیے) اور (دوسری بات یہ ہے کہ) سب امور اللہ ہی کے روبرو پیش کیے جاوینگے (وہ خود سب سمجھ لیگا آپ کیوں فکر میں پڑے آگے عام لوگوں کو خطاب ہے کہ) اے لوگو (یہ سنکر کہ الی اللہ ترجع الامور جس میں قیامت کی خبر ہے تعجب و استبعاد مت کرنا) اللہ تعالیٰ کا (یہ) وعدہ ضرور سچا ہے سو ایسا نہ ہو کہ یہ دُنیوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈالے رکھے (کہ اس میں منہمک ہو کر اُس یوم موعود سے غافل رہو) اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈال دے (کہ تم اُس کے اس بہکانے میں آجاؤ کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب نہ دے گا جیسا کہا کرتے تھے ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ اور) یہ شیطان (جس کے دھوکہ کا اوپر ذکر ہے) بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اُس کو (اپنا) دشمن (ہی) سمجھتے رہو وہ تو اپنے گروہ کو (یعنی اپنے متبعین کو) محض اس لیے (باطل کی طرف) بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہوجاویں (پس) جو لوگ کافر ہوگئے (اور اُس کی دعوت و غرور میں پھنس گئے) اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے (اور اُس کی دعوت و غرور میں نہیں پھنسے) اُن کے لیے (معاصی کی) بخشش اور (ایمان و عمل صالح پر) بڑا اجر ہے (اور جب کافر کا انجام عذاب شدید اور مومن کا انجام مغفرت و اجر کبیر ہے) تو کیا (دونوں مساوی ہوسکتے ہیں یعنی) ایسا شخص جس کو اُس کا عمل بد اچھا کرکے دکھلایا گیا پھر وہ اُس کو اچھا سمجھنے لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے کہیں برابر ہوسکتے ہیں (پہلے شخص سے مراد کافر جو اغوار شیطانی سے باطل کو حق اور ضار کو نافع سمجھتا ہے اور دوسرے شخص سے مراد مومن جو اتباع انبیاء و مخالفت شیطان سے باطل کو باطل حق کو حق ضار کو ضار نافع کو نافع جانتا ہے یعنی یہ دونوں برابر کہاں ہوئے بلکہ ایک جہنمی اور ایک جنتی ہے پس شیطان کے دھوکہ میں آنے والے اور اُس کو دشمن سمجھنے والوں میں یہ تفاوت ہے اس لیے ہم کہتے ہیں لا یغرنکم اور ان الشیطان لکم عدو اور اگر اسپر تعجب ہو کہ عاقل آدمی بد کو نیک کیسے سمجھ لیتا ہے) سو (اُس کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے (اُس کی عقل واژگوں ہوجاتی ہے) اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے (اُس کا ادراک صحیح رہتا ہے پھر جب ہدایت و اضلال کا اصل مدار مشیت ہے) تو ان پر افسوس کرکر کے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے (یعنی کچھ افسوس نہ کیجیے صبر سے بیٹھے رہیے) اللہ تعالیٰ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے (وقت پر ان سے سمجھ لیگا) **ف** اس تفسیر میں افمن زین لہ متفرع ہے مضمون الذین کفروا الخ والذین اٰمنوا الخ پر اور فان اللہ یضل سبب ہے من زین لہ الخ کا اور فلا تذھب متفرع ہے ان اللہ یضل الخ پر اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ افمن زین لہ متفرع ہو غرور شیطانی پر یعنی اس کے فریب دیے ایسے بھی ہیں جو بُری باتوں کو اچھا سمجھتے ہیں تو تفریع محض رویت حسن کے اعتبار سے ہوگی نہ کہ نفی تساوی بین المستحسن والمستقبح بصیغۃ اسم الفاعل کے اعتبار سے اور مقصود اس سے بھی تسلیہ ہوگا یعنی جب نیک و بد میں تمیز نہ رہے تو بس ہادی کو مایوس ہوکر

النحو قولہ افمن زین مبتدأ خبرہ محذوف ای کمن ہو لیس کذلک او نحوہ وما کان المقدر کالملفوظ جعلت ترجمۃ جزءً لترجمۃ الاٰیۃ قولہ حسرات مفعول لہ والجمع مع ان الحسرۃ فی الاصل مصدر صادق علی القلیل والکثیر للدلالۃ علی تضاعف اغتمامہ صلی اللہ علیہ وسلم علی احوالہم او علی کثرۃ قبائح اعمالہم الموجبۃ للتاسف والتحسر ۱۲

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝

اور اللہ ایسا ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اُٹھاتی ہیں پھر ہم اُس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں پھر ہم اُس کے ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح جی اُٹھنا ہے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو تمامتر عزت خدا ہی کے لیے ہے۔ اچھا کلام اُسی تک پہونچتا ہے اور اچھا کام اُس کو پہونچاتا ہے اور جو لوگ بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ

اُن کو سخت عذاب ہوگا اور ان لوگوں کا یہ مکر نیست و نابود ہو جاویگا اور اللہ تعالےٰ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور کسی عورت کو

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي

نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر سب اُس کی اطلاع سے ہوتا ہے اور نہ کسی کی عمر زیادہ کیجاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم کیجاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں ہوتا ہے یہ سب اللہ کو آسان ہے۔ اور دونوں

الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَاۗىِٕغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً

دریا برابر نہیں ہیں ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے اور ایک شور تلخ ہے اور تم ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو اُس میں دیکھتا ہے پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم اُس کی روزی ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو

غم نہ کرنا چاہیے اور فان اللہ یضل سبب ہو اس تسلیہ کا اور فلا تذہب بدستور متفرع ہو ان اللہ یضل پر یا مضمون سابق تسلیہ پر جو مفہوم ہوتا ہے افمن زین له الخ اور احقر کے نزدیک یہ دوسری تقریر اچھی ہے مگر پہلی تقریر متن کی لکھ چکا تھا اس لیے بدلنا مناسب نہیں سمجھا واللہ اعلم **ربط** شروع سورت میں توحید کا مضمون تھا آگے پھر وہی مضمون ہی ختم رکوع تک صرف درمیان میں بمناسبت احیاء ارض کے کذلک النشور میں اشارہ بعث کی طرف کر دیا گیا اور بمناسبت مضمون بالا تغریر شیطان کے کفار کی ایک غلطی کا درباب طلب عزت کے اور اُس کی مناسبت سے صحیح طریقہ حصول عزت کا اور اُس کی مناسبت سے اُس طریقہ کے خلاف کرنے والوں کی خیبت اور خسارت کا بیان فرما دیا و نیز طلب عزت کا مضمون الیہ النشور سے بھی مناسبت رکھتا ہے کہ جب سب کو قیامت میں حاضر ہونا ہے تو وہاں کی عزت کا جو طریق تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے اور صحیح طریقہ یہ ہے الخ

عود بسوئے توحید مع بعض دیگر مضامین مناسبہ مقام

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَاۗىِٕغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ۱۲

اللغات البلد القطعة من الارض النشور الحياة الكلم اسم جمع جنس وتذكير الصفة نظرا الى اللفظ الطيب سمی به لانه يستطيبه العقل والشرع والملائكة ۱۲ **النحو** قوله احيينا به راجع الى السحاب اما لكونه سببا بعيدا للاحياء او بتقدير المضاف ای بماءه قوله من كان يريد العزة حذف جزاءه ای فليطلبها من الله تعالى قوله العمل الصالح مبتدأ خبره يرفعه برجوع المرفوع الى العمل والمنصوب الى الكلم الطيب وهو مؤيد باكثر الآثار المذكورة فی الدر المنثور وغيره قوله السيآت صفة للمكرات المفعول المطلق قوله بعلمه ای متلبسة بعلمه قوله من عمره راجع الى المعمر لكن لا باعتبار معناه المتبادر ای الذی زيد عمره بل باعتبار تاويله باحد لكن سمی فی المرجع معمرا باعتبار ما يؤل اليه واعيد الضمير اليه باعتبار الاصل المحول عنه فقال ذلك لا ينقص من عمر احد ای ولا يجعل من ابتداء الامر ناقصا كقولهم ضيق فم الركية ۱۲ **البلاغة** قوله يصعد صعود الكلم الى الله تعالى مجاز مرسل عن قبول العلاقة اللزوم او استعارة بتشبيه القبول بالصعود قوله ترى فی الروح افرد ضمير الخطاب مع جمعه فيما سبق صالح لان الخطاب لكل احد تاتى منه الرؤية دون المنتفعين بالبحر ۱۲

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ

وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چلتے رہیں گے ۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کی سلطنت ہے

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا

اور اُس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی برابر بھی اختیار نہیں رکھتے ۔ اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری سُنیں گے نہیں ۔ اور اگر سُن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں گے

ع ۲ الثلثة ۱۴

لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝

اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کرینگے ۔ اور تجھ کو خبر رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں تبلاویگا ۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اُٹھاتی ہیں (جس کی کیفیت سورۂ روم کے رکوع پنجم آیۃ اللہ الذی ارسل الریاح کی تفسیر میں گذری ہے) پھر ہم اُس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں (کہ وہاں بارش ہوتی ہے) پھر ہم اُس کے ذریعہ سے (یعنی اُس بادل کے پانی کے ذریعہ سے) زمین کو (نباتات سے) زندہ کرتے ہیں (اور جس طرح زمین کے مناسب اُس کو حیات عطا فرمائی) اسی طرح (قیامت میں آدمیوں کا) جی اُٹھنا ہے (کہ اُن کے مناسب حیات اُن کو عطا ہوگی وجہ تشبیہ ظاہر ہے کہ دونوں میں ایک صفت زائلہ کا احداث ہے گو ارض میں صرف ایک امر عرضی کا تعلق ہوا ہے اور اعضا رمیں ایک امر جوہری یعنی روح کا یہ مضمون نشور کا اثنار دلائل توحید میں تبعًا لاحیار الارض آگیا ہے پھر اس نشور کی مناسبت سے ایک اور مضمون ہے وہ یہ کہ جب قیامت میں زندہ ہونا ہے تو وہاں کی ذلت و خواری سے بچنے کی فکر کرنا ضرور ہے اور اس بارہ میں مشرکین نے اپنے آلہہ کو بتغریر شیطانی جس کا اوپر مذکور ہوا ہے آلہ حصول عزت قرار دے رکھا تھا چنانچہ وہ کہتے تھے ہٰؤلاء شفعاء نا عند اللہ یعنی یہ ہمارے علی الاطلاق شفیع ہیں دُنیاوی حوائج میں بھی اور اگر قیامت کوئی چیز ہے تو نجات اُخروی کے لیے بھی جیسا حق تعالیٰ نے سورۂ مریم میں ارشاد فرمایا ہے واتخذوا من دون اللہ آلہۃ لیکونوا لہم عزا اس کے متعلق ارشاد ہے کہ) جو شخص (آخرت میں) عزت حاصل کرنا چاہے (اور یہ چاہنا بوجہ تیقن وقوع آخرت کے ضرور ہے) تو (اُس کو چاہیے کہ اللہ سے عزت حاصل کرے کیونکہ) تمامتر عزت (بالذات) خدا ہی کے لیے (حاصل) ہے (اور دوسرے کے لیے جب ہوگی بالعرض ہوگی اور ما بالعرض ہمیشہ ما بالذات کا محتاج ہوتا ہے پس اس میں سب خدا ہی کے محتاج ہوئے اور خدا سے اُس کا حاصل کرنا اس طرح ہے کہ قولاً و عملاً اُس کی اطاعت و انقیاد اختیار کرے کہ خدا کے نزدیک یہی چیزیں پسندیدہ ہیں چنانچہ) اچھا کلام اُسی تک پہونچتا ہے (یعنی وہی اس کو قبول کرتا ہے) اور اچھا کام اُس کو پہونچاتا ہے (اچھے کلام میں کلمۂ توحید اور تمام اذکار الٰہیہ اور اچھے کام میں تصدیق قلبی اور جمیع اعمال صالحہ ظاہرہ و باطنہ داخل ہیں اور رفع عام ہے نفس قبول و قبول تام کو اور اس اجمال کو دوسرے دلائل نے اس طرح مفصل کر دیا کہ تصدیق قلبی تو جمیع کلم طیب کے لیے نفس قبول کی شرط ہے اور دوسرے اعمال صالحہ جمیع کلم طیب کے لیے قبول تام کی شرط ہے نہ کہ نفس قبول کی کیونکہ فاسق سے اگر کلم طیب کا صدور ہو تو بھی قبول صحیح ہے پس جب یہ چیزیں عند اللہ پسندیدہ ہیں تو جو شخص ان کو اختیار کریگا وہ معزز ہوگا) اور جو لوگ (اس کے خلاف طریقہ اختیار کر کے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں کہ وہ اللہ ہی کی مخالفت ہے اور آپ کے ساتھ) بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوگا (جو موجب اُن کی ذلت کا ہوگا اور ان کے آلہہ مزعومہ ان کو خاک عزت نہ دے سکیں گے بلکہ بالعکس خود وہ ان کے خلاف ہو جاویں گے کما قال تعالیٰ فی مریم سیکفرون بعبادتہم ویکونون علیہم ضدا یہ تو ان کا خسران آخرت میں ہوگا

اللغات قولہ قطمیر فی الصراح پوستک تنک دانہ خرما و لما کان فی الاکثر ینزول عنہ ویلیف مع لب التمر یکنی بہ عن شیٔ لا یعتد بہ ا لکعنی الانکار و ترجم بالحاصل ۱۲

اور دنیا میں بھی ان کو یہ خسران ہوگا کہ) ان لوگوں کا یہ مکر نیست نابود ہو جاوے گا (یعنی ان تدبیروں میں ان کو کامیابی نہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اسلام کو مٹانا چاہتے تھے خود ہی مٹ گئے یہ مضمون بطور جملہ معترضہ کے تمام ہو کر آگے پھر عود ہے مضمون توحید کی طرف یعنی حق تعالے کا ایک تصرف تو وہ تھا جو اوپر واللہ الذی ارسل الخ میں بیان کیا گیا) اور (دوسرا تصرف کہ دال علی التوحید ہے یہ ہے کہ) اللہ تعالے نے تم کو (ضمناً خلق آدم میں) مٹی سے پیدا کیا پھر (استقلالاً) نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا (یعنی کچھ مذکر کچھ مؤنث بنائے یہ تو اس کی قدرت ہے) اور (علم اس کا ایسا ہے کہ) کسی عورت کو نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر سب اس کی اطلاع سے ہوتا ہے (یعنی اس کو پہلے سے سب کی خبر ہوتی ہے) اور (اسی طرح) نہ کسی کی عمر زیادہ (مقرر) کیجاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم (مقرر) کیجاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہوتا ہے (جس کو حق تعالے نے اپنے علم قدیم کی موافق اس میں ثبت فرما دیا ہے اور گو معلومات لاتعد ولاتحصی ہیں مگر یہ تعجب نہ کرو کہ قبل از وقوع سب واقعات کو کیسے مقدر و مقرر فرما دیا کیونکہ) یہ سب اللہ کو آسان ہے (کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے جس کی نسبت جمیع معلومات کے ساتھ قبل از وقوع وبعد از وقوع یکساں ہے) اور (آگے قدرت کے اور دلائل سنو کہ باوجودیکہ پانی مادہ واحدہ ہے مگر باوجود وحدت قابل کے اس میں اختلاف افعال سے دو مختلف قسمیں پیدا کر دیں چنانچہ) دونوں دریا برابر نہیں ہیں (بلکہ) ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے جس کا پینا بھی (بوجہ قبول طبیعت کے) آسان اور ایک شور تلخ ہے (تو یہ امر بھی عجائب قدرت سے ہے) اور (دوسرے دلائل قدرت بھی ہیں جو دلالت علی القدرۃ کے ساتھ دال علی النعمۃ بھی ہیں بعض تو انہیں دریاؤں کے متعلق ہیں مثلاً یہ کہ) تم ہر ایک (دریا) سے (مچھلیاں نکال کر ان کا) تازہ گوشت کھاتے ہو اور (نیز) زیور (یعنی موتی) نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو اور (اے مخاطب) تو کشتیوں کو اس میں دیکھتا ہے پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم (ان کے ذریعہ سے سفر کر کے) اس کی روزی ڈھونڈو اور تاکہ (روزی حاصل کر کے) تم (اللہ کا) شکر کرو (اور بعض اور نعمتیں ہیں مثلاً یہ کہ) وہ رات (کے اجزاء) کو دن (کے اجزاء) میں داخل کر دیتا ہے اور دن (کے اجزاء) کو رات (کے اجزاء) میں داخل کر دیتا ہے (جس سے دن اور رات کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق منافع حاصل ہوتے ہیں) اور (مثلاً یہ کہ) اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے (ان میں سے) ہر ایک وقت مقرر (یعنی یوم قیامت) تک (اسی طرح) چلتے رہیں گے یہی اللہ (جس کی یہ شان ہے) تمہارا پروردگار ہے اسی کی سلطنت ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی برابر بھی اختیار نہیں رکھتے (چنانچہ جمادات میں تو ظاہر ہے اور ذوات الارواح میں بایں معنی کہ بالذات اختیار نہیں رکھتے اور ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری (اول تو) سنیں گے نہیں (جمادات تو بوجہ عدم قوت سامعہ کے اور ذوات الارواح بایں معنی کہ جیسے سماع کے کفار معتقد تھے کہ سماع لازم و دائم ہے وہ منفی ہے) اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں گے (جمادات میں تو یہ تقدیر فرض محض اور بوجہ شرطیہ ہونے قضیہ کے وقوع مقدم کا ضروری نہیں اور ذوات الارواح میں یہ تقدیر گاہے واقعی بھی ہو سکتی ہے اور ما استجابوا میں نفی استجابت کی جمادات کے حق میں تو بوجہ عدم قابلیت کے ہے اور ذوات الارواح میں سے جو مقبول ہیں مثل ملٰئکہ کے ان میں بوجہ عدم رضا کے اور جو غیر مقبول ہیں جیسے شیاطین ان میں جو امور مدعو لہا ان کے اختیار سے خارج ہیں ان میں بوجہ عدم قدرت کے اور جو اختیار میں ہیں ان میں باعتبار عدم قدرت مستقلہ کے یہ حالت تو ان معبودین کی دنیا میں ہے) اور قیامت کے روز وہ (خود) تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کریں گے (کقولہ تعالے ما کانوا ایانا یعبدون وغیر ذلک من الآیات)

اور (ہم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے صدق میں ذرا شک و شبہ نہیں کیونکہ ہم حقائق امور کی پوری خبر رکھنے والے ہیں اور اے مخاطب) تجھ کو خبر رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں بتلاویگا (پس ہمارا بتلانا سب سے زیادہ صحیح ہے) **ف** یہ مشہور ہے کہ موتی صرف دریائے شور سے نکلتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو تستخرجون حلیۃ الخ صرف دریائے شور کے اعتبار سے ہوگا ای وتستخرجون من الملح حلیۃ الخ یعنی منفعت مذکورہ لحم طری کی تو مشترک تھی اور بعضے منافع خاص ہیں دریائے شور کے ساتھ کہ وہ استخراج حلیہ ہے اور اس صورت میں تری الفلک فیہ میں ضمیر مجرور کا اعادہ بھی بحر ملح کی طرف مناسب ہوگا جو استخراج حلیہ کے قرینہ سے مثل مذکور متصل کے ہو اور گو یہ منفعت مشترک ہی لگر دریائے شور میں اکثر بڑے بڑے جہازوں کا چلنا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

اے لوگو تم خدا کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کردے اور ایک نئی مخلوق پیدا کردے - اور یہ بات خدا کو

بِعَزِيْزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ ربع

کچھ مشکل نہیں - اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھاویگا - اور اگر کوئی بوجھ کا لدا ہوا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے بلاویگا تب بھی اس میں سے کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا جاویگا اگرچہ وہ شخص قرابتدار ہی ہو آپ تو صرف

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى

ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے لیے پاک ہوتا ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اندھا

وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور دھوپ اور زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے اللہ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا

اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں - ہم ہی نے آپ کو حق دیکر خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی

خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ

جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گذرا ہو - اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاویں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں

٣ ع ١٢ ١٥ الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

لے کر آئے تھے - پھر میں نے ان کافروں کو پکڑ لیا سو میرا عذاب کیسا ہوا -

جس میں معنے مسخر اور اشتہار فضل کے زیادہ متحقق ہیں وجہ اختصاص کی ہو سکتی ہے اور کل یجری لاجل مسمی کے متعلق ایک ضروری مضمون سورۂ لقمان کے رکوع سوم کے اخیر ایسی جملہ کے مشابہ جملہ کی تفسیر میں لکھا گیا ہے جو قابل ملاحظہ ہے اور ان العزۃ للہ جمیعا کے ترجمہ میں بالذات کی قید ظاہر کر دینے سے یہ آیت اس آیت کے منافی نہ رہی وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین جیسا کہ ظاہر ہے اور ان آیات میں قدرت کے دلائل زیادہ اور علم کے کم فرمانے کی شاید یہ وجہ ہو کہ آثار قدرت کے آثار علم سے اظہر ہیں اور دلائل قدرت میں دونوں طرف دلائل آفاقیہ اور درمیان میں دلائل انفسیہ شاید اس لیے لائے گئے ہوں کہ التفات آفاقیہ کی طرف زیادہ ہوتا ہے جیسا مشاہد ہے اور تلبسون کے متعلق سورۂ نحل کے دوسرے رکوع میں ضروری مضمون لکھا گیا ہے **ربط** اوپر توحید کا ذکر تھا چونکہ کفار اس کا انکار کرتے تھے اور اس انکار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا آگے انکار سے حق تعالیٰ کا ضرر نہ ہونا بلکہ خود ان کفار ہی کا ضرر ہونا اور تسلیم سے حق تعالیٰ کا کچھ نفع نہ ہونا بلکہ خود ان ہی کا نفع ہونا اور دنیا میں اس ضرر کا احتمال اور آخرت میں اس کا وقوع بیان کر کے کفار کی تحذیر اور اسکے بعد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حزن پر آپ کے تسلیہ کا مضمون ہے *

تحذیر منکرین وتسلیہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝١٥ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝١٦ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝١٧ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ
مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝١٨
وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝١٩ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝٢٠ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝٢١ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝٢٢
اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝٢٣ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝٢٤ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝٢٥ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝٢٦

اللغات الحمل ما یحمل الحرور الحر ١٢
البلاغۃ قولہ ما یستوی الاعمی الخ لم یعد فیہ لا کما اعید فیما بعدہ لان المخاطب فی اول الکلام لا یقصر فی فہم المراد لکون توجیہہ ظاہرا بخلاف ما بعدہ فی مقتضی التاکید والاہتمام ولما کان عدم الاستواء بین الکافر والمومن مقصودا بدئ الکلام بہ واہتم علیہ واعید الفعل بخلاف عدم الاستواء فی طرفیہما وثمرتیہما فانہ حکم بہ تبعا فلم یعد فیہ الفعل واللہ اعلم ١٢

اے لوگو تم (ہی) خدا کے محتاج ہو اور اللہ (تو) بے نیاز (اور خود تمام) خوبیوں والا ہے (پس تمہاری احتیاج دیکھ کر تمہارے نفع کے لیے توحید وغیرہ کی
تعلیم کی گئی ہے اگر تم نہیں مانو گے تو تم اپنا ضرر کرو گے باقی حق تعالے کو تو بوجہ غنائے ذاتی وکمالاتی کے تمہاری یا تمہارے عمل کی کوئی حاجت ہی نہیں
کہ اس کے ضرر کا احتمال ہو اور کفر پہ جو ضرر ہونے والا ہے خدا تعالے اُس کے فی الحال القاع پر بھی قادر ہے چنانچہ) اگر وہ چاہے تو (تمہارے کفر کی
سزا میں) تم کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے (جو تمہاری طرح کفر و انکار نہ کریں) اور یہ بات خدا کو کچھ مشکل نہیں (لیکن مصلحت مہلت دے رکھی
ہے غرض یہاں تو وہ ضرر محض محتمل الوقوع ہے لیکن قیامت میں وہ ضرر واقع ہو جاوے گا) اور (اُس وقت یہ حالت ہوگی کہ) کوئی دوسرے کا بوجھ (گناہ
کا) نہ اُٹھاویگا اور (خود تو کوئی کسی کی کیا رعایت کرتا یہ حالت ہوگی کہ) اگر کوئی بوجھ کا لدا ہوا (یعنی کوئی گنہگار) کسی کو اپنا بوجھ اُٹھانے کے لیے بلاویگا (بھی)
تب بھی اُس میں سے کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا جاوے گا اگرچہ وہ شخص (جس کو اس نے بلایا تھا اس کا) قرابت دار ہی (کیوں نہ) ہو (پس اُس وقت پورا
ضرر اس کفر و بدعملی کا خود ہی بھگتنا پڑیگا یہ تو تخذیر منکرین کی ہوگئی آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ انکے
انکار پر جس کی سزا یہ ایک دن ضرور بھگتیں گے اس قدر غم و افسوس کیوں کرتے ہیں) آپ تو (ایسا ڈرانا جس پر نفع مرتب ہو) صرف ایسے لوگوں
کو ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں (مراد اس الذین سے مؤمنین ہیں یعنی آپ کے انذار سے صرف مؤمنین
منتفع ہوتے ہیں فی الحال ہوں یا باعتبار مایؤل کے اور امر مشترک دونوں میں طلب حق ہے مطلب یہ کہ طالب حق کو نفع ہوا کرتا ہے یہ لوگ طالب
حق ہی نہیں ان سے امید ہی نہ رکھیے) اور (آپ ان کے ایمان نہ لانے سے اسقدر فکر کیوں کرتے ہیں) جو شخص (ایمان لا کر شرک و کفر سے) پاک ہوتا ہے
وہ اپنے (نفع کے) لیے پاک ہوتا ہے اور (جو نہیں ایمان لاتا وہاں بھگتے گا کیونکہ سب کو) اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے (پس نفع ہے تو اُن کا
آپ کیوں غم کرتے ہیں) اور (ان لوگوں سے کیا توقع رکھی جاوے کہ ان کا ادراک مثل ادراک مؤمنین کے ہو اور اُس ادراک سے مؤمنین کی طرح
یہ بھی طریق حق کو قبول کرلیں اور قبول حق کے ثمرات دینی میں بھی یہ لوگ شریک ہو جاویں کیونکہ مؤمنین کی مثال ادراک حق میں بصیر کی سی اور انکی
مثال عدم ادراک حق میں اعمیٰ کی سی ہے اور اسی طرح مؤمن نے ادراک حق کے ذریعہ سے جس طریق ہدایت کو اختیار کیا ہے اُس طریق حق کی مثال
نور کی سی ہے اور کافر نے عدم ادراک حق سے جس طریقہ کو اختیار کیا ہے اُس کی مثال ظلمت کی سی ہے کما قال تعالی وجعلنا له نورا یمشی به فی
الناس کمن مثله فی الظلمات لیس بخارج منہا اور اسی طرح جو ثمرہ جنت وغیرہ اس طریق حق پر مرتب ہوگا اُس کی مثال ظل بارد کی سی ہے اور جو
ثمرہ جہنم وغیرہ طریق باطل پر مرتب ہوگا اُس کی مثال جلتی دھوپ کی سی ہے کما قال تعالی وظلی ممدود الی قوله فی سموم اور ظاہر ہے کہ) اندھا اور
آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور دھوپ (پس نہ ان کا اور مؤمنین کا ادراک برابر ہوا اور نہ ان کا طریقہ اور نہ اُس
طریقہ کا ثمرہ) اور (مؤمن اور کافر میں جو تفاوت اعمیٰ و بصیر کا سا کہا گیا تو اُس سے مقصود نفی کمی کی ہے نہ کہ زیادتی کی کیونکہ ان میں تفاوت مردہ
اور زندہ کا سا ہے پس ان کی برابری کی نفی کے لیے یوں بھی کہنا صحیح ہے کہ) زندے اور مُردے برابر نہیں ہو سکتے (اور جب یہ مردے ہیں تو مردوں
کو زندہ کرنا خدا کی تو قدرت میں ہے بندہ کی قدرت میں نہیں پس اگر خدا ہی انکو ہدایت کردے تب تو اور بات ہے کیونکہ) اللہ جسکو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے
(باقی آپ کی کوشش سے یہ لوگ حق کو قبول نہیں کرینگے کیونکہ انکی مثال تو مردوں کی سی ہے آپ نے سن لی) اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں
(مدفون) ہیں (لیکن) اگر یہ نہ مانیں تو آپ غم میں نہ پڑیے کیونکہ) آپ تو (کافروں کے حق میں) صرف ڈرانے والے ہیں (آپ کے ذمہ یہ نہیں کہ وہ کافر ڈر کو
مان بھی جاویں اور یہ ڈرانا بھی آپ کا اپنی طرف سے نہیں جیسا منکرین نبوت کہتے تھے بلکہ ہماری طرف سے ہے کیونکہ) ہم ہی نے آپکو (دین) حق دیکر (مسلمانوں
کو) خوشخبری سنانیوالا اور (کافروں کو) ڈر سنانیوالا بنا کر بھیجا ہے اور (یہ بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں جیسا کافر کہتے تھے بلکہ) کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جسمیں
کوئی ڈر سنانے والا (یعنی پیغمبر) نہ گذرا ہو اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاویں تو (آپ ان گذشتہ پیغمبروں کا جن کا ابھی اجمالاً ذکر ہوا ہے اور تفصیلاً دوسری آیات
میں ذکر ہے کافروں کے ساتھ معاملہ یاد کر کے اپنے دل کو سمجھا لیجیے کیونکہ) جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے بھی (اپنے وقت کے پیغمبروں کو) جھٹلایا
تھا (اور) اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے (یعنی بعضے صحائف اور بعضے بڑی کتابیں اور بعضے صرف
معجزات مصدقہ نبوت اور احکام انبیاء سابقین لے کر آئے) پھر (جب انہوں نے جھٹلایا تو) میں نے اُن کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھو) میرا کیسا عذاب ہوا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا

کیا تونے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے اور پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں سفید سرخ کہ انکی بھی رنگتیں مختلف ہیں

وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ

اور بہت گہرے سیاہ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ اُن کی رنگتیں مختلف ہیں خدا سے اُس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے

(اسی طرح ان کے دقت پران کو سزا دونگا) **ف** ظلمات و نور و ظل و حرور کی تساوی کی نفی اس پر مبنی نہیں کہ ان کے مشبہ کے تساوی کا شبہ تھا بلکہ اس لیے ہے کہ استدلال ہے اُن کی ہدایت نہ ہونے پر کہ دیکھو ان اشیاء کے مشبہات یعنی ہدایت و ضلالت و جنت و نار کی عدم تساوی تو معلوم ہی ہے اور ہر فریق کے لیے ایک ایک شق مقدر ہے تو کافروں کی ہدایت کی توقع کرنا گویا ان امور کی توقع تساوی کو مستلزم ہے جو کہ محال ہے پس لزوم بھی علی المبالغہ منفی ہے اور ان انت الا نذیر کے ترجمہ سے شبہ ثانی کا اگلی آیت انا ارسلنک بشیرا و نذیرا سے جاتا رہا ہیں اس حصر سے یا تو بشیر کی نفی اصلا مقصود نہو بلکہ مقصود آپ کے مسئول عنہ ہونے کی نفی ہو کما قال تعالیٰ ولا تسئل عن اصحاب الجحیم اور یا بشیر کی نفی باعتبار کفار کے ہو میرے ترجمہ سے دونوں امر ظاہر ہیں اور سورہ نحل کے رکوع چہارم آیۃ ولقد بعثنا الخ کی تفسیر میں ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کے متعلق کچھ مضمون گذر چکا ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے اور سماع موتی کے متعلق سورہ نمل کی آخر آیت انک لا تسمع الموتی کی تفسیر میں ضروری بحث لکھی گئی ہے اور لا یحمل منہ شیء معارض نہیں آیت عنکبوت ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم کے چنانچہ اُس کی تقریر ترجمہ دیکھنے سے واضح ہو سکتی ہے۔ **ربط** جیسا اوپر کی جگہ توحید کا مضمون آچکا ہے آگے پھر عود ہے توحید کی طرف اور توحید کے ساتھ اُس کے علم کے ایک ثمرہ علی کا کہ خشیت ہے اور اُس ثمرہ کی تعلیل کے لیے بعض صفات الٰہیہ کا بیان ہے ۔

وحدت و خشیت و تقویت و بعلت

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اُس (پانی) کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے (خواہ مع اختلاف انواع و اصناف کے خواہ ایک ہی نوع اور یا ایک ہی صنف میں) اور (اسی طرح) پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں (بعضے) سفید (اور بعضے) سرخ کہ (پھر خود) اُن (سفید اور سرخ) کی بھی رنگتیں مختلف ہیں (کہ بعضے بہت سفید اور بہت سرخ ہیں اور بعضے ہلکے سفید اور ہلکے سرخ) اور (بعضے نہ سفید نہ سرخ بلکہ) بہت گہرے سیاہ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ انکی رنگتیں مختلف ہیں (بعض کے تفاوت اختلاف سے)

اللغات فی الروح جدد جمع جدۃ بالضم وہی الطریقۃ من جدہ اذا قطعہ وقال ابوالفضل ہی من الطرائق مایخالف لونہ لون مایلیہ ومنہ جدۃ الحمار للخط الذی فی وسط ظہرہ یخالف لونہ اھ ونحوہ فی القاموس قلت وما ترجمت بہ ہو اخذ بالحاصل لان طرائق الجبل لا یراد بہا الطریق بین الجبلین بل الطرائق للصعود الی الجبل والہبوط منہ وہذہ الطرائق ظاہر کونہا اجزاء منہ وفی الروح ان الکلام علی تقدیر مضاف ان لم تقصد المبالغۃ لان الجبال لیس نفس الطرائق ای ذو جدد والغربیب ہو الذی ابعد فی السواد واغرب فیہ وکثر فی کلامہم اتباعہ للاسود علی انہ صفۃ لہ او تاکید ۱۲

النحو قولہ اخرجنا فیہ التفات قولہ من الجبال خبر مقدم وجدد بیض مبتدا مؤخر وفی قولہ مختلف الوانہا مختلف صفۃ بیض وحمر والوانہا فاعل لہ ولیس مبتدا ومختلف خبرہ او جوب مختلفۃ ح وقولہ غرابیب عطف علی بیض وسود بدل من غرابیب لا صفۃ لان الاتصاف الامر فیہ بالعکس واصل الکلام ان الغرابیب صفۃ لسود مقدر قبلہ وقولہ من الناس تقدیر للمبتدا ای منہم بعض مختلف الوانہ او بتاویل من بالبعض واعتبارہ مبتدا ای وبعضہم مختلف الوانہ علی ما ذکروا فی قولہ تعالیٰ ومن الناس من یقول آمنا باللہ قولہ کذلک فی محل النصب صفۃ لمصدر مختلف والتقدیر مختلف اختلافا کائنا کذلک ای کاختلاف الثمرات والجبال ۱۲

البلاغۃ قولہ غرابیب سود لما کان اصل الکلام وسود غرابیب سو نکتہ الظہر لک مما یتعلق بالنحو فی ہذہ الآیۃ یکون فی سود المذکور تفسیر بعد الابہام ومزید الاعتناء بوصف السواد حیث دل علیہ من طریق الاضمار والاظہار ولعل النکتۃ فی ہذا الاعتناء کثرۃ ہذا اللون فی جبال الحجاز بالنسبۃ الی اخواتہا وکانہ لما اعتنی بامر السواد بافادۃ انہ فی نہایۃ الشدۃ لم یذکر بعدہ الاختلاف بالشدۃ والضعف کذا فی الروح وفیہ ایضا ان ایراد الجملتین اسمیتین مع مشارکتہما لما قبلہما من الجملۃ الفعلیۃ فی الاستشہاد بمضمونہا

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماندہ نہ ہوگی۔ تاکہ اُنکو

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ

اُن کی اجرتیں پوری دیں اور اُن کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیں۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ اور یہ کتاب جو ہم نے آپکے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے

إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھوں میں پہونچائی جنکو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے ہیں۔ اور بعضے اُن میں

مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا

متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے اُن میں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے۔ وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہونگے اُنکو

مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝

سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے اور پوشاک اُن کی وہاں ریشم کی ہوگی

سابقہ اور بعض اوقات ایک صنف میں بھی پس جو لوگ ان دلائل قدرت میں غور کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی عظمت کا علم ہوتا ہے اور) خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی اس عظمت کا) علم رکھتے ہیں (اگر علم عظمت کا اعتقادی ہے تو خشیت بھی اعتقادی ہے اور اگر علم عظمت کا حالی ہے تو خشیت بھی حالی ہے اور) واقعی اللہ تعالیٰ (سے ڈرنا فی نفسہ بھی ضرور ہے کیونکہ وہ) زبردست (ہے کہ سب کچھ کر سکتا ہے اور ایک غایت مقصودہ کی وجہ سے بھی ضرور ہے کیونکہ وہ ڈرنے والوں کے گناہوں کا) بڑا بخشنے والا ہے (پس خشیت مقتضائے عزت بھی ہے اور مقتضائے غفوریت بھی) **ف** انما یخشی الخ کی جو تقریر کی گئی ہے اس سے اس شبہ کی گنجائش نہ رہی کہ بعض اہل علم کو خشیت سے خالی دیکھا جاتا ہے اور ان آیتوں کے ارتباط کی ایک تقریر اور بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ یہ بھی داخل مضمون تسلیہ ہے جو اس کے متصل آیات میں مذکور ہے پس حاصل یہ ہوگا کہ ہم نے جو مومن و کافر میں تفاوت اعمیٰ و بصیر کا سا رکھا ہے سو کچھ ان کی تخصیص نہیں ہے اور مخلوقات میں بھی بمقتضائے حکمت امور کثیرہ میں اختلافات رکھے ہیں چنانچہ دیکھو ثمرات اور احجار اور حیوانات کے الوان ہی میں کیسا تفاوت رکھا ہے پس اس صورت میں کافروں سے کیا توقع رکھی جاوے اور ان کے ایمان نہ لانے سے کیوں افسوس کیا جاوے آپ کے انذار سے تو صرف انہیں لوگوں میں خشیت اور خشیت سے اطاعت پیدا ہو سکتی ہے جن کو مضمون انذار میں تدبر کر کے حق تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل ہوتا ہے جیسا اسی مضمون سے تسلیہ شروع بھی ہوا تھا انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب الخ پس چونکہ مضمون مقصود یہی تھا اسی پر ختم بھی کیا گیا اور پہلی تقریر لکھ چکنے کے بعد جب یہ تقریر خیال میں آئی تو اس سے احسن معلوم ہوئی فاختر ایھما شئت اور امور مختلفہ میں تخصیص لون کی شاید اس لیے ہو کہ اسمیں اختلاف اظہر ہے اور مقدمہ دلیل جس قدر اظہر ہو افید للمطلوب ہے **ربط** اوپر تین جگہ ایک تو ان وعد اللہ حق الی قولہ کبیر اور دوسرے کذلک النشور الی قولہ یبور تیسرے ولا تزر وازرۃ الی قولہ المصیر اجمالاً آخرت اور اسکی مجازاۃ و مکافاۃ کا ذکر آچکا ہے اور مضمون بالا کے ختم پر عزیز غفور سے بھی جزا و سزا کی طرف اشارہ ہوا ہے آگے اس کی تفصیل اور زیادت تصریح ہے۔

بیان مثوبات و عقوبات مع تفاضل اعمال و تفاوت عمال

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝
وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ
مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝ ۳۳

النحو قولہ لیوفیھم متعلق بمحذوف یدل علیہ المذکور من قولہ لن تبور کما تضح من ترجمتی قولہ ثم اورثنا ثم محمول علی ظاہر معناہ من التراخی الزمانی لان الایراث متأخر عن الایحاء اما کونہ لمہلۃ فان اعتبر الایراث باعتبار مجموع المسلمین فظاہر وان قطع النظر عنہ فالمہلۃ وعدم المہلۃ لیس منضبطًا وانما یدور علی العرف باعتبارات مناسبۃ للمقام قولہ جنت ای ہی جنت والضمیر راجع الی الاجر والفضل قولہ لؤلؤا عطف علی محل من اساور ۱۲

الروایات اخرج الترمذی وحسنہ مرفوعا فی ہذہ الآیۃ ثم اورثنا الی الخیرات ہولاء کلہم بمنزلۃ واحدۃ وکلہم فی الجنۃ اھ وقولہ علیہ السلام کلہم فی الجنۃ عطف تفسیری ۱۲

البلاغۃ قولہ سرا وعلانیۃ کنایۃ عن جمیع الاحوال کیفما اتفق لانہم یقصدونہا قولہ یرجون عبر عن الرجاء مع تحقق الوعد اشارۃ الی ان فی قولہ قلوبہم جملۃ قولہ فمنہم الخ لعل النکتۃ فی التقسیم قصد الاشعار بان الایراث عام من السابقین مع تحقق التصدیق بکل مبادرین

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا

اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا جہاں نہ ہم کو کوئی

فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ

کلفت پہونچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہونچے گی اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا آویگی کہ مر ہی جاویں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی اُن سے ہلکا کیا جاویگا

كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ

ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اُس میں چلاویں گے۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال لیجیے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف اُن کاموں کے جو کیا کرتے تھے کیا ہم نے تمکو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جسکو سمجھنا ہوتا

ع ۱۱ / ۱۴

فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝

وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہونچا تھا۔ سو مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝ جو لوگ کتاب اللہ یعنی قرآن کی تلاوت (مع العمل) کرتے رہتے ہیں اور (خصوصیت واہتمام کے ساتھ) نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور علانیہ (جس طرح بن پڑتا ہے) خرچ کرتے ہیں وہ (بوجہ وعدہ الٰہیہ کے) ایسی (دائم النفع) تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی (کیونکہ اس سودے کا خریدار کوئی مخلوقات میں سے نہیں ہے جو کبھی تو سودے کی قدر کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا بلکہ اس کا خریدار خود حق تعالیٰ ہوگا جو ضرور حسب وعدہ اپنی غرض سے نہیں بلکہ محض اُن کی نفع رسانی کے لیے اُس کی قدر کرے گا) تاکہ اُن کو اُن (کے اعمال) کی اُجرتیں (بھی) پوری (پوری) دیں (جس کا آگے بیان آوے گا جنت عدن الخ) اور (علاوہ اُجرت کے) اُن کو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دیں (اور اس میں سے تضاعف حسنات بھی ہے کما قال تعالیٰ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے (پس اُن کے اعمال میں جو کچھ کوتاہی رہ گئی تھی اُس کو بخش کر جس قدر تھوڑی بہت اُس میں خوبی رہ گئی تھی اُس کی ایسی قدر کی کہ اُجرت کے علاوہ انعام بھی دیا) اور (قرآن مجید پر عمل کرنے کی برکت سے جو ان کو اجر وفضل ملا سو واقعی قرآن مجید ایسی ہی چیز ہے کیونکہ) یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی (باین معنی) تصدیق کرتی ہے (کہ اُن کو باصلہ منزل من اللہ بتلاتی ہے گو بعد میں محرف ہو گئی ہوں غرض یہ کتاب ہر طرح کامل ہے اور چونکہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی (حالت کی) پوری خبر رکھنے والا (اور اُن کی مصلحتوں کو) خوب دیکھنے والا ہے (اس لیے اس وقت ایسی ہی کتاب کامل کا نازل کرنا قرین حکمت بھی تھا اور کتاب کامل کا عامل مستحق بھی جزائے کامل ہی کا ہوگا جو کہ مجموعہ ہے اجر وفضل کا پس اس اجر وفضل کے افاضہ کے لیے یہ کتاب ہم نے اول آپ پر نازل کی اور) پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھوں میں پہونچائی جنکو ہم نے اپنے (تمام دنیا جہان کے) بندوں میں سے (باعتبار ایمان کے) پسند فرمایا (مراد اس سے اہل اسلام ہیں جو اس حیثیت ایمان سے تمام دنیا والوں میں مقبول عند اللہ ہیں گو اُن میں کوئی دوسری وجہ مثل سوء عمل کے موجب ملامت بھی ہو مطلب یہ کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں وہ کتاب پہنچائی پھر اُنمیں باوجود اشتراک فی الاصطفاء کے تین قسمیں ہیں کہ) بعضے تو اُن میں (کوئی گناہ کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے اُن میں (جو نہ گناہ کرتے ہیں

البلاغة	اللغات
البلاغة قوله ان ربنا لغفور شكور الى فضله اعادة ذكر غفور شكور وذكر الفضل بعد قوله انه غفور شكور وقوله ويزيدهم من فضله كالصريح فى ان قوله جنت عدن هى بيان للاجر والفضل لا للفضل الكبير المراد به الاصطفاء ۱۲	اللغات النصب التعب واللغوب كلال وفتور وهو نتيجة النصب واشرت الى هذا الفرق فى الترجمة قوله لا يقضى اى الحكم بالموت لا الموت بالحاج قوله فيموتوا اى تاويل واشرت الى ذلك ايضا فى الترجمة ۱۲

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ

بیشک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا۔ بیشک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا۔ وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا۔ سو جو شخص

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝

کفر کرے گا اُس کے کفر کا وبال اُسی پر پڑے گا اور کافروں کے لیے اُن کا کفر اُن کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے اور کافروں کے لیے اُن کا کفر خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ

آپ کہیے کہ تم اپنے قرار دادہ شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجھکو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے یا اُن کا آسمان میں کچھ ساجھا ہے۔

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ

یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں

اور نہ طاعات میں ضروریات سے تجاوز کرتے ہیں) متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے اُن میں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں (کہ گناہوں سے بھی بچتے ہیں اور فرائض کے ساتھ غیر فرائض کی بھی ہمت کرتے ہیں غرض ہم نے تینوں قسم کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں وہ کتاب پہونچائی اور) یہ (یعنی ایسی کتاب کا اُن کا پہونچا دینا خدا کا) بڑا فضل ہے (کیونکہ اُس پر عمل کرنے کی بدولت کیسے اجر و فضل کے مستحق ہو گئے آگے اُس اجر و فضل مذکور بالا کا بیان ہے کہ) وہ (اجر و فضل) باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جس میں یہ لوگ (مذکورین آیت ان الذین یتلون الخ) داخل ہونگے (اور) اُن کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے اور پوشاک اُن کی وہاں ریشم کی ہوگی اور (وہاں داخل ہو کر) کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لیے رنج و) غم دُور کیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اُتارا جہاں نہ ہم کو کوئی کلفت پہونچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہونچیگی (یہ تو عاملان کتاب اللہ و احکام کا حال ہوا) اور جو لوگ (برخلاف ان کے) کافر ہیں اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو اُن کی قضا آویگی کہ مر ہی جاویں (تاکہ مر کر چھوٹ جاویں) اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جاویگا ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور وہ لوگ اُس (دوزخ) میں (پڑے ہوئے) چلاویں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (یہاں سے) نکال لیجیے ہم (اب خوب) اچھے (اچھے) کام کرینگے برخلاف اُن کاموں کے جو (پہلے) کیا کرتے تھے (ارشاد ہوگا کہ) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور (صرف عمر ہی دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ) تمہارے پاس (ہماری طرف سے) ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) بھی پہونچا تھا (خواہ بواسطہ یا بلاواسطہ مگر تم نے ایک نہ سُنی) سو (اب اُس نہ ماننے کا) مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا (یہاں) کوئی مددگار نہیں (ہم تو بوجہ ناراضی کے اور دوسرے بوجہ عدم قدرت کے خواہ اُس کے ساتھ عدم رضا ہو یا رضا ہو) **ف** اولم نعمرکم ما یتذکر میں جو عمر مذکور ہے مراد اس سے عمر بلوغ ہے کہ بقدر ضرورت اُس میں کمال فہم حاصل ہو جاتا ہے اسی لیے اُس میں مکلف ہو جاتا ہے قتادہ رض سے در منثور میں یہی تفسیر منقول ہے قال اعلموا ان طول العمر حجة نزلت وان فیہم لابن ثمان عشر سنة اور مراد اس سے بلوغ ہے جیسا امام صاحب نے اکثر بلوغ کی یہی مدت ٹھیرائی ہے اور بعض حدیثوں میں جو اس کی تفسیر میں ساٹھ برس آئے ہیں مراد اس سے تخصیص نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس سے اور زیادہ احتجاج ہوگا اور یتلون پر ترتب دخول جنت کا دال ہے اُس کے تسبب پر اور اس سے موقوف علیہ ہونا لازم نہیں آتا اور اگر دخول اولے کا موقوف علیہ ٹھیرا لیا جاوے تو تلاوت سے مراد عمل ہے جو کہ مقصود بالتلاوة ہے کیونکہ بدون عمل کے تلاوت معتد بہ نہیں۔

ربط اوپر اکثر آیات سورت میں توحید مذکور ہوئی ہے آگے پھر اثبات توحید و ابطال شرک کا مضمون ہے اور درمیان میں بطور تفریع کے کفر کی شناعت مذکور ہے۔

توحید مع تہدید

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ

النحو قوله ارونی بدل اشتمال من ارایتم لانه بمعنی اخبرونی ۱۲

البلاغة قوله لا یزید فی الروح یعنی تقبیر لقوله سبحانه فعلیه کفره وزیادة لتفصیله نزل منزلة المغایر له ولولا ذلک لفصل عنه والتکریر لزیادة التقریر والتنبیه علی ان اقتضاء الکفر لکل واحد واحد من الامرین المقت والخسار مستقل باقتضاء قبحه ووجوب التجنب عنه بمعنی انه لو لم یکن الکفر مستوجبا للشئ سوی مقت الله لکفی ذلک فی قبحه وکذا الو لم یستوجب شیئا سوی الخسار لکفی قوله ام اتیناهم فیه التفات ۱۲

بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَاۚ وَلَئِنْ

بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکہ کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں۔ اور اگر

زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی اُن کو تھام بھی نہیں سکتا وہ حلیم غفور ہے۔

بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَاۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ ۴۱ بیشک اللہ (ہی) جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا بیشک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا (پس کمال علمی تو اُس کا ایسا ہے اور کمال عملی جو کہ قدرت اور نعمت دونوں پر دال ہے یہ ہے کہ) وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا (اور ان دلائل و نعم کا مقتضا یہ تھا کہ استدلالاً و شکراً توحید و اطاعت اختیار کرتے مگر بعضے اس کے خلاف کفر و خلاف پر مصر ہیں) سو (کسی دوسرے کا کیا بگڑتا ہے بلکہ) جو شخص کفر کرے گا اُس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا اور (اُس وبال کی تفصیل یہ ہے کہ) کافروں کے لیے اُن کا کفر اُن کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے (جو دُنیا ہی میں متحقق ہو جاتی ہے) اور (نیز) کافروں کے لیے اُن کا کفر (آخرت میں) خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے (کہ وہ حرمان ہے جنت سے اور کندہ بنتا ہے جہنم کا اور یہ جو کفر و شرک پر مصر ہیں) آپ (ان سے ذرا یہ تو) کہیے کہ تم اپنے قرار داد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے یا اُن کا آسمان (بنانے) میں کچھ ساجھا ہے (تاکہ دلیل عقلی سے اُن کا استحقاق عبادت ثابت ہو) یا ہم نے اُن (کافروں) کو کوئی کتاب دی ہے (جس میں صحت اعتقاد شرک لکھا ہو) کہ یہ اُس کی کسی دلیل پر قائم ہوں (اور اُس دلیل نقلی سے اپنے دعوے کو ثابت کر دیں اصل یہ ہے کہ نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے) بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نری دھوکہ کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں (کہ ان کے بڑوں نے ان کو بے سند غلط بات بتلا دی کہ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ حالانکہ واقع میں وہ محض بے اختیار ہیں پس وہ مستحق عبادت بھی نہیں البتہ مختار مطلق حق تعالےٰ ہے تو وہی قابل عبادت بھی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ کے مختار اور دوسروں کے غیر مختار ہونے کے دلائل میں سے نمونہ کے طور پر ایک مختصر سی بات بیان کرتے ہیں کہ دیکھو یہ تو) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کو (اپنی قدرت سے) تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں اور اگر (بالفرض) وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا[1] اور کوئی اُن کو تھام بھی نہیں سکتا (جب اوروں سے عالم کی حفاظت بھی نہ ہو سکتی ہو تو احداث و ایجاد جواہر یا اعراض جس میں حوائج بھی داخل ہیں اُن سے کیا صادر ہوا پھر استحقاق عبادت کیسا اور باوجود بطلان شرک کے شرک کرنا مقتضی تو اس کو تھا کہ ان کو ابھی سزا دیدی جاوے مگر چونکہ) وہ حلیم (ہے اس لیے مہلت دے رکھی ہے اور اگر اس مہلت میں یہ لوگ حق کی طرف آجاویں تو چونکہ وہ) غفور (بھی) ہے (اس لیے سب گذشتہ شرارتیں ان کی معاف کر دی جاویں) **ف** یمسک السمٰوٰت والارض سے سکون سموات یا سکون ارض پر استدلال کرنے کا جواب احقر کے ترجمہ سے نکل آیا یعنی زوال سے مراد انتقال ہے حالت موجودہ منتظمہ سے کہ وہی برہم زن نظام عالم ہے خواہ وہ حالت بالفعل حرکت کی ہو یا سکون اور حرکت خواہ اینیہ ہو یا وضعیہ واللہ اعلم **ربط** اوپر بضمن بیان توحید و رسالت و بعث کے کفار کی تکذیب کا متعدد جگہ بیان ہوا ہے کقولہ تعالےٰ وان یکذبوک الخ وکقولہ تعالےٰ ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الخ وکقولہ تعالےٰ والذین یمکرون الخ وکقولہ تعالےٰ والذین تدعون من دونہ الخ وکقولہ تعالےٰ فمن کفر الخ وکقولہ تعالےٰ ان یعد الظالمون الخ آگے اسی انکار و تکذیب پر تشنیع اور اُس پر تفریع فرما کر سورت ختم کرتے ہیں

اللغو قولہ یمسک بمعنی یمنع فان تزولا مفعول علی الحذف والایصال لانہ یتعدی بمن ای یمنعہما من ان تزولا اھ و ترجمۃ بالحاصل ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی من بعدہ سوا کذا فی الخازن ۱۲

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

اور ان کفار نے بڑی زور دار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آوے تو وہ ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں پھر جب اُن کے پاس ایک پیغمبر آپہونچے تو بس

اِلَّا نُفُوْرَا ۙ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

ان کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور ان کی بُری تدبیروں کو اور بُری تدبیروں کا وبال اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہی سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ڬ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

سو آپ خدا کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاوینگے اور آپ خدا کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پاوینگے۔ اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ

اُن کا انجام کیا ہوا حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اُس کو ہرا دے نہ آسمان میں نہ زمین میں وہ

كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر اُن کے اعمال کے سبب دارو گیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین تک مہلت

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ ع ۵/ ۱۶

دے رہا ہے۔ سو جب ان کی وہ میعاد آپہونچے گی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لیگا۔

تشنیع وتقریع بر کفر

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ڬ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ اور ان کفار (قریش) نے (قبل بعثت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) بڑی زور دار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے (یعنی ہمارے) پاس کوئی ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) آوے تو وہ (یعنی ہم) ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں (یعنی یہود ونصاریٰ وغیرہم کی طرح ہم تکذیب نہ کریں سو پہلے سے تو یہ قسمیں کھایا کرتے تھے) پھر جب اُن کے پاس ایک پیغمبر (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) آپہونچے تو بس ان کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور (صرف نفرت ہی پر اکتفا نہیں ہوا بلکہ ان کی بُری تدبیروں کو (بھی ترقی ہوئی یعنی تکبر کی وجہ سے آپ کے اتباع سے عار تو ہوئی ہی تھی مگر یہ بھی نہ کیا کہ نہ اتباع ہوتا اور نہ درپے ایذا ہوتے بلکہ آپ کی ایذا رسانی کی فکر میں لگ گئے چنانچہ ہر وقت اُن کا اسی میں لگا رہنا معلوم ومشہور ہے) اور (یہ جو کچھ ہمارے رسول کے ضرر کے لیے بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں خود اپنا ہی ضرر کر رہے ہیں کیونکہ) بُری تدبیروں کا وبال (حقیقی) اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہی (گو ظاہر میں کبھی اُس شخص کو بھی

الشحو قوله ومكر السيئ عطف على نفورا والظرف بتزجمتی قوله فاذا جاء بقدر جزاءه ای بجازی کلا منہم ۱۲ البلاغة قوله لئن جاءهم حكاية على المعنى لانهم قالوا جاءنا وكذا ليكونن قوله احدى بمعنى واحدة وانها عامة وان كانت نكرة في الاثبات لاقتضاء المقام العموم قوله فهل ينظرون هو مجاز بجعل ما تقبل بمنزلة ما ينتظر ويتوقع والافاى توقع كان لهم قوله فلن تجد الفاء لتعليل ما يفيده الحكم بانتظارهم العذاب من مجيئه ونفى وجدان التبديل والتحويل عبارة عن نفى وجودهما بالطريق البرهانى وتخصيص كل منهما بنفى مستقل لتاكيد استقاء بها ۱۲

الروايات

فى الدر المنثور اخرج ابن ابى حاتم عن ابى هلال انه بلغه ان قريشا كانت تقول لو ان الله بعث منا نبيا ما كانت امة من الامم اطوع لخالقها ولا اسمع لنبيها ولا اشد تمسكا بكتابها منا فانزل الله لو ان عندنا ذكرا من الاولين ولو انا انزل علينا الكتب لكنا اهدى منهم واقسموا بالله جهد ايمانهم لئن جاءهم نذير ليكونن اهدى من احدى الامم وكانت اليهود تستفتح به على الانصار فيقولون انا نجد نبيا

سورۃ یٰس مکیۃ وھی ثلث وثمانون اٰیۃ وخمس رکوعات

کچھ ضرر پہونچ جاوے جس کو ضرر پہونچانا چاہا ہے لیکن وہ ضرر دنیوی ہے بخلاف ظالم ضرر رساں کے کہ اُس پر اُخروی ضرر و وبال پڑے گا اور دنیوی ضرر اخروی ضرر کے سامنے لاشی ہے پس اس ضرر حقیقی کے اعتبار سے حصر بالکل واقعی ہے) سو (یہ جو مصادۃ و مضارۃ پر مصر ہیں تو) کیا یہ (اپنے ساتھ بھی حق تعالے کے) اُسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے (کافر) لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے (یعنی سزا و اہلاک) سو (واقعی ان کے لیے بھی یہی ہونا ہے کیونکہ آپ خدا کے (اس) دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاویں گے (کہ ان پر بجائے عذاب کے عنایت ہونے لگے) اور (اسی طرح) آپ خدا کے (اس ہ) دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پاویں گے (کہ ان کی جگہ دوسروں کو جو ایسے نہ ہوں عذاب ہونے لگے مطلب یہ کہ حق تعالے کا وعدہ ہے کہ کافروں کو عذاب ہوگا خواہ دُنیا میں بھی خواہ صرف آخرت میں اور حق تعالے کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے پس نہ یہ احتمال ہے کہ ان کو عذاب نہ ہو نہ یہ احتمال ہے کہ دوسروں کو ہونے لگے مقصود اس تکرار سے تاکید ہے وقوع عذاب کی) اور (یہ جو سمجھتے ہیں کہ کفر موجب تعذیب نہیں ہے تو ان کی بڑی غلطی ہے) کیا یہ لوگ زمین میں (مثلاً سفر شام و مساکن ثمودین و مساکن سبا وغیرہ میں) چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو (منکر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا (آخری) انجام (اسی تکذیب کے سبب) کیا ہوا (کہ معذب ہوئے) حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور (کسی میں خواہ کیسی ہی قوت ہو لیکن) خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز (قوت والی) اُس کو ہرا دے نہ آسمان میں اور نہ زمین میں (کیونکہ) وہ بڑے علم والا (اور) بڑی قدرت والا ہے (پس علم سے اپنے ہر ارادہ کے نافذ کرنے کا طریقہ جانتا ہے اور قدرت سے اُس کو نافذ کر سکتا ہے اور دوسرا کوئی ایسا ہے نہیں پھر اُس کو کون چیز ہرا سکتی ہے) اور (اگر یہ اس دھوکہ میں ہوں کہ اگر ہم کو عذاب ہونا ہوتا تو ہو چکتا اور اس سے عدم قبح کفر و نفی عذاب پر استدلال کریں تو یہ بھی ان کی غلطی ہے کیونکہ بمقتضائے حکمت ان کے لیے مواخذہ عاجلہ تجویز نہیں کیا گیا ورنہ) اگر اللہ تعالے (ان) لوگوں پر اُن کے اعمال (کفریہ) کے سبب فوراً داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا (کیونکہ کفار تو کفر سے ہلاک ہوتے اور اہل ایمان بوجہ قلت کے دنیا میں نہ رکھے جاتے کیونکہ نظام عالم بمقتضائے حکمت مجموعہ کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ ضرور نہیں کہ وہ اُسی عذاب سے ہلاک ہوتے اور دوسری مخلوقات اس لیے کہ غایت اُن کی تخلیق کی انتفاع بنی آدم ہے جب یہ نہ ہوتے وہ بھی نہ رہتے) لیکن اللہ تعالے ان کو ایک میعاد معین (یعنی قیامت) تک مہلت دے رہا ہے سو جب ان کی وہ میعاد آپہونچے گی (اُس وقت) اللہ تعالے اپنے بندوں کو آپ دیکھ لیگا (یعنی اُن میں جو کفار ہوں گے اُن کو سزا دے دے لیگا) **ف** لن تجد لسنۃ اللہ الخ کی تفسیر مذکور پر اہل طبعیات کے انکار خوارق پر استدلال کی گنجایش نہ رہی اور سورۃ نحل کے رکوع ہشتم کے شروع میں بھی لو یؤاخذ اللہ الناس الخ کی تفسیر اس سے واضح ہوئی ہے دیکھ لیا جاوے وقد تم بحمد اللہ وعونہ تفسیر سورۃ فاطر یوم الخمیس للسادس والعشرین من صفر ۱۳۲۵ھ من الھجرۃ وفی ذاک الیوم ابتدأ فی تفسیر سورۃ یٰس واللہ الموفق

سورۃ یٰس مکیۃ وفیہا ثلث وثمانون کذا فی البیضاوی **ربط** خلاصہ اس سورت کا تین مضمون ہیں ایک اثبات رسالت جس سے سورت شروع ہوئی ہے اور خاتمہ سورت سابقہ میں اسی رسالت سے کفار کا انکار و استکبار مذکور تھا جس سے اُس کے خاتمہ اور اس کے فاتحہ میں بھی ارتباط ظاہر ہو گیا اور آیت انا جعلنا الخ میں اسی کے تعلق سے تسلیہ ارشاد ہے او اسی مسئلہ کی تائید کے لیے دوسرے رکوع میں اصحاب القریہ کا قصہ مذکور فرمایا اور ما علمناہ الشعر الخ میں پھر اسی کا ذکر ہے دوسرا اثبات حشر اول انا نحن نحی الخ میں اجمالاً مذکور ہوا اور پھر رکوع سوم کے اخیر ویقولون سے رکوع چہارم کے قریب ختم تک یہی چلا گیا ہے اور پھر سورت کے ختم پر اسی کی طرف عود ہوا ہے تیسرا اثبات توحید جو تیسرے رکوع کے شروع سے اس کے قریب ختم تک ہے اور آیت آیت کر کے اُس کے دلائل ارشاد فرماتے ہیں اور اُس کے ساتھ آیت واذا قیل لھم اتقوا الخ اور آیت واذا قیل لھم انفقوا الخ میں کفار کا دلائل توحید سے متاثر نہ ہونا نہ ترہیباً نہ ترغیباً مذکور ہے اور پھر پانچویں رکوع کی آیت اولم یروا الخ میں اُسی کی طرف رجوع ہے اور درمیان کی بعض آیات میں کفار کو اُن کے کفر پر عذاب کی تہدید فرمائی گئی ہے کقولہ تعالے اولم یروا کم اھلکنا وکقولہ تعالے ولو نشاء لطمسنا الخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

یٰس ۔ قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بے شک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں سیدھے رستے پر ہیں یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى

ڈراویں جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے سو اسی سے یہ بیخبر ہیں ان میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دئیے ہیں پھر وہ

الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ وَسَوَآءٌ

ٹھوڑیوں تک ہیں جس سے ان کے سر اوپر کو اُلل گئے اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے اُن کو گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے ۔ اور اُن کے حق میں

عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ج فَبَشِّرْهُ

آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں یہ ایمان نہیں لاویں گے ۔ بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدا سے بے دیکھے ڈرے ۔ سو آپ اس کو

بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ ع ١ ١٢

مغفرت اور عمدہ عوض کی خوشخبری سنا دیجیے ۔ بیشک ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جنکو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور انکے وہ اعمال بھی جنکو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہمنے ہر چیز کو ایک واضح

اثبات رسالت مع تسلیہ بتفاوت استعداد و ترتب جزا بر اعمال در حشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۞ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۞ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۞ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۞ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۞ یٰس (اس کی مراد اللہ ہی کو معلوم ہے) قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بیشک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (اور) سیدھے رستہ پر ہیں (کہ اُس میں جو آپ کی پیروی کرے خدا تک پہونچ جاوے نہ کہ جیسا کفار کہتے ہیں لست مرسلا اور کہتے تھے بل افتراہ جس کے لیے ضلال لازم ہے اور تعمیم ہدایت کے ساتھ آپ کے اثبات رسالت کے لیے بھی جس کا اوپر دعویٰ ہوا ہے) یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے (اور آپ پیغمبر اس لیے بنائے گئے ہیں) تاکہ آپ (اولاً) ایسے لوگوں کو (عذاب خداوندی سے) ڈراویں جن کے باپ دادے (قریب کے کسی رسول کے ذریعہ سے) نہیں ڈرائے گئے تھے سو اسی سے یہ بیخبر ہیں (کیونکہ گو عرب میں بعض مضامین شرائع رسل سابقہ کے منقول بھی تھے کما قال تعالیٰ ام جاءھم ما لم یات اٰباءھم الاولین مگر پھر بھی نبی کے آنے سے جس قدر تنبہ ہوتا ہے محض اسکے بعض احکام و اخبار کے منقول ہونے سے جبکہ وہ ناتمام اور متغیر بھی ہو گئے ہوں ویسا تنبہ نہیں ہوتا اور اولاً ڈرانا آپ کا قریش کو تھا اور پھر عام لوگوں کو بھی آپنے دعوت فرمائی

النحو قوله على صراط خبر بعد خبر **قوله** تنزيل مفعول مطلق لمقدر اى نزل تنزيل بمعنى نزل العزيز الرحيم تنزيلا **قوله** لتنذر متعلق بقوله لمن المرسلين ١٢

البلاغة **قوله** تنزيل العزيز الرحيم اشار بهما الى صفات القهر للكافرين واللطف للمؤمنين فتضمن الوعيد والوعد **قوله** انا جعلنا الكلام على التمثيل وقوله وجعلنا تمثيل آخر كما فى الجلالين و لعل الاول لمن بعد جدا والثانى لمن دونه ولم يرد كلمة او قصد الى تمثيل المجموع بالمجموع لا تشبيه البعض بالبعض صريحا كما فى البقرة وان كان المراد هو ذلك **قوله** من بين ايديهم ومن خلفهم يراد بهما الجوانب كلها و **قوله** فاغشيناهم معناه على حذف المضاف اى اغشينا ابصارهم كما قال تعالى على ابصارهم غشاوة

فائدة ما فسرت به قوله آثارهم لا يعارض ما فى سنن الترمذى من نزولها فى بنى سلمة المتباعدة وتفسير الآثار بآثار الاقدام لان الحديث يحتمل جريه على ظن الراوى نزولها فى الواقعة المذكورة واستبعده ابن كثير لكون السورة كلها مكية ويمكن ان يكون تلاوته عليه السلام لها عليهم استدلالا بدلالة النص بان الآثار بعد الموت لما كانت مكتوبة فكيف بالاعمال المكتسبة بالاختيار او سميتها وتنظر على نظير آخر وتأييدا ما اخرجه ما فى الدر المنثور عن ابن ابى حاتم عن جرير بن عبد الله البجلى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن سنة حسنة الخ ومن سن سنة سيئة الخ ثم تلا هذه الآية ونكتب ما قدموا وآثارهم ١٢

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا

اور آپ ان کے سامنے ایک قصہ یعنی ایک بستی والوں کا قصہ اس وقت کا بیان کیجیے جبکہ اس بستی میں کئی رسول آئے یعنی جبکہ ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا پھر تیسرے سے تائید کی سو ان تینوں نے کہا

اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝

کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں ۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح معمولی آدمی ہو اور خدائے رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم نرا جھوٹ بولتے ہو۔

کیونکہ بعثت آپ کی عام ہے اور باوجود آپ کی صحت رسالت وصدق قرآن کے یہ لوگ جو نہیں مانتے آپ اس کا غم نہ کیجیے کیونکہ ان میں سے اکثر لوگوں پر (تقدیری) بات ثابت ہو چکی ہے (وہ بات یہ ہے لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین) سو یہ لوگ (ہرگز) ایمان نہ لاوینگے (البتہ بعض کی قسمت میں ایمان بھی تھا وہ ایمان لے بھی آئے اور ان کی مثال بُعد عن الایمان میں ایسی ہوگئی کہ گویا) ہم نے ان کی گردنوں میں (بھاری بھاری) طوق ڈالدئیے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک (اڑگئے) ہیں جس سے ان کے سر اوپر کو اُٹھل گئے (یعنی اٹھے رہ گئے نیچے کو نہیں ہو سکتے خواہ اس وجہ سے کہ طوق میں جو موقع تحت ذقن رہنے کا ہی وہاں کوئی میخ وغیرہ ایسی ہو جو ذقن میں جاکر اڑجاوے اور یا طوق چوڑا چکلا ایسا ہو کہ اس کی گگر ذقن میں اڑجاوے بہرحال دونوں طور پر وہ راہ دیکھنے سے محروم ہے) اور (نیز ان کی مثال بُعد عن الایمان میں ایسی ہوگئی کہ گویا) ہم نے ایک آڑ انکے سامنے کردی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کردی جس سے ہم نے (ہر طرف سے) اُن کو (پردوں میں) گھیر دیا سو وہ (اس احاطہ حجابات کی وجہ سے کسی چیز کو) نہیں دیکھ سکتے اور (دونوں تمثیلوں سے حاصل یہ ہی کہ) اُن کے حق میں آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں یہ (کسی حالت میں بھی) ایمان نہیں لاوینگے (بس یاس سے راحت حاصل کر لیجیے) بس آپ تو (ایسا ڈرانا جس پر نفع مرتب ہو) صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدا سے بے دیکھے ڈرے (کہ ڈر ہی سے طلب حق ہوتی ہی اور طلب سبب وصول اور یہ ڈرتے ہی نہیں) سو (جو ایسا شخص ہو) آپ اُس کو (گناہوں کی) مغفرت اور (طاعت پر) عمدہ عوض کی خوشخبری سُنادیجیے (اور اسی سے اسپر بھی دلالت ہوگئی کہ جو ضلالت اور اعراض کا مرتکب ہو وہ مغفرت اور اجر سے محروم اور مستحق عذاب ہی اور گو دنیا میں اس جزا و سزا کا ظہور لازم نہیں لیکن) بیشک ہم (ایک روز) مُردوں کو زندہ کریں گے (اُس وقت اس سب کا ظہور ہو جاویگا) اور (جن اعمال پر جزا و سزا ہوگی) ہم (اُن اعمال کو برابر) لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور اُن کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں (ماقدموا سے مراد جو کام اپنے ہاتھ سے کیا اور آثارھم سے مراد وہ اثر جو اُس کام کے سبب پیدا ہوا اور بعد مرگ بھی باقی رہا مثلاً کسی نے کوئی نیک کام کیا اور وہ سبب ہوگیا دوسروں کی بھی ہدایت کا یا کسی نے کوئی بُرا کام کیا اور وہ سبب ہوگیا دوسروں کی بھی ضلالت کا غرض یہ سب لکھے جارہے ہیں اور وہاں ان سب پر جزا و سزا مرتب ہو جاویگی) اور (ہمارا علم تو ایسا وسیع ہی کہ ہم اُس کتابت کے بھی محتاج نہیں جو بعد الوقوع ہوئی ہے کیونکہ) ہم نے (تو) ہر چیز کو (جو کچھ قیامت تک ہوگا وقوع سے پہلے ہی) ایک واضح کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں ضبط کردیا تھا (محض بعض حکمتوں سے کتابت ہوتی ہے پس جب قبل وقوع ہم کو سب چیزوں کا علم ہے تو بعد وقوع تو کیوں نہ ہوتا پس کسی عمل سے مکرنے کی یا پوشیدہ رکھنے کی گنجائش نہیں ضرور سزا ہوگی اور لوح محفوظ کو واضح باعتبار تفصیل اشیاء کے کہا گیا) ف قرآن کی قسم اگر باعتبار کلام نفسی کے ہے تب تو غیر مخلوق کی قسم ہے اور اگر کلام لفظی کے ہے تو توجیہ قسم بالمخلوق کی سورۂ حجر کے رکوع پنجم لعمرک الخ کے ذیل میں گذرچکی ہی۔ ربط اوپر مسئلہ رسالت مع تسلیہ مذکور تھا آگے رسالت کی تائید اور مکذبین کی تہدید کے لیے ایک قصہ مذکور ہی جو مکذبین رسالت کی تشنیع وتقریع پر ختم کیا گیا ہی جس سے مضمون ترتب سزا کی بھی تائید ہوگی جو اوپر مذکور تھا اور اس قصہ میں اصحاب القریہ کے بت پرست ہونے سے اور ان پر عذاب نازل ہونے سے وجوب توحید بھی مستفاد ہوتا ہی جو کہ مقاصد سورت میں سے ہی۔

ملحقات الترجمة

۱ قوله في كل شيء قيامت تک دلیلہ ما مر فی حاشیۃ قولہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتٰب من سورۃ الانعام

۲ قوله في التمهيد تائید اور تہدید بیل علی ارادۃ ہذا المعنی قولہ تعالیٰ واضرب لہم الخ دال علی کون المقصود اسماعہم ۱۲

قصہ اصحاب القریہ وخامت مکذبین رسالت

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝

اللغات قوله عززنا قوينا وشددنا ۱۲
النحو قوله اصحب القرية بدل بتقدير المضاف اى مثل اصحاب القرية فى هذا البدل من التفسير بعد الابهام ما لا يخفى قوله اذ جاءها ظرف لمقدر اى القصة الواقعة وقت المجيء قوله اذ ارسلنا بدل من اذ قبله ۱۲

البلاغة قوله اذ جاءها لم يقل اذ جاءهم اشارة الى ان المرسلين اتوهم فى مقرهم قوله ارسلنا اليهم لم يقل ارسلنا اليها ليطابق اذ جاءها لان الارسال حقيقة انما يكون اليهم لا اليها بخلاف المجيء وايضا التعقيب لقوله تعالى فكذبوهما عليه الظهر قوله فعززنا بحذف المفعول اى عززناهما قوله انا اليكم مرسلون وقوله ربنا يعلم الخ فى المرة الاولى لان تكذيب الاثنين تكذيب للثالث لاتحاد المقالة فما

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّآ إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْٓا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ

اُن رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہونچا دینا تھا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا

لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ

تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہونچیگی۔ اُن رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے کیا اسکو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کیجاوے بلکہ تم حد سے نکلجانیوالے لوگ ہو اور ایک شخص اس شہر

رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ

دور سے دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر بھی ہیں اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اسکی عبادت نہ کروں جسنے مجھکو

وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَأَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً إِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝

اور تم سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھکو کچھ تکلیف پہونچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آوے اور نہ وہ مجھکو چھڑا سکیں

إِنِّيْٓ إِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ إِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۚ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ

اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا۔ میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لاچکا سو تم میری بات سُن لو ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے

وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً

اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا۔ اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے نہیں اُتارا اور نہ ہم کو اُتارنے کی ضرورت تھی وہ سزا بس ایک آواز

وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا

سخت تھی اور وہ سب اسی دم بجھ کر رہ گئے۔ افسوس بندوں کے حال پر۔ کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جسکی انہوں نے ہنسی نہ اُڑائی ہو۔ کیا ان لوگوں نے اسپر نظر نہیں کی کہ ہم

قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

ان سے پہلے بہت سی اُمتیں غارت کر چکے کہ وہ انکی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔ اور ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو مجموعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جاوے۔

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّآ إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْٓا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ
مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى
قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَ
إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَأَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً إِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝ ۲۳
إِنِّيْٓ إِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ إِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۚ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ ۲۶
بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ ۲۸
إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ۳۰ أَلَمْ
يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝ ۳۲

اللغات **قوله** اقصى بمعنى البعد **قوله** بما غفر الباء صلة للعلم كما فی قوله بكل شیٔ علیم **قوله** جمیع بمعنی مجموع ولیس هو للتاکید ۱۲

النحو **قوله** ائن ذکرتم جوابه مقدر وهو تطیرتم **قوله** ان کانت ای الاخذة والعقوبة **قوله** انهم بدل من کم اهلکنا علی المعنی بدل اشتمال **قوله** ان کل لما ان نافیة ولما بمعنی الا فی الراجح ومجیئها بهذا المعنی ثابت فی لسان العرب بنقل الثقات فلا یلتفت الی زعم الکسائی انه لا یعرف ذلک اھ

وفی قراءة لما بالتخفیف علی ان ان مخففة من الثقیلة واللام فارقة وما مزیدة للتاکید والمعنی ان الشان کلهم مجموعون ۱۲

البلاغة **قوله** ومالی تلطف فی ارشاد قومه بایراده فی معرض المناصحة لنفسه والمراد تقریعهم علی ترک عبادة خالقهم کما ینبئ عنه قوله تعالی والیه ترجعون مبالغة فی تهدیدهم بتخویفهم بالرجوع الی شدید العقاب مواجهة وصریحا ولو قال والیه ارجع کان فیه تهدید بطریق التعریض **قوله** انی اٰمنت لم یرد احداث الایمان بل الصدیع بالحق واظهار التصلب فی الدین **قوله** خامدون شبهوا بالنار علی سبیل الاستعارة لانطفاء الحرارة الغریزیة بالموت ۱۲

اور آپ ان (کفار) کے سامنے (اس غرض سے کہ رسالت کی تائید اور اُن کو انکار توحید و رسالت پر تہدید ہو) ایک قصہ یعنی ایک بستی والوں کا قصہ اُس وقت کا بیان کیجیے جب کہ اُس بستی میں کئی رسول آئے یعنی جب کہ ہم نے اُن کے پاس (اول) دو کو بھیجا سو اُن لوگوں نے اول دونوں کو جھوٹا بتلایا پھر تیسرے (رسول) سے (اُن دونوں کی) تائید کی (یعنی تائید کے لیے پھر تیسرے کو وہاں جانے کا حکم دیا) سو اُن تینوں نے (اُن بستی والوں سے) کہا کہ ہم تمہارے پاس (خدا کی طرف سے) بھیجے گئے ہیں (تاکہ تم کو ہدایت کریں کہ توحید اختیار کرو اور بت پرستی چھوڑو کیونکہ وہ لوگ بت پرست تھے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ومالی لا اعبد الذی فطرنی وقولہ ءاتخذ من دونہ الٰھۃ الخ) اُن لوگوں نے (یعنی بستی والوں نے) کہا کہ تم تو ہماری طرح (محض) معمولی آدمی ہو (تم کو رسول ہونے کا امتیاز حاصل نہیں) اور (تمہاری کیا تخصیص ہے مسئلہ رسالت ہی خود بے اصل ہے اور) خدائے رحمٰن نے (تو) کوئی چیز (کتاب واحکام کے قبیل سے کبھی) نازل (ہی) نہیں کی تم نرا جھوٹ بولتے ہو اُن رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس (بطور رسول کے) بھیجے گئے ہیں اور (اس قسم سے یہ مقصود نہیں کہ اسی سے اثبات رسالت کرتے ہیں بلکہ بعد اقامت دلائل بھی جب انہوں نے نہ مانا تب آخری جواب کے طور پر مجبور ہو کر قسم کھائی جیسا آگے خود اُن کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ) ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر (حکم کا) پہونچا دینا تھا (چونکہ وضوح موقوف ہے اثبات بالدلیل پر اس سے معلوم ہوا کہ اول دلائل قائم کر چکے تھے آخر میں یہ فرمایا غرض یہ کہ ہم اپنا کام کر چکے تم نہ مانو تو ہم مجبور ہیں) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں (یہ یا تو اس لیے کہا کہ اُن پر قحط پڑا تھا کما فی المعالم اور یا اس لیے کہا کہ جب کوئی نئی بات سُنی جاتی ہے گو لوگ اُس کو قبول نہ کریں مگر اُس کا چرچا ضرور ہوتا ہے اور اکثر عام لوگوں میں اُس کی وجہ سے گفتگو اور اُس گفتگو میں اختلاف اور کبھی نزاع ونا اتفاقی کی نوبت پہونچ جاتی ہے پس مطلب یہ ہوگا کہ تمام لوگوں میں ایک فتنہ ڈال دیا جس سے مضرتیں پہونچ رہی ہیں یہ نحوست ہے اور اس نحوست کے سبب تم ہو) اگر تم (اس دعوت اور دعوے سے) باز نہ آئے تو (یاد رکھو) ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں گے اور (سنگساری سے پہلے بھی) تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہونچے گی (یعنی اور طرح طرح سے ستاویں گے نہیں مانو گے تو اخیر میں سنگسار کر دیں گے) اُن رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے (یعنی جس کو تم مضرت کہتے ہو اُس کا سبب تو حق کا قبول نہ کرنا ہے اگر حق قبول کرنے پر متفق ہو جاتے نہ افتنان وافتراق ہوتا نہ عقوبت قحط میں مبتلا ہوتے رہا پہلا اتفاق تو ایسا اتفاق جو باطل پر ہو خود مطلوب نہیں بلکہ واجب الازالہ ہے اسی طرح قحط نہ ہوتا وہ استدراج تھا یا بوجہ عدم بلوغ حق کے تھا اور استدراج یا عدم بلوغ حق خود تمہاری سعادت کے خلاف تھا پس تم پر جو تکمیل سعادت کے مخالف ہونے سے حوادث کا ہجوم ہوا اس کا سبب وہی مخالفت ہے جو تمہارا فعل ہے پس ہر حال میں اس نحوست کا موجب تمہارا فعل ہوا) کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جاوے (جو اساس سعادت ہے تو واقع میں یہ نحوست نہیں) بلکہ تم (خود) حد (عقل و شرع) سے نکلنے والے لوگ ہو (پس مخالفت شرع سے تم پر یہ نحوست آئی اور مخالفت عقل سے تم نے اس کا سبب غلط سمجھا) اور (اس گفتگو کی خبر جو شائع ہوئی تو) ایک شخص (جو مسلمان تھا) اُس شہر کے کسی دور مقام سے (جو یہاں سے دُور تھا یہ خبر سُنکر اپنی قوم کی خیر خواہی کی غرض سے یا اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ لوگ ان رسولوں کو قتل نہ کر دیں جیسا لنرجمنکم سے دھمکایا تھا اُنکی طرفداری کی غرض سے یا دونوں غرض سے) دوڑتا ہوا (یہاں) آیا (اور اُن لوگوں سے) کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر بھی ہیں (یعنی خود غرضی جو مانع اتباع ہے وہ مرتفع اور اہتداء جو مقتضی اتباع ہے وہ موجود پھر اتباع کیوں نہ کیا جاوے) اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اُس (معبود) کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا (جو کہ منجملہ دلائل استحقاق عبادت کے ہے) اور (اپنے اوپر رکھ کر اس لیے کہا کہ مخاطب کو اشتعال نہ ہو جو کہ مانع تدبر ہو جاتا ہے اور اصل مطلب یہی ہے کہ تم کو کونسا عذر ہے جیسا آگے اس کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ) تم سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے (پس ایسی حالت میں اتباع حق نہایت ضرور ہے یہاں تک تو معبود حق کے استحقاق عبادت کا بیان کیا آگے معبودات باطلہ کے عدم استحقاق عبادت کا مضمون ہے یعنی) کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں (جن کی کیفیت عجز کی یہ ہے) کہ اگر خدائے رحمٰن مجھکو کچھ تکلیف پہونچانا چاہے تو نہ اُن معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آوے اور نہ وہ مجھ کو (خود اپنی قدرت سے اُس تکلیف سے) چھڑا سکیں (یعنی نہ وہ قادر

ملحقات الترجمة
لہ قولہ فی تطیرنا
بنی بات والقرینة
علی کون مناط
التطیر بہم مقالتہم
قولہ تعالیٰ لئن لم تنتہوا

نہ واسطہ اسلئے القادر کیونکہ اول تو جمادات میں شفاعت کی اہلیت ہی نہیں دوسرے شفاعت بلا اذن متحقق نہیں اور) اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا (یہ بھی اپنے اوپر رکھ کر اُن لوگوں کو سُنانا ہے) میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا سو تم (بھی) میری بات سُن لو (اور ایمان لے آؤ مگر اُن لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اُس کو پتھروں سے یا آگ میں ڈال کر یا گلا گھونٹ کر کما فی الدر المنثور شہید کر ڈالا بمجرد شہادت اُس کو خدا کی طرف سے) ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو (اُس وقت بھی اُس کو اپنی قوم کی فکر ہوئی) کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے (ایمان و اتباع رسل کی برکت سے) مجھ کو بخشدیا اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا (تو اس حال کو معلوم کر کے وہ بھی ایمان لے آتے اور اسی طرح وہ بھی مغفور اور مکرم ہوتے) اور (جب اُن بستی والوں نے رسل اور متبع رسل کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو ہم نے اُن سے انتقام لیا اور انتقام لینے کے لیے) ہم نے اُس (شخص شہید) کی قوم پر اُس (کی شہادت) کے بعد کوئی لشکر (فرشتوں کا) آسمان سے نہیں اُتارا اور نہ ہم کو اُتارنے کی ضرورت تھی (کیونکہ اُن کا ہلاک کرنا موقوف نہ تھا جمعیت کثیرہ پر کذا فسرہ ابن مسعود فیما نقل ابن کثیر عن ابن اسحٰق حیث قال ما کاثرناہم بالجموع الامر کان الیسر علینا من ذلک بلکہ) وہ سزا بس ایک آواز سخت تھی (جو جبرئیل علیہ السلام نے کر دی کذا فی المعالم یا اور کسی فرشتہ نے کر دی ہو یا صیحہ سے مطلق عقوبت مراد ہو جس کی تعیین نہیں کی گئی کما مر فی تفسیر فاخذتہم الصیحۃ من سورۃ المؤمنین) اور وہ سب اُسی دم (اُس سے بجھ کر (یعنی مر کر) رہ گئے (آگے بطور تذئیل قصہ کے مکذبین کی مذمت فرماتے ہیں کہ) افسوس (ایسے) بندوں کے حال پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی اُنہوں نے ہنسی نہ اُڑائی ہو کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی اُمتیں (اسی تکذیب و استہزاء کے سبب) غارت کر چکے کہ وہ (پھر) ان کی طرف (دنیا میں) لوٹ کر نہیں آتے (اگر اس امر میں غور کرتے تو تکذیب و استہزاء سے بچتے اور یہ سزا تو مکذبین کو دنیا میں دی گئی) اور (پھر آخرت میں) ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو مجموعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جاوے (پس وہاں پھر سزا ہوگی اور وہ سزا غیر منقطع ہوگی) **ف** اکثر مفسرین نے اس قریہ یعنے مدینہ کو انطاکیہ کہا ہے اور ابن کثیر نے اُس پر چند اعتراض کیے ہیں اور صاحب فتح المنان نے اُن اعتراضات کے جواب بھی دیئے ہیں باقی اعتراض اور جواب کے ضعف و قوت کے تفاوت میں مذاق مختلف ہیں لیکن تفسیر آیت اس تعیین پر موقوف نہیں لہٰذا ابہام ہی اسلم ہے اور بنا بر اختلاف قصہ مرسلون میں دو احتمال ہیں کہ وہ مرسل من اللہ بلا واسطہ تھے جن کو پیغمبر کہتے ہیں یا مرسل من اللہ بواسطہ کسی پیغمبر کے تھے جن کو نائب پیغمبر کہنا چاہیے اور اس صورت میں ارسلنا فرمانا بواسطہ ہوگا ترجمہ میں لفظ رسول احقر نے عام معنے میں استعمال کیا ہے اور اگر وہ خود پیغمبر تھے تب تو اہل قریہ کا قول ما انتم الا بشر مثلنا ظاہر التوجیہ ہے اور اگر نائب پیغمبر تھے تو احقر کے نزدیک محط فائدہ مثلنا ہوگا یعنی ہم سے تم کو کسی بات میں امتیاز نہیں پس اس سے تو نفی ہوگی نیابت پیغمبری کی اور ما انزل الرحمٰن سے نفی ہوگئی مطلق مسئلہ پیغمبری کی اور اگر یہ حضرات پیغمبر تھے تب تو اس قصہ سے تائید مسئلہ رسالت کی ظاہر ہے اور اگر نائب پیغمبر تھے تو نیابت پیغمبری موقوف ہے تحقیق پیغمبری پر پس بواسطہ تائید ہو جاویگی اور ترتب سزا کی تائید ہلاک قوم سے ظاہر ہے اور تذئیل سے اُس کی تصریح بھی ہوگئی ہے اور بلاغ مبین کی تفسیر میں جو لفظ دلیل آیا ہے اگر وہ حضرات پیغمبر تھے تو معجزات اُس کا مصداق ہے اور اگر وہ نائب پیغمبر تھے تو اثبات خوارق کی ضرورت نہیں کیونکہ غیر نبی میں اس کی حاجت نہیں بلکہ دلائل علمیہ مراد ہوں گے جن سے اپنے منیب کی پیغمبری اور اُن احکام کا منسوب ہونا اُن منیب تک ثابت ہو پھر منیب کی پیغمبری کے لیے اُن منیب کے خوارق کا بھی اثبات کرنا ہوگا اور قیل ادخل الجنۃ میں اگر دخول فی الفور مراد ہو تو جنت سے مراد کوئی مقام ملابس جنت ہوگا کیونکہ بعد دخول جنت کے پھر خروج ہوتا نہیں اور حشر و نشر یقیناً خارج جنت ہے اور اگر مقصود اس سے محض بشارت سُنانا ہے کہ تو وقت موعود پر مستحق ہے دخول جنت کا تو خود جنت بھی مراد لینا صحیح ہے اور ما کنا منزلین پر نزول ملٰئکہ یوم بدر لقتال الکفار سے شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس سے مقصود نفی احتیاج کی ہے نہ یہ کہ دوسری حکمتوں سے بھی نزول نہ ہوگا پس ممکن ہے کہ قصہ ہٰذا میں کوئی حکمت مقتضی نزول ملٰئکہ کو نہ ہو اور بدر میں ہو جس کی طرف اجمالاً اس ارشاد میں اشارہ بھی ہے وما جعلہ اللہ الا بشرٰی لکم ولتطمئن قلوبکم بہ الخ اور الم یروا کی ضمیر اگر صرف اہل مکہ کی طرف راجع نہ ہو چنانچہ تفسیر میں اسی کو اختیار

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی العباد لیے
بشارۃ الیہ ان المراد العباد
المکذبون لقرینۃ السیاق ۱۲

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا

اور ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے مردہ زمین ہے - ہم نے اُس کو زندہ کیا اور ہم نے اُس سے غلے نکالے سو اُن میں سے لوگ کھاتے ہیں - اور ہم نے اُس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور

فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا

اُس میں چشمے جاری کیے تاکہ لوگ باغ کے پھلوں میں سے کھائیں - اور اُس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا سو کیا شکر نہیں کرتے - وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا

تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ښ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ

نباتات زمین کے قبیل سے بھی اور ان آدمیوں میں سے بھی اور اُن چیزوں میں بھی جنکو لوگ نہیں جانتے اور ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے رات ہے کہ ہم اُس پر سے دن کو اتار لیتے ہیں سو یکایک وہ لوگ اندھیرے میں رہجاتے

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ

اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اُس کا جو زبردست علم والا ہے - اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ ایسا رہجاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی نہ آفتاب کی مجال ہے

اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور دونوں ایک ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں -

کیا گیا ہے تو یہ حکم باعتبار اکثر کے ہوگا کیونکہ اول مہلکین پر یہ حکم نہیں ہوسکتا کما اھلکنا قبلھم من القرون اور قرآن میں یہ مذکور نہیں کہ پھر اُن رسل ثلاثہ کا کیا قصہ ہوا واللہ اعلم ربط اوپر رسالت کے متعلق مضمون تھا جس میں توحید بھی مستفاد ہوتی ہے آگے توحید کا قصداً ایسے دلائل سے اثبات ہے جو متضمن ذکر نعم ومنن کو بھی ہے جس سے شرک کا قبح دو وجہ سے مفہوم ہوگیا اور اُس کے ختم پر بمناسبت ذکر فلک کے اشارہ ایک وعید کی طرف بھی کردیا گیا اور اُس وعید میں اشارہ نفی قدرت شرکا کی طرف بھی کردیا جیسا تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگا -

اثبات توحید

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝۳۳ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ
وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝۳۴ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۵ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ
الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۶ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ښ نَسْلَخُ مِنْهُ
النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝۳۷ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۳۸ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ
مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝۳۹ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝۴۰

اللغات قوله الازواج الانواع والاصناف قوله نسلخ يستعمل كما صرح فى الروح بمعنيين النزع وكشط الجلد عن نحو الشاة وبمعنى الاخراج يقال سلخت الاهاب عن الشاة وسلخت الشاة من الاهاب ولما كان الاستعمال الاول اكثر فسر به ويترجم ايضا بوجه آخر لا تخفى قوله لمستقر اللام بمعنى الى العرجون العنق اذا يبس فاعوج كذا فى القاموس قوله ينبغى يسهل ويمكن فى الروح اصله مطاوع بغى بمعنى طلب مطاوع وقبل الفعل فقد يستعمل بمعنى يتسهل ١٢

البلاغة

قوله نسلخ منه النهار اى نكشف ونزيل الضوء من مكان الليل وموضع القاء ظله وظلمته وهو الهواء فالنهار عبارة عن الضوء اما على التجوز او على حذف المضاف وقوله تعالى منه على حذف مضاف وذلك لان النهار والليل عبارتان عن زمان كون الشمس فوق الافق وتحته فلا معنى لكشف احدهما عن الآخر وفى السلخ استعارة لان اصله كشط الجلد عن نحو الشاة ودل فى ذكر هذا السلخ على اتيان الليل بعد النهار ودل فيما بعده من قوله والشمس الخ على عكسه فلا يذهب وبهذا ندفع السؤال عن حكمة ذكر احدهما دون الآخر قوله تعالى فاذا هم قيل ان للمفاجاة انما تصح فيما لا يكون مترقبا والاظلام مترقب بعد السلخ بالتفسير الذى اختير والجواب ان نزع الضوء عن الليل لكون ظهوره فى غاية الكمال كان للترقب فيه ان يكون فى مدة مديدة فحصول الاظلام بعده فى مدة قصيرة امر غير مترقب فتحققت المفاجاة كذا فى الروح قوله لا الشمس الخ المقصود بيان مراتبة كل من الشمس والقمر فى ترتب الاضاءة وسلطانه وكذلك اختلاف الليل والنهار فقيل ولا الليل سابق النهار كناية عن سبق آية آية فحصل الدلالة على الاختلاف ايضا او باتحاد واشرت الى مقصودية كلا الامرين بتقرير ترجمتى ١٢

الكلام

قوله تجرى ظاهره يقتضى كون الشمس متحركة دون الارض وكون هذه الحركة ذاتية لا تابعة للفلك لكنه يأول بان هذا الجرى فى سائى العين ١٢

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا

اور ایک نشانی اُن کے لیے یہ ہے کہ ہم نے انکی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا ۔ اور ہم نے انکے لیے کشتی ہی جیسی ایسی چیزیں پیدا کیں جنپر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو انکو غرق کر دیں پھر نہ

صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

تو کوئی ان کا فریادرس ہو اور نہ یہ خلاصی دئے جاویں مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے اور ان کو ایک وقت معین تک فائدہ دینا ہے

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ اور (منجملہ نشانہائے قدرت کے کہ دلیل توحید بھی ہے اور نعمت بھی)

ایک نشانی ان لوگوں کے (استدلال کے) لیے مردہ زمین ہے (اور اُس میں نشانی کی بات؎١ یہ ہے کہ) ہم نے اُس کو (بارش سے) زندہ کیا اور ہم نے اُس (زمین) سے (مختلف) غلے؎٢ نکالے سو اُن میں؎٣ سے لوگ کھاتے ہیں اور (نیز) ہم نے اُس (زمین) میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور (نیز) اُس (زمین) میں (باغ کی آبپاشی کے لیے) چشمے؎٤ (اور نالے) جاری کیے تاکہ (مثل غلے کے) لوگ باغ؎٥ کے پھلوں میں سے (بھی) کھائیں اور اس (پھل؎٦ اور غلہ) کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا (گو تخم ریزی اور آبپاشی بظاہر انہیں کے ہاتھوں ہوئی ہو مگر پھل اور غلہ کی صورت نوعیہ کا فائض کرنا خاص خدا ہی کا کام ہے) سو (ایسے دلائل دیکھ کر بھی) کیا شکر نہیں کرتے (جس کا اول زینہ توحید ہے یہ تو استدلال تھا بعض خاص آیات آفاقیہ ارضیہ سے آگے استدلال ہے عام آیات ارضیہ اور آیات انفسیہ سے یعنی) وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا نباتات زمین کے قبیل سے بھی (خواہ مقابلہ مماثلت کا ہو جیسے ایک سے غلے ایک سے پھل خواہ مقابلہ متفاوت کا ہو جیسے گیہوں اور جو اور شیریں پھل اور ترش پھل یا اس سے بھی زیادہ اختلاف ہو بشرطیکہ مقولات عشر میں سے کسی مقولہ کے تحت میں داخل ہو خواہ بلاواسطہ جیسے جزئیات اور اجناس سافلہ یا بواسطہ جزئیات کے جیسے اجناس عالیہ کہ اُن کی جزئیات کسی مقولہ میں ضرور داخل ہیں) اور (خود) ان آدمیوں میں سے بھی (جیسے مرد اور عورت) اور اُن چیزوں میں بھی جن کو (عام) لوگ نہیں جانتے (کہ باعتبار مفہوم عام مقابلہ کے اشیاء مخفیہ میں بھی کوئی شئے مقابل سے خالی نہیں اور اسی سے حق تعالیٰ کا بے مقابل ہونا معلوم ہو گیا کیونکہ مقولات عشرہ میں سے کہ اجناس عالیہ ہیں کوئی مقولہ اُس پر صادق نہیں آتا پس کسی موجود کے ساتھ کسی ذاتی میں اُس کو شرکت نہیں پس ازواج سب مخلوق اور وہ اُن سب کا خالق یہاں سے آیت ومن کل شئ خلقنا زوجین کی بھی توضیح ہو گئی) اور (آگے بعض آیات آفاقیہ سماویہ اور اُن کے بعض آثار سے استدلال ہے یعنی) ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے رات (کا وقت) ہے کہ (بوجہ اصل ہونے ظلمت کے گویا اصل وقت وہی تھا اور عارض نور آفتاب سے گویا اُس کو دن نے چھپا لیا تھا جیسے بکری کے گوشت کو اُس کی کھال چھپا لیتی ہے پس) ہم (اُسی عارض کو زائل کر کے گویا) اُس (رات) پر سے دن کو اُتار لیتے ہیں سو یکایک (پھر رات نمودار ہو جاتی ہے اور) وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور (ایک نشانی) آفتاب (ہے کہ وہ) اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے (یہ عام ہے اُس نقطہ کو بھی جہاں سے چل کر سالانہ دورہ کر کے پھر اُسی نقطہ پر جا پہونچتا ہے اور اُس نقطہ افقیہ کو بھی کہ حرکت یومیہ میں وہاں پہونچ کر غروب ہو جاتا ہے) یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اُس (خدا) کا جو زبردست (یعنی قادر ہے اور) علم والا ہے (کہ علم سے ان انتظامات میں مصلحت و حکمت جانتا ہے اور قدرت سے اُن انتظامات کو نافذ کرتا ہے) اور (ایک نشانی) چاند (ہے کہ اُس کی چال) کے لیے منزلیں مقرر کیں (کہ ہر روز ایک منزل قطع کرتا ہے) یہاں تک کہ (اپنی آخر سیر میں پتلا ہوتا ہوتا) ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی (کہ پتلی اور خمدار ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ ضعف نور کی وجہ سے زردی میں بھی تشبیہ کا اعتبار کیا جاوے اور سورج اور چاند کی چال اور رات اور دن کی آمد و رفت ایسے انداز اور انتظام سے رکھی گئی ہے کہ) نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو (اُس کے ظہور نور کے وقت میں یعنی رات میں جب کہ وہ منور ہو) جا پکڑے (یعنی قبل از وقت خود طلوع ہو کر اُس کو اور اُس کے وقت کو کہ شب ہے محو کر دے جیسا کہ

ملحقات الترجمہ

؎١ قولہ فی احییناها نشانی کی بات اشارۃ الی کون قولہ تعالیٰ احییناها بیانا لما قبلہ ١٢

؎٢ قولہ فی حبا غلے اشارۃ الی ارادۃ الجنس بہ ١٢

؎٣ قولہ فی فمنہ اُن میں سے اشارۃ الی کون من ابتدائیۃ ١٢

؎٤ قولہ فی من العیون چشمے اشارۃ الی کون من بیانیۃ ای شیئا ہو العیون ١٢

؎٥ قولہ فی لیاکلوا مثل غلہ کے اشارۃ الی کون قولہ تعالیٰ لیاکلوا ناظرا الی قولہ فمنہ یاکلون ١٢

؎٦ قولہ فی ثمرہ باغ اشارۃ الی ان الضمیر الی النخیل والاعناب بتاویل المجعل ١٢

؎٧ قولہ فی ما عملتہ پھل اور غلہ اشارۃ الی عود الضمیر الی الجمیع بتاویل المذکور ١٢

اللغات الصریخ المغیث الخ ١٢	الکلام قولہ حملنا ذریتہم فیہ تنبیہ بذکر الآیات الارضیۃ وختم علیہا لانہا الکثر مایشاہد ١٢

قمر بھی اسی طرح آفتاب کو اس کے ظہور نور کے وقت نہیں پکڑ سکتا کہ شب آجاوے اور اس کا نور ظاہر ہو جاوے) اور (اسی طرح) نہ رات دن (کے زمانہ مقررہ کے ختم ہونے) سے پہلے آسکتی ہے (جیسے دن بھی رات کے زمانہ مقررہ کے ختم ہونے سے پہلے نہیں آسکتا) اور (چاند اور سورج) دونوں ایک ایک دائرہ میں (حساب سے اس طرح چل رہے ہیں جیسے گویا) تیر رہے ہیں (اور حساب سے باہر نہیں ہو سکتے کہ رات دن کے حساب میں خلل واقع ہو سکے) اور (آگے آیات آفاقیہ ارضیہ میں سے ایک آیت خاصہ متعلقہ رکوب وسفر ارشاد فرماتے ہیں یعنی) ایک نشانی ان کے لیے یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا (اپنی اولاد کو اکثر لوگ تجارت کے لیے سفر میں بھیجتے تھے پس اس تعبیر میں تین نعمتوں کی طرف اشارہ ہو گیا اول بھری ہوئی کشتی کو جو بمقتضائے ثقل مقتضی غرق ہے سطح آب پر رواں کرنا دوسرے ان لوگوں کو اولاد عطا فرمانا تیسرے رزق وسامان دینا جس سے خود گھر بیٹھے رہیں اور اولاد کو کارندہ بنا کر بھیجیں) اور (سفر خشکی کے لیے) ہم نے ان کے لیے کشتی ہی جیسی ایسی چیزیں پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں (مراد اس سے اونٹ[1] وغیرہ ہیں اور تشبیہ کشتی کے ساتھ اس خاص وصف کے اعتبار سے ہے کہ اس پر بھی سواری اور بار برداری اور قطع مسافت کی جاتی ہے اور اس تشبیہ کا حسن اس سے بڑھ گیا کہ عرب میں اونٹوں پر سفائن البر کا اطلاق شائع تھا کما قیل سفائن برو السراب بحارہا) اور (آگے ایک وعید مناسب ذکر کشتی کا جس کا ذکر اوپر بوجہ زیادہ عجیب ہونے کے زیادہ مقصود تھا گو اونٹوں وغیرہ کا ذکر بھی مناسبت سے آگیا تھا ارشاد فرماتے ہیں یعنی باوجود وضوح دلائل توحید کے جو یہ لوگ نہیں مانتے تو ہیں تو اس قابل کہ ان کو فوراً سزا دیدی جاوے اور ہم اس پر قادر بھی ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پھر نہ تو (ستر کا رہنر عوسہ وغیرہم میں سے) ان کا کوئی فریاد رس ہو (جو غرق سے بچا لے) اور نہ یہ (بعد غرق کے موت سے) خلاصی دئے جاویں (یعنی نہ کوئی موت سے چھڑا سکے) مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے اور ان کو ایک وقت معین تک (دنیوی زندگی سے) فائدہ دینا (منظور) ہے (اس لیے مہلت دے رکھی ہے وھذا کما قال تعالیٰ فی سورۃ سبا افلم یروا الی ما بین ایدیھم وما خلفھم من السماء والارض ان نشا نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفا من السماء حیث ذکر الوعید فی ذکر دلائل البعث وکقولہ تعالیٰ فیغرقکم بما کفرتم **ف** تجری لمستقر لھا کی تفسیر میں ایک حدیث آئی ہے کہ مستقر اس کا تحت عرش ہے اور یہ غروب کے وقت سجدہ کر کے حکم دریافت کرتا ہے تو اس کو طلوع معتاد کا حکم ہوتا ہے یہانتک کہ ایک روز اس کو واپس لوٹنے کا حکم ہوگا تو آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا اس سے چند امور معلوم ہوئے جو قابل تحقیق ہیں ایک یہ کہ مستقر حرکت یومیہ کے اعتبار سے ہے لیکن احقر نے جو تفسیر کی ہے وہ چونکہ اس کو بھی شامل ہے لہذا اس سے تنافی نہیں دوسرا امر یہ کہ مستقر اس کا تحت العرش ہے سو جن دو نقطوں کا احقر نے تفسیر میں ذکر کیا ہے وہ دونوں تحت العرش ہیں اس سے بھی منافاۃ نہیں رہا یہ کہ تمام افلاک اور ان کے نقاط اس وصف میں مشترک ہیں پھر تخصیص کی کیا وجہ اس کا جواب یہ ہے کہ تخصیص مقصود ہونا ضرور نہیں ممکن ہے کہ یہ قید واقعی ہو اور اصلی مقصود اخبار عن السجدہ ہو اور اس تعبیر سے یہ فائدہ ہو کہ اس سے تحت الامر الالٰہی ہونے کی تصریح ہو گئی کیونکہ استواء علی العرش کا کنایہ ہونا نفاذ احکام وتصرفات سے آیات عدیدہ میں مذکور ہے تیسرا امر یہ کہ سجدہ کرنے کے کیا معنے سو چونکہ ظاہر آیات وروایات سے ان مخلوقات میں بھی من وجہ بشعور ہونا ثابت ہے سو ممکن ہے کہ یہ اسی قوۃ شعوریہ کے اعتبار سے حق تعالیٰ کے حضور میں خشوع وخضوع اور عرض معروض کرتا ہو پس سجدہ سے یہ مراد ہو چوتھا امر یہ کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کو سکون ہو جاتا ہو حالانکہ دلائل رصدیہ سے عدم انقطاع حرکت ثابت ہے جواب یہ ہے کہ سجدہ بالمعنی المذکور کے لیے اول تو انقطاع حرکت ضروری نہیں دوسرے ممکن ہے کہ یہ سکون آنی ہو اور حرکت زمانی ہو اس لیے حساب رصدی مختل نہ ہوتا ہو اور نہ وہ منضبط اور مدرک ہوتا ہو پانچواں امر یہ کہ غروب حقیقی تو کبھی ہوتا نہیں ایک جگہ غروب ہوتا ہے دوسری جگہ طلوع ہوتا ہے پھر اس کے کیا معنے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ معظم معمورہ کا غروب مراد ہو یعنی ایسا وقت جبکہ اکثر حصہ آبادی میں آفتاب طالع نہ ہو یا خاص مدینہ کا جو مکان علم ہے یا خط استواء کا جو موضع اعتدال حرکت آفتاب ہے غروب مراد ہو بہر حال مخبر صادق کی خبر ہے اور عقلی کوئی اشکال نہیں اسلیے تسلیم واجب ہے اور آیت والقمر قدرناہ کے متعلق کچھ مضمون شروع سورۂ یونس میں اور کل فی فلک یسبحون کی تقریر سورۂ انبیاء کے

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی مثلہ اونٹ وغیرہ بحث ہذا التفسیر لقولہ تعالیٰ فی الزخرف وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون حیث قرن بین الفلک والانعام ۱۲

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ تم لوگ اُس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحمت کی جاوے تو وہ اصلا پروا نہیں کرتے اور ان کے رب کی آیتوں میں سے کوئی آیت بھی ان کے پاس ایسی

عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن

یہ سرتابی نہ کرتے ہوں — اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرو تو یہ کفار مسلمانوں سے یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں — جن کو

لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

اگر خدا چاہے تو کھانے کو دیدے — تم نری صریح غلطی میں ہو۔

رکوع سوم میں لکھ چکا ہوں ملاحظہ کر لیا جاوے اور نسلخ منہ النہار کی تفسیر میں جو ظلمت کو اصل کہا گیا وجہ اس کی ظاہر ہے کہ اجرام نیّرہ حادث ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو ان کا نور بھی نہ ہوتا اور وما لا یعلمون کی زیادت توضیح کے لیے شروع سورۂ نحل کی آیت ویخلق ما لا تعلمون کا ترجمہ ملاحظہ کر لیا جاوے۔ ربط اوپر دلائل توحید کا ذکر تھا جو متضمن بیان نعم کو بھی ہے اور ختم کیا تھا اس کو وعید بالنقم پر جس کا حاصل ترغیب ہے ایمان و توحید پر اور ترہیب ہے کفر و شرک پر آگے ترغیب و ترہیب سے کفار کا متاثر نہ ہونا مذکور ہے بطور لف و نشر غیر مرتب کے یعنی نقمت مذکورہ کے امثال سے عدم تاثر پہلے مذکور ہے اور نعم مذکورہ کے امثال سے عدم تاثر بعد میں مذکور ہے

عدم تاثر کفار از ترہیب و ترغیب

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اور جب ان لوگوں سے (دلائل توحید کے ساتھ مضمون وعید مثل وان نشأ نغرقهم سنا کر) کہا جاتا ہے کہ تم لوگ اُس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے (یعنی دنیا میں آسکتا) ہے (جیسے غرق مذکور قریب یا خسف مذکور سورۂ سبا ان نشأ نخسف یا قتل وغیرہ) اور جو تمہارے (مرے) پیچھے (یعنی آخرت میں یقیناً آنے والا) ہے (یعنی انکار توحید پر جو عذاب واقع ہوگا خواہ صرف آخرت میں یا دنیا میں بھی تم اُس سے ڈرو اور ایمان لے آؤ) تاکہ تم پر رحمت کی جاوے تو وہ (اس ترہیب کی) اصلا پروا نہیں کرتے اور (اس ہی مضمون کی کیا تخصیص ہے وہ تو ایسے سنگدل ہوگئے ہیں کہ) اُن کے رب کی آیتوں میں سے کوئی آیت بھی اُن کے پاس ایسی نہیں آتی جس سے یہ سرتابی نہ کرتے ہوں اور (اسی طرح ترغیب بھی ان کو نافع نہیں ہوتی چنانچہ) جب (ان کو نعم الٰہیہ جیسے اوپر مذکور ہوئی ہیں بارش و حبوب و ثمرات وغیرہا یاد دلا کر کما یدل علیہ رزقکم اللہ) ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اُس میں سے (اللہ کی راہ میں فقیروں مسکینوں پر) خرچ کرو تو (باوجودیکہ انفاق و اطعام کا استحسان اُن کے مسلمات میں سے بھی ہے چنانچہ اُن کا افتخار ان امور سے مشہور ہے مگر اس پر بھی شرارت سے) یہ کفار ان (مسلمانوں سے (جنہوں نے انفاق فی سبیل اللہ کے لیے کہا تھا) یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں جن کو اگر خدا چاہے تو (بہتیرا اچھے) کھانے کو دیدے تم نری صریح غلطی میں (پڑے) ہو (پس جس امر کا استحسان مسلم ہے جب تذکیر نعم سے ترغیب اس ہی میں نافع نہیں تو ایمان و قبول توحید کا استحسان تو ابھی ان کے نزدیک مسلم بھی نہیں ہوا اس میں تو اُن سے کیا توقع ہے کہ نعم و منن مذکورہ کی تذکیر قبول ایمان میں مؤثر ہو جاوے غرض نہ ترہیب سے وہ ایمان لاویں نہ ترغیب سے) **ف** مسلمانوں کا ان سے انفقوا کہنا بطور نقل حکم شرعی کے نہ تھا کیونکہ کفار یا تو مکلف بالفروع نہیں یا اُن سے فروع بلا ایمان مقبول نہیں بلکہ اگر اہل حاجت مستضعفین اُن کے قائل تھے تب تو بطور سوال کے ہے جو کہ ضرورت شدیدہ میں جائز ہے اور اگر غیر اہل حاجت اُن کے قائل تھے تو بطور سفارش اہل حاجت کے ہے اور سوال اور سفارش سے کفر مانع نہیں اور ظاہراً کفار کا یہ کہنا باوجود اعتقاد رزاقیت خداوندی کے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ولئن سألتهم من نزل من السماء ماء فأحيا به الأرض من بعد موتها ليقولن الله صرف شرارت سے تھا مقصود مسلمانوں پر اعتراض کرنا تھا کہ تم تو اللہ کو رزاق مانتے ہو پھر ہم سے سوال یا سفارش کیوں کرتے ہو اللہ تو رزق دے سکتا ہے اُس سے کیوں نہیں

ملحقات الترجمة

۱؎ قولہ تعالیٰ وما تأتیهم — پروا نہیں کرتے اشارة الی تقدیر امر مضمر جوابا لقولہ تعالیٰ واذا قیل لہم اتقوا الخ ودل علیہ قولہ تعالیٰ وما تأتیهم الخ ۱۲

۲؎ قولہ للذین آمنوا — جنہوں نے الخ والقرینة علیہ جعلہم مقابل المؤمنین مخاطبین لجوابہم انطعم الخ ۱۲

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ○ فَلَا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آپکڑے گی اور وہ سب باہم لڑا جھگڑ رہے ہونگے سو نہ تو

يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ○ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ○

وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاسکیں گے۔ اور صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے

قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ○ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً

کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی ہے جس کا ہم سب سے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے وہ بس ایک زور کی آواز ہوگی

فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ○ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ

جس سے یکایک سب جمع ہوکر ہمارے پاس حاضر کردیے جاویں گے پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس اُن ہی کاموں کا بدلہ ملیگا جو تم کیا کرتے تھے اہل جنت بیشک اس روز

فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ○ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ○ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ○ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ○

اپنے شغلوں میں خوشدل ہونگے۔ وہ اور اُنکی بیبیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ اُن کے لیے وہاں میوے ہونگے اور جو کچھ مانگینگے اُنکو ملیگا اُنکو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جاویگا

مانگتے اب یہ وسوسہ بھی جاتا رہا کہ فی نفسہ تو یہ بات صحیح ہے کہ خدا جس کو چاہے کھانے کو دیدے دفع وسوسہ یہ ہے کہ اس سے مقصود اُن کا اعتراض تھا اور اثبات تنافی درمیان امر بالانفاق و اعتقاد مشیت کے سو یہ مقصود باطل ہے اور اس اعتراض سے تذکیر نعم و ترغیب کا موثر فی الانفاق نہ ہونا اس طرح ثابت ہے کہ جو شخص راغب فی الخیر ہوتا ہے ادنیٰ محرک اس کے لیے کافی ہوجاتا ہے اور وہ کہنے والے کی خصوصیت کو نہیں دیکھتا بلکہ انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال پر کاربند ہوتا ہے انہوں نے جب خصوصیت قائل پر نظر کی اور اس سے عداوت مانع انفاق ہوگیا تو عدم موثریۃ ثابت ہوگئی اور اُن کا یہ اعتراض نامہمل ہے جس کا دفع اعتراض سے پہلے ہی رزقکم اللہ سے ہوچکا ہے تقریر اس کی یہ ہے کہ کسی مخلوق کا دینا اطعام حق کے منافی نہیں کیونکہ اطعام بواسطہ بھی اطعام حق ہی ہے جیسے بادشاہ مالک خزائن کبھی خود انعام دیدیتا ہے کبھی اپنے خزانچی سے دلوا دیتا ہے دونوں عطار شاہی ہیں اگر یہ نہ دینگے اللہ تعالیٰ دوسرے طریق سے دینے پر قادر ہے پھر یہ کہ یہ اعتراض تو اُن پر بھی وارد ہوتا ہے جیسا اُن کا رزاقیۃ کو تسلیم کرنا اور یہ معلوم ہوا ربط اوپر مضمون توحید اور اسکے ساتھ اتقوا ما بین ایدیکم وما خلفکم میں ترہیب عذاب آخرت سے اجمالاً مذکور تھا آگے احوال آخرت کسی قدر تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اور اسکے اخیر میں ولو نشاء لطمسنا الخ سے احتمال عذاب دنیا سے تہدید ہے جس سے ما بین ایدیکم کی ایک گونہ شرح ہوگئی اور علاوہ اس ربط مذکور کے ویسے بھی توحید اور بعث کا ذکر قرآن میں بکثرت مقروناً آتا ہے۔

احوال آخرت مع تہدید باحتمال عذاب دنیوی

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ۝

اللغات قولہ یخصمون اصلہ یختصمون فسکنت التاء وادغمت فی الصاد بعد قلبہا صاداً ثم کسرت الخاء لالتقاء الساکنین قولہ مرقدنا موضع النوم ویراد بالمفرد الجمع وہو استعارۃ عن مضجع للموت قولہ شغل ہو الشان الذی یصد المرء ویشغلہ عما سواہ من شؤونہ لکونہ اہم عندہ من الکل اما لایجابہ کمال المسرۃ اوکمال المسارۃ والمراد ہہنا ہو الاول والمراد بہ النعیم وہذا مفرد فی معنی الجمع قولہ فکہون فی القاموس طیب النفس قولہ یدعون من الدعاء بمعنی الطلب اصلہ یدتعیون علی وزن یفتعلون سکنت الیاء بعد ان القیت حرکتہا علی ما قبلہا وحذفت لسکونہا وسکون الواو بعدہا فصار یدتعون فقلبت التاء دالاً وادغمت والافتعال بمعنی فعل الثلاثی کثیر وجوزان یکون من الادعاء بمعنی التمنی قال ابو عبیدۃ العرب تقول ادع علی ما شئت بمعنی تمن علی کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ صدق المرسلون ای صدق فیہ المرسلون قولہ سلم مبتدأ موصوف قولاً مصدر لفعل مقدر ہو صفۃ للمبتدأ ای سلام یقال قولاً الخ ۱۲

البلاغۃ قولہ ہذا ما وعد جواب علی اسلوب الحکیم ای الاہم انما ہو السوال ما ہذا البعث ذو الاہوال والافزاع

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اور اے مجرمو | آج الگ ہو جاؤ | اے اولادِ آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی | کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا | وہ تمہارا صریح دشمن ہے

وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ

اور یہ کہ میری عبادت کرنا | یہی سیدھا رستہ ہے | اور وہ تم میں ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا | سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے | یہ جہنم ہے جس کا تم سے

تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ | آج اپنے کفر کے بدلے اس میں داخل ہو | آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دینگے اور انکے ہاتھ ہم سے کلام کرینگے اور انکے پاؤں شہادت دینگے جو کچھ یہ لوگ

يَكْسِبُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي مَكَانَتِهِمْ

کیا کرتے تھے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو ملیامیٹ کر دیتے پھر یہ رستے کی طرف دوڑتے پھرتے سو ان کو کہاں نظر آتا اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل ڈالتے اس حالت سے کہ یہ جہاں ہیں وہیں رہ جاتے

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ ع ۴

جس سے یہ لوگ نہ آگے کو چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے۔ ہم جسکی زیادہ عمر کر دیتے ہیں تو اسکو طبعی حالت میں الٹا کر دیتے ہیں سو کیا وہ لوگ نہیں سمجھتے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝۵۹ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶۰ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۱ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۲ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۶۳ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۶۴ اَلْيَوْمَ
نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۶۵ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝۶۶
وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝۶۷ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝۶۸ اور یہ (کافر) لوگ (پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین سے بطور انکار) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (قیامت کا جو ما خلفکم کا مصداق ہے اور ویسے بھی اکثر اُس کی خبر دیا کرتے ہو تو وہ) کب ہوگا اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (تو بتلاؤ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ یہ جو بار بار پوچھ رہے ہیں تو گویا) یہ لوگ بس ایک آوازِ سخت (یعنی نفخۂ اولے) کے منتظر ہیں جو ان کو (یعنی مطلق کفار کو) آپکڑے گی اور وہ سب (اُس وقت) باہم (معمولی طور پر اپنے معاملات میں) لڑ جھگڑ رہے ہونگے سو (اُس آواز کے ساتھ معاً اس طرح فنا ہو جاویں گے کہ) نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے (بلکہ جو جس حال میں ہوگا مر کر رہ جاوے گا) اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے (نکل نکل) اپنے رب کی طرف (یعنی جہاں حساب ہوگا) جلدی جلدی چلنے لگیں گے (اور وہاں کی ہول وہیبت دیکھ کر) کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم کو ہماری قبروں سے کس نے اٹھا دیا (کہ یہاں کی نسبت سے تو وہاں ہی راحت میں تھے فرشتے جواب دیں گے کہ) یہ وہی (قیامت) ہے جس کا ہم سب سے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے (مگر تم نے نہ مانا تھا آگے حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ) وہ (نفخۂ ثانیہ صور کا) بس ایک زور کی آواز ہوگی (جیسے نفخۂ اولے بھی صیحہ واحدہ تھا کما قال تعالی ما ینظرون الا صیحۃ واحدۃ اسی طرح یہ بھی ایک آواز ہوگی) جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دئے جاوینگے (پہلے موقف کی طرف چلنا مذکور تھا اور یہاں پہونچ جانا اور یہ چلنا اور پہونچنا جبراً و قسراً ہوگا یدل علیہ قولہ تعالےٰ محضرون وقولہ تعالےٰ جاءت کل نفس معہا سائق) پھر اُس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس اُن ہی کاموں کا بدلہ ملیگا جو تم (دُنیا میں کفر وغیرہ) کیا کرتے تھے (یہ تو اہلِ نار کا حال ہوا اور) اہلِ جنت (کا حال یہ ہے کہ وہ) بیشک اُس روز اپنے مشغلوں میں

اللغات قولہ مضیا اصلہ مضوی اجتمعت الواو ساکنۃ مع الیاء فقلبت یاء وادغمت الیاء فی الیاء وقلبت ضمۃ الضاد کسرۃ للتخفف وتناسب الیاء **قولہ ننکسہ** من تنکیس السہم اذا جعلت اعلاہ اسفلہ کذا فی المدارک ۱۲

النحو قولہ علی مکانتھم ہے عندی حال متعلق بمقدر ای مسخنا ہم مقعدین علی مکانتہم ۱۲
الفقہ قولہ تکلمنا ایدیھم استدل بعضہم بہ علی کون الکافر مکلفا بالفروع المکتسبۃ بالایدی والارجل ولا یتم الاستدلال لانہ یحتمل کونہ خاصا بالاعمال الکفریۃ الصادرۃ من الجوارح ۱۲

خوش دل ہونگے وہ اور اُن کی بیبیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (اور) اُن کے لیے وہاں (ہر طرح کے) میوے ہوں گے اور جو کچھ
مانگیں گے اُن کو ملے گا (اور) اُن کو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جاوے گا (یعنی حق تعالیٰ خود فرماویں گے السلام علیکم یا اہل الجنۃ رواہ ابن ماجہ
اور (آگے پھر تتمہ ہے قصہ اصحاب نار کا کہ نیز اُن کو موقف میں حکم ہوگا کہ) اے (کفر کے ارتکاب کرنے والے) مجرمو آج (اہل ایمان سے) الگ ہو جاؤ (کیونکہ
اُن کو جنت میں بھیجنا ہے اور تم کو دوزخ میں اور اُس وقت اُن سے ملامت کے طور پر یہ فرمایا جاوے گا کہ) اے اولاد آدم (اور اسی طرح جنات سے بھی
خطاب ہوگا دل علیہ قولہ تعالیٰ یمعشر الجن والانس الخ) کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا صریح دشمن
ہے اور یہ کہ میری (ہی) عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے (عبادت سے مراد اطاعت مطلقہ وہذا کقولہ تعالیٰ لا تتبعوا خطوات الشیطن ولا
یفتننکم الشیطان) اور (نیز تم کو شیطان کی نسبت یہ بات بھی معلوم کرائی گئی تھی کہ) وہ تم میں (یعنی تمہاری بنی نوع میں) ایک کثیر مخلوق کو گمراہ
کر چکا (یہ جن کی گمراہی کا وبال بھی تم کو جتلا دیا تھا جیسے قصص مکذبین اور اُن کی عقوبات کے قرآن میں مذکور ہیں) سو کیا تم (اتنا) نہیں سمجھتے تھے (کہ اگر
ہم اس کے گمراہ کرنے سے گمراہ ہو جاویں گے تو ہم بھی اسی طرح مستحق عذاب ہونگے لو اب) یہ جہنم ہے جس کا تم سے (کفر کی تقدیر پر) وعدہ کیا جایا کرتا تھا
آج اپنے کفر کے بدلہ اس میں داخل ہو آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے (جس سے یہ عذر باطل نہ کر سکیں جیسا شروع شروع میں کہیں گے واللہ
ربنا ما کنا مشرکین) اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دینگے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے (یہ عذاب تو آخرت میں ہوگا)
اور اگر ہم چاہتے تو دنیا ہی میں ان کے کفر کی سزا میں) ان کی آنکھوں کو ملیامیٹ کر دیتے (خواہ بینائی کو خواہ عضو ہی کو) پھر یہ رستے کی طرف (چلنے
کے لیے) دوڑتے پھرتے سو ان کو کہاں نظر آتا (جیسا قوم لوط کے لیے ہوا قال تعالیٰ فطمسنا) اور (اس سے بڑھ کر) اگر ہم چاہتے تو (ان کی سزا کے
کفر میں) ان کی صورتیں بدل ڈالتے (جیسے پہلے بعضے لوگ قردہ وخنازیر ہو گئے) اس حالت سے کہ یہ جہاں ہیں وہیں رہ جاتے (یعنی مسخ کے ساتھ اقعاد
بھی ہوتا جس کا حاصل یہ ہے کہ جانور بنا دیتے اور جانور بھی اپاہج) جس سے یہ لوگ آگے کو چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے اور (اس کا کچھ تعجب
نہ کرنا چاہیئے کہ طمس ومسخ کیسے ہو جاتا دیکھو اس کی ایک نظیر پر ہماری قدرت مشاہد ہے کہ) ہم جس کی زیادہ عمر کر دیتے ہیں (یعنی بہت
بوڑھا کر دیتے ہیں) تو اس کو طبعی حالت میں اُلٹا کر دیتے ہیں (طبعی حالت سے مراد قوی مدرکہ سامعہ باصرہ وغیرہ اور فاعلہ ہاضمہ نامیہ
وغیرہا اور رنگ وروغن وحسن وجمال ہیں اور الٹا کرنے سے مراد ہے ان کا انقلاب اور تغیر حالت ادون وارذل کی طرف پس طمس ومسخ
بھی ایک قسم کا تغیر ہے کامل سے ناقص کی طرف) سو کیا (اس حالت کو دیکھ کر بھی) وہ لوگ نہیں سمجھتے (کہ جب ایک تغییر پر قدرت ہے دوسری
پر بھی ہے بلکہ قدرت کی نسبت تو جمیع ممکنات کے ساتھ مساوی ہے گو اُن میں تناظر وتماثل بھی نہ ہو سو اُن لوگوں کو اس پر نظر کر کے ڈرنا اور کفر
کو ترک کر دینا چاہیئے) **ف** یقولون متی ھذا الوعد میں قائل کفار مکہ تھے اور تاخذھم میں جن کا ماخوذ ہونا اثر نفخہ میں مذکور ہے وہ اور لوگ
ہونگے لیکن اصل مقصود ایسے حادثہ میں ماخوذ ہونا ہے جس سے انکار قیامت کی گنجائش نہ رہے سو قیامت سے پہلے جو کفار گذرے ہیں اُن کے لیے
موت جس کے ساتھ معاینہ آخرت کا ہو جاتا ہے ایسا ہی حادثہ ہے پس تاخذ میں مرجع مطلق کفار ہیں اور چونکہ قیامت کا علم مخفی رکھا گیا ہے اسلیے
یہاں ضمیر میں ابہام رکھا گیا کہ کفار قائلین متی ہذا الوعد کے لیے وقوع ساعت کا محتمل رہے اور یہاں نفخہ ثانیہ کے وقت ینسلون فرمایا
اور ایک جگہ ارشاد ہے فاذا ھم قیام ینظرون سو ممکن ہے کہ اول وہلہ میں حیرت زدہ کھڑے رہیں پھر فرشتوں کے ہانکنے سے دوڑنا
شروع کریں اور ازواجھم میں حوریں اور ازواج مومنات دونوں مراد ہو سکتی ہیں انفراداً یا اجتماعاً اور ظلال جنت کی تحقیق سورہ رعد کی
آیت اکلھا دائم وظلھا کی تفسیر میں گذری ہے اور یدعون کی جو تفسیر مانگنے سے کی گئی ہے اس سے اہل جنت کے مانگنے میں کوئی
اشکال نہ کیا جاوے کیونکہ مانگنا محبوب اور عظیم سے خصوص جب کہ فوراً مل جاوے فی نفسہ ایک امر موجب لذت ہے پس اس سے وجود کلفت
کا جنت میں لازم نہیں آیا اور بعض نے یدعون کو بمعنے یتمنون کے کہا ہے اس سے اور بھی سہولت ہو گئی اور یہ خطاب لقد اضل منکم جبلا
کثیرا باعتبار اکثر کفار کے ہے پس سب سے اول جو کافر ہوئے ہیں جنہوں نے دوسرے کفار کا گمراہ ہونا اور اُن پر وبال نازل ہونا نہیں دیکھا
سو اُن کو اس خطاب کا شامل نہ ہونا محل وسوسہ نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایک منبہ کے نہ ہونے سے دوسرے دلائل ومنبہات کی نفی لازم نہیں آتی

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ

اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپکے لیے شایاں بھی نہیں وہ تو محض نصیحت اور ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنیوالی ہے تاکہ ایسے شخص کو ڈراوے جو زندہ ہو اور تاکہ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

کافروں پر حجت ثابت ہو جاوے۔ کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے انکے لیے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مواشی پیدا کئے پھر یہ لوگ انکے مالک بن رہے ہیں اور ہم نے ان مواشی کو ان کا

رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً

ان کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں اور ان میں ان لوگوں کے اور بھی نفع ہیں اور پینے کی چیزیں بھی ہیں سو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے اور انہوں نے خدا کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں

لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝

اس امید پر کہ ان کو مدد ملے وہ ان کی کچھ مدد کر ہی نہیں سکتے اور وہ ان لوگوں کے حق میں ایک فریق ہو جاوینگے جو حاضر کیے جاوینگے

پس الزام ان پر بھی قائم ہے اور مہر لگنا یا حقیقۃً ہے یا مجازاً ہے سکوت محض سے اور ایک آیت میں تشهد السنتهم بھی آیا ہے اور ایک میں شهد عليهم سمعهم و ابصارهم وجلودهم آیا ہے یہ سب اعضاء متکلم اور شاہد ہونگے اور ختم علی الافواہ وشہادت السنہ میں وجہ تطبیق سورۂ نور کی آیت یوم تشهد عليهم السنتهم الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مقصود سلام سے جنت میں یا محض اکرام ہے یا بشارت و اخبار ہے سلامت دائمی سے پس یہ شبہ نہ رہا کہ انشاء و دعائے سلامت میں تحصیل حاصل ہے۔ **ربط** اوپر بعث وجزا کا مضمون تھا آگے رسالت اور اسکے اعظم دلائل یعنی قرآن کی حقیت کا مضمون ہے جو شروع سورت میں بھی تھا۔

تحقیق رسالت و قرآن

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور یہ کفار جو نفی نبوت کے لیے آپکو شاعر یعنی خیال بند کہتے ہیں گو نظم نہ ہو سو محض باطل ہے اس لیے کہ) ہم نے آپ کو شاعری (یعنی خیالی مضامین مرتب کرنے) کا علم نہیں دیا (اور بلا تعلیم خواہ وہ وہبی ہو یا مکتسب ہو کسی شے کا علم حاصل ہوتا نہیں پس آپ فن شاعری سے منزہ ہوئے) اور وہ (شاعری) آپکے لیے شایاں بھی نہیں (کیونکہ آپ اعلیٰ درجہ کے محقق اور مضامین شعریہ کی بنا تخیل محض پر ہوتی ہے پس دونوں میں تنافی ہوئی جس سے اجتماع بالفعل تو محال ہی ہے لیکن اجتماع بالقوۃ القریبہ نہ ہونا یعنی شاعری پر قدرت نہ ہونا تنافی کا بہت ہی اعلیٰ درجہ اور کمال نزاہت ہے حتیٰ کہ نظم میں چونکہ غالباً مضامین تخیلیہ ہوا کرتے ہیں اس لیے نظم میں بھی مہارت نہیں دی گو وہ شعر بالمعنی المنفی نہ ہو) وہ (یعنی اللہ کو جو ہم نے وحی سے تعلیم کیا جس کو وہ لوگ شعر کہا کرتے تھے وہ) تو محض نصیحت (کا مضمون) اور ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنے والی ہے تاکہ (اپنی اہانت احکام کے اثر سے) ایسے شخص کو (نافع ڈرانا) ڈراوے جو (حیوۃ قلبیہ کے اعتبار سے) زندہ ہو اور تاکہ کافروں پر (عذاب کی) حجت ثابت ہو جاوے (کہ ان سے کہا جاویگا کہ باوجود سننے احکام کے تم نے انکار کیا)۔ **ف** سورۂ شعراء کے اخیر رکوع آیت والشعراء يتبعهم الخ کی تفسیر میں بھی نفی شعر کے معنے اور وجہ گذر چکی ہے جس کا ملاحظہ مفید ہے اور کسی شعر کا نقل کرنا کسی غرض صحیح سے یا بلا قصد کوئی کلام موزون منہ سے نکل جانا یہ منافی نہیں ہے مضمون آیت کے **ربط** اوپر وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الخ میں ایسے دلائل سے اثبات توحید تھا جو متضمن بیان نعم الٰہیہ کو بھی ہیں آگے پھر اسی مضمون کی طرف ایسے ہی دلائل سے اور وہاں اخیر میں شکر کی نفی بھی اشارۃً یہاں صراحۃً ہے۔

عود بسوئے توحید

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝

اللغات قولہ رکوبهم بمعنی المرکوب کفعول بمعنی المفعول ومنہ الحصور والحلوب قولہ مشارب جمع مشرب مصدر بمعنی المفعول وهو اللبن وخص مع دخولہ فی المنافع لشرفہ وافتخار العرب بہ وجمع باعتبار اصنافہ ۱۲

البلاغۃ قولہ حیا فیہ استعارۃ کما فی قولہ کان میتا فاحییناہ قولہ ایدینا وفی آیۃ خلقت بیدی بالمثنی وفی آیۃ ید اللہ فوق ایدیهم بالافراد وہذا عندی تفنن قولہ انعاما تخصیصہ لکثرۃ منافعہا وتکرار مشاہدتہا قولہ وهم لهم ہو عندی جنی علیہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی ان هو یعنی ان کو جو اشارۃ الی المرجع الدال علیہ المقام ۱۲

سلہ قولہ فی لینذر تاکہ اپنی اہانت اشارۃ الی تعلق لینذر بمبین وفی قراءۃ لتنذر بالفوقانیۃ ایضا یصح تعلق اللام بمبین بعد تقدیر الجار والمجرور ای بین فیہ الاحکام لتنذر انت بہ ۱۲

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ۝ وقف لازم

تو ان لوگوں کی باتیں آپکے لیے آزردگی کا باعث نہ ہونا چاہیے بیشک ہم سب جانتے ہیں جو کچھ یہ دلمیں رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں کیا آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ ہمنے اسکو نطفہ سے پیدا کیا سو وہ علانیہ

کیا ان (مشرک) لوگوں نے اسپر نظر نہیں کی کہ ہم نے اُن کے (نفع کے) لیے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مواشی پیدا کیے پھر (ہمارے مالک بنانے سے) یہ لوگ اُن کے مالک بن رہے ہیں اور (آگے اُس نفع کی کچھ تفصیل ہے کہ) ہم نے اُن مواشی کو اُن کا تابع بنا دیا سو (وہ اُن کے کام میں لانے سے کام دیتے ہیں چنانچہ) اُن میں بعضے تو اُن کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں اور اُن میں ان لوگوں کے اور بھی نفع ہیں (جیسے بال کھال ہڈی وغیرہ مختلف طریقوں سے استعمال میں آتے ہیں) اور (اُن میں ان لوگوں کے) پینے کی چیزیں بھی ہیں (یعنی دودھ) سو کیا (اسپر بھی) یہ لوگ شکر نہیں کرتے (جس میں اقدم اور اہم قبول توحید ہے) اور انہوں نے (بجائے شکر اور توحید کے کفر اور شرک اختیار کر رکھا ہے چنانچہ) خدا کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں اس امید پر کہ ان کو (اُن معبودین کی طرف سے) مدد ملے (لیکن) وہ اُن کی کچھ مدد کر ہی نہیں سکتے اور (مدد تو کیا کرتے اور اُلٹے) وہ (معبودین) اُن لوگوں کے حق میں ایک فریق (مخالف) ہو جاوینگے جو (موقف حساب میں بالاضطرار) حاضر کیے جاوینگے (اور وہاں حاضر ہو کر اُن کی مخالفت کا اظہار کرینگے کما قال تعالیٰ فی سورۃ مریم ویکونون علیہم ضدا وقال تعالیٰ فی سورۃ یونس قال شرکاءھم ما کنتم ایانا تعبدون وغیر ذلک من الآیات) **ف** ان آیتوں کی جو ابھی لکھی گئی ہیں تفسیر ملاحظہ کر لینا مفید ہے اور انعام سے اگر مراد خاص مواشی ہیں جو حلال ہیں تو منہا یا کلون میں من ابتدائیہ لینے پر تو کوئی اشکال نہیں اور تبعیضیہ لینا یا تو باعتبار اجزاء کے ہے نہ کہ باعتبار جزئیات کے اور ظاہر ہے کہ کل اجزاء ماکول نہیں ہوتے اور یا اگر جزئیات کے اعتبار سے ہے تو مشروعیت کے اعتبار سے نہ ہو بلکہ وقوع کے اعتبار سے ہو اور ظاہر ہے کہ وقائع محض اکل البعض ہے گو جواز کل کو شامل ہو اور ہاتھوں کے ساختہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تخلیق میں کوئی اور دخیل نہیں **ربط** اوپر باوجود وضوح مقتضی توحید کے خلق انعام ہے جسکے وضوح اقتضاء کی طرف اولم یروا سے اشارہ مفہوم ہے مشرکین کا توحید کو قبول نہ کرنا اور باوجود وضوح مانع اشراک کے کہ عجز اصنام ہے جس کا وضوح مشاہدہ سے اور نیز لا یستطیعون الخ سے صراحۃً معلوم ہے اُن کا شرک کو اختیار کرنا مذکور تھا جس سے اُن کا غایت درجہ کا غبی یا نہایت درجہ کا معاند ہونا لازم آتا ہے آگے اس لازم پر تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون متفرع فرماتے ہیں اور اُس کو انا نعلم الخ سے مؤکد فرماتے ہیں جو کہ مناسب ہے مضمون بعث مذکور بالا کے اور اس مضمون سے درباره مسئلہ رسالت کی اور زائد تسلی حاصل ہوتی ہے کہ جب یہ لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے ہیں تو آپکے ساتھ کچھ بھی عجب نہیں پس اس مجموعی تقریر سے یہ مضمون تسلیہ کا بعث اور رسالت اور توحید جو بالترتیب اوپر مذکور ہیں سب سے مرتبط ہو گیا۔

ملحقات الترجمة
سلہ قولہ قبل فلا یحزنک
جب یہ لوگ اشارۃ الی ان ترجمہ الفاء بما ہو ظاہر غنی عن البیان ۱۲

تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ (جب یہ لوگ ایسے واضح واضح امور میں خلاف کرتے ہیں) تو ان لوگوں کی باتیں (درباب توحید و رسالت وغیرہ) آپ کے لیے آزردگی کا باعث نہ ہونا چاہیے (کیونکہ آزردگی ہوتی ہے امید سے اور امید ہوتی ہے مخاطب کے عقل اور انصاف سے اور یہاں اگر غباوت ہے تو عقل نہیں اور اگر عناد ہے تو انصاف نہیں پھر کیا امید پھر غم کیوں آگے دوسرے طور پر تسلیہ کی تاکید ہے کہ) بیشک ہم سب جانتے ہیں جو کچھ یہ دل میں رکھتے ہیں اور جو کچھ (زبان سے) ظاہر کرتے ہیں (پس ان کو وقت پر جزائے کافی ملیگی) **ربط** اوپر ویقولون متی ھذا الوعد میں مضمون بعث کا تھا آگے خاتمہ میں پھر عود ہے اُسی کی طرف البتہ وہاں چونکہ سوال وقوع سے تھا کما یدل قولہ تعالیٰ ویقولون متی ھذا الوعد اس لیے وہاں واقعات زیادہ ہیں گو ولو نشاء الخ میں بعض اُن واقعات کی صحت پر بھی استدلال ہے اور یہاں چونکہ اعتراض اُسکے امکان پر تھا جیسا لباب میں بتصحیح حاکم ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ عاص بن وائل ایک سڑی ہڈی لیکر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اُس کو چٹکی سے مل کر کہنے لگا کہ کیا یہ ایسی حالت کے بعد زندہ ہوگی آپنے فرمایا ہاں اور تو دوزخ میں جاویگا اسپر اولم یر الانسان سے آخر سورت تک آیتیں نازل ہوئیں اس لیے یہاں زیادہ استدلال ہے صحت و امکان پر گو بالکل اخیر کی آیت میں وقوع کا بھی حکم ہے واللہ اعلم۔

جواب استبعاد بعث

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ۝

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ

اور اُسنے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا کہتا ہے کہ ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کردیگا آپ جواب دیدیجیے کہ اُنکو وہ زندہ کریگا جسنے اول بار میں اُنکو پیدا کیا ہے اور وہ

خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

سب پیدا کرنا جانتا ہے | وہ ایسا ہے کہ ہرے درخت سے تمہارے لیے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو | اور جس نے آسمان اور زمین

وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰي ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

پیدا کیے ہیں کیا وہ اسپر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو پیدا کردے ضرور وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنیوالا خوب جاننے والا ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اسکا معمول تو یہ ہے کہ اُس چیز کو کہدیتا ہے کہ ہو جا

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ع ۵ / ۴

تو اُس کی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰي ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ کیا (اس) آدمی کو (جو کہ بعث کا انکار کرتا ہے) یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اُسکو (ایک حقیر) نطفہ سے پیدا کیا (جس کا مقتضا تو یہ تھا کہ اپنی اس ابتدائی حالت کو یاد کرکے اولا بوجہ اپنی حقارت اور خالق کی عظمت کے جرأت انکار و گستاخی اعتراض سے طبعاً شرماتا ثانیاً خود اس حالت سے صحت بعث پر عقلاً استدلال کرتا) سو (اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ برخلاف اقتضائے مذکور) وہ علانیہ اعتراض کرنے لگا اور (وہ اعتراض یہ کہ) اُس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا (عجیب اس لیے کہ اُس سے انکار قدرت لازم آتا ہے) اور اپنی اصل کو بھول گیا (کہ نطفہ حقیر ہے جس سے ہم نے اُس کو انسان بنایا ہے ورنہ طبعاً اور عقلاً ایسی بات نہ کہتا اگر اپنی اصل کو نہ بھولتا) کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوص) جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کردیگا آپ جواب دیدیجیے کہ اُن کو وہ زندہ کریگا جس نے اول بار میں اُنکو پیدا کیا ہے (جب کہ وہ حیات سے بہت بعید تھیں اور اب تو ایک بار وہ حیات کو قبول بھی کر چکی ہیں) اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے (ابتداء بھی اعادۃ بھی اس کو کچھ مشکل نہیں) وہ ایسا (قادر مطلق) ہے کہ (بعض) ہرے درخت سے تمہارے لیے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو (چنانچہ عرب میں ایک درخت تھا مرخ اور ایک عفار اُن سے چقماق کا کام لیتے تھے پس جب پانی میں کہ ضد ہے اُسی کا اثر ہے آگ پیدا کر دیتے ہیں تو جماد میں حیات پیدا کرنا کیا مشکل ہے کیونکہ وہاں تو آگ کے ساتھ پانی بھی رہتا ہے اور یہاں تو حیات کے ساتھ جمادیت نہ رہیگی تو وہ اس احیاء سے زیادہ عجیب ہے) اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کردے ضرور وہ قادر ہے (بلکہ زمین و آسمان تو اور بھی بڑے ہیں قال تعالےٰ لخلق السمٰوٰت والارض اکبر من خلق الناس) اور وہ بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے (اور اُس کی قدرت ایسی ہے کہ) جب وہ کسی چیز (کے پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو بس اُس کا معمول تو یہ ہے کہ اُس چیز کو کہدیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے (تو اُسکو کیا بات مشکل ہو سکتی ہے) تو (ان سب مقدمات سے ثابت ہو گیا کہ) اُس کی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے (یعنی وہ عجز وغیرہ کے نقص سے منزہ ہے) اور (یہ امر سب شبہات سے سالم باقی رہ گیا کہ) تم سب کو (قیامت میں) اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے **ف** مثلھم کے ایسے معنے ہیں جیسے محاورات میں بولتے ہیں کہ میں تم جیسوں کو کیا سمجھتا ہوں یعنی تم کو ہی اور تمہارے امثال کو بھی اور یہاں کئی استدلال جمع ہیں اول یحییھا جسکی طرف نسی من نطفہ اور نسی میں بھی اشارہ ہے ثانی وھو بکل خلق علیم جو کہ وھو الخلاق العلیم سے متقارب ہے ثالث الذی جعل لکم الخ رابع اولیس الذی الخ خامس انما امرہ الخ اور فسبحٰن الخ میں اشارہ ہے مطلوب ثابت بالدلائل المذکورہ کی طرف جیسا کلمۂ فا اس پر دال ہے اور تحقیق

النحو قولہ رمیم لم یقل رمیمۃ لاستواء المذکر والمؤنث فی فعیل ۱۲

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی ھو بکل خلق اس کو کچھ مشکل نہیں قرر الآیۃ ہکذا فی الخازن ۱۲

سلہ قولہ فی امرہ معمول اشارۃ الی کون الامر بمعنی الشان ۱۲

سورۃ والصافات مکیۃ وھی مائۃ واثنتان بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وثمانون اٰیۃ وخمس رکوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ۙ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکۡرًا ۙ اِنَّ اِلٰـہَکُمۡ لَوَاحِدٌ ؕ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا

قسم ہے اُن فرشتوں کی جو صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو بندش کرنیوالے ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو ذکر کی تلاوت کرنیوالے ہیں کہ تمہارا معبود ایک ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَرَبُّ الۡمَشَارِقِ ؕ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَۃِ ۣ الۡکَوَاکِبِ ۙ وَحِفۡظًا مِّنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا یَسَّمَّعُوۡنَ اِلَی

اور پروردگار ہے طلوع کرنے کے مواقع کا ہم ہی نے رونق دی ہے اس طرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے وہ شیاطین عالم بالا کی طرف

الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰی وَیُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ کُلِّ جَانِبٍ ٭ۖ دُحُوۡرًا وَّلَہُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَۃَ فَاَتۡبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ

کان بھی نہیں لگا سکتے اور وہ ہر طرف سے مار کر دھکے دیدیئے جاتے ہیں۔ اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہوگا مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اُسکے پیچھے لگ لیتا ہے

کن فیکون کی اخیر پارہ الم میں گذری ہے اور تکوین اشیاء میں گو اسباب میں تدریج بھی ہوتی ہے مگر افاضہ صورت نوعیہ کا دفعی ہے یا تدریجیات ہیں کن تدریجاً حکم ہوتا ہے اور دفعیات میں کن دفعۃ وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ یٰس ثانی ربیع الاول یوم الثلاثاء ۱۳۲۵ھ من الھجرۃ والمرجو من اللہ تعالی التوفیق لاتمام البقیۃ۔ سورۃ والصّٰفّٰت مکیۃ وآیھا مائۃ واحدی او اثنتان وثمانون کذا فی البیضاوی ربط اس سورۃ کا خلاصہ یہ مضامین ہیں توحید جس سے سورت شروع بھی کیگئی اور پھر بعث جسپر شروع سورت ہی میں بعض دلائل مذکورہ توحید استدلال بھی کیا گیا اور رکوع دوم کے ختم تک وہی مضمون بعث کا چلا گیا اور پھر رسالت جسکا سلسلہ بضمن قصص قریب ختم سورت تک چلا گیا پھر فاستفتھم الربک الخ سے عود ہے توحید و تنزیہ کی طرف پھر وان کانوا لیقولون سے منکرین کی تشنیع و تہدید اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ و عدہ سے پھر خاتمہ میں تنزیہ ذو الجلال والاکرام اور تنویہ شان رسل کرام جو کہ توحید و رسالت کے مناسب ہے اور اس سے سورت سابقہ کے مجموعہ کا اس سورت کے مجموعہ سے بھی ارتباط ظاہر ہو گیا کہ وہ بھی ان ہی مضامین پر مشتمل تھی۔

اثبات توحید بدلیل و تاکید آن بقسم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ۙ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکۡرًا ۙ اِنَّ اِلٰـہَکُمۡ لَوَاحِدٌ ؕ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا وَرَبُّ الۡمَشَارِقِ ؕ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَۃِ ۣ الۡکَوَاکِبِ ۙ وَحِفۡظًا مِّنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا یَسَّمَّعُوۡنَ اِلَی الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰی وَیُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ کُلِّ جَانِبٍ ٭ۖ دُحُوۡرًا وَّلَہُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَۃَ فَاَتۡبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ ۔

قسم ہے اُن فرشتوں کی جو (عبادت میں یا حق تعالی کا حکم سننے کے وقت) صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں (جیسا اسی سورت میں آگے آویگا وانا لنحن الصافون اور حدیث میں ہے الا تصفون کما تصف الملائکۃ) پھر (قسم ہے) اُن فرشتوں کی جو (شہاب ثاقب کے ذریعہ سے آسمانی خبریں لانے سے شیاطین کی) بندش کرنے والے ہیں (جیسا اسی سورت میں عنقریب آتا ہے ویقذفون من کل جانب الخ) پھر (قسم ہے) اُن فرشتوں کی جو ذکر (الٰہی تسبیح و تقدیس) کی تلاوت کرنے والے ہیں (جیسا اسی سورت میں آویگا وانا لنحن المسبحون غرض ان سب کی قسم کھا کر کہتے ہیں) کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہے (اور دلیل اس توحید کی یہ ہے کہ) وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا (یعنی اُن کا مالک اور متصرف) اور پروردگار ہے (سب ستاروں کے) طلوع کرنے کے مواقع کا اور ہم ہی نے رونق دی ہے اس طرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور (اُن ہی ستاروں کے ساتھ اس آسمان کی یعنی اسکی خبروں کی) حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے (جسکا طریق آگے آتا ہے یقذفون الخ اور یہ انتظام قذف و رجم کی وجہ سے) وہ شیاطین عالم بالا (یعنی ملائکہ) کی

اللغات

قولہ واصب دائم اتبع بمعنی تبع ثاقب مضئ لتثقبہ الجو بالضوء ۱۲ النحو قولہ الکواکب بدل من زینۃ قولہ وحفظا مفعول مطلق لمقدر ای وحفظنا ما بہ حفظا قولہ دحورا مفعول مطلق لیقذفون باعتبار المعنی قولہ الا من خطف استثناء متصل من واو یسمعون ومن بدل منہ باعتبار مجموع الاستماع والسمع ای لا یستمعون ولا یسمعون الا الخاطف فیستمع ویسمع لکن لحرقہ لا یقدر علی اسماع غیرہ والایصال الیہ ۱۲

و باتوں کی) طرف کان بھی نہیں لگا سکتے (یعنی اکثر تو رجم کے ڈر سے دُور ہی دُور رہتے ہیں) اور (اگر کبھی اتفاقاً اس کی کوشش کرتے بھی
ہیں تو) وہ ہر طرف سے (یعنی جس طرف بھی جو شیطان جاوے) مار کر دھکے دے دیے جاتے ہیں (یہ عذاب و ذلت تو اُن کو فی الحال ہی)
اور (کچھ آخرت میں) اُن کے لیے (جہنم کا) دائمی عذاب ہوگا (غرض قبل خبر سُننے ہی کے رجم کر دیا جاتا ہے اور استماع کا قصد کر کے سمع
خبر میں ناکام رہتا ہے) مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اُس کے پیچھے لگ لیتا ہے (کہ اُس کو جلا پھونک
دیتا ہے پس سمع خبر کے بعد بھی اسماع و ایصال خبر میں ناکام رہتا ہے پس یہ تمام تر انتظامات و تصرفات دال علی التوحید ہیں اور گو
اس استدلال کے بعض مقدمات سمعی ہیں لیکن خود اُس دلیل سمعی کی صحت دلیل عقلی سے ثابت ہے لہٰذا وہ سمعی بھی مثل عقلی ہی کے ہوا
اور یہ استدلال علی التوحید معنیً عقلی ہی رہا اور شہاب ثاقب سے شیطان کے رجم اور استراق سمع کی تحقیق شروع سورۂ حجر میں گذر
چکی ہے اور ظاہر آیت انا زینا السماء الدنیا سے کواکب کا اسی آسمان میں ہونا معلوم ہوتا ہے اور اہل ہیئت کے پاس کواکب کے جُدا
جُدا آسمان پر ہونے کی کوئی دلیل کافی نہیں اور اگر کسی دلیل صحیح سے یہ ثابت ہو جاوے تو آیت کی توجیہ یہ ہوگی کہ جب بھی اس کی تزیین
تو اُن سے ہو سکتی ہے اور مخلوق کی قسم کھانے کی تحقیق بذیل تفصیل آیت لعمرک و اقعہ سورہ حجر گذر چکی ہے اور مقصود ان قسموں
سے استدلال نہیں استدلال تو آگے ہے محض تاکید کلام ہے جیسا کہ سرخی کا عنوان اس طرف مشیر ہے البتہ ان قسموں میں اشارہ
استدلال باحوال مقسم علیہ کی طرف ہوتا ہے یا مقسم بہ نظیر مقسم علیہ کی ہوتا ہے کہ نظیر بھی ایک گونہ دال ہوتی ہے دوسری نظیر پر چنانچہ
ان صافات کے احوال میں کہ مصنوع ہیں دلالت علی الصانع و التوحید ظاہر ہے اسی طرح ہر جگہ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے اور ظاہر اسیاق آیت
لا یسمعون سے معلوم ہوتا ہے کہ اول استماع کی نفی کی باعتبار اکثر کے پھر بعد استماع شاذ و نادر کے یقذفون میں سمع کی نفی کی پھر سمع اتفاقی کے اتباع سے
اسماع کی نفی کی اور من کل جانب کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شیطان کو ہر طرف سے رجم کرتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرف کوئی شیطان جاوے اُدھر ہی
مرجوم ہوتا ہے اور جن فرشتوں کی قسم کھائی ہے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب فرشتے مختلف جماعتیں ہیں کوئی مدبرات ارض ہیں جن کو احکام
بتلائے جاتے ہیں کوئی قیام عبادت میں مشغول ہیں اور یہ دونوں صف باندھتے ہیں یا احکام سننے والوں کا اصطفاف بمعنے اصطفاف اجنحہ کے ہو اور
بعض مدبرات سما ہیں جو شیاطین کو رجم کرتے ہیں اور بعض محض تسبیح و تقدیس کے لیے مخصوص ہیں اس صورت میں تو عطف ظاہر ہے اور اگر ایک ہی
جماعت یہ سب کام کرتی ہو تو عطف باعتبار تغایر صفت کے ہوگا اور تعقیب کلمہ فاء سے باعتبار فعل قسم کے ہے یعنی کئی قسمیں آگے پیچھے کھاتے ہیں اس
میں اور کسی توجیہ کی ضرورت نہیں کیونکہ جب قسم متعدد ہوگی تو اُن میں مرتبہ تلفظ میں تعاقب ہو ہی گا اور عذاب دائمی شیاطین کو بوجہ اُن کے
کفر کے ہوگا اور یہاں مغارب کا ذکر اس لیے نہیں ہوا کہ مشارق کا ذکر اُس پر بھی دال ہے اور شاید تخصیص مشارق کی اسلیے ہو
کہ اشراق بوجہ نصب العین ہونے کے قدرت پر زیادہ دال ہے گو دوسری کسی وجہ سے غروب زیادہ دال ہو اور اس آیت میں مشارق جمع
آیا ہے اور بعض میں تثنیہ کے صیغہ سے آیا ہے جیسے سورۂ رحمٰن میں سو وہ باعتبار شمس و قمر کے ہوگا اور بعض جگہ مفرد آیا ہے جیسے سورۂ مزمل میں سو یا تو
اُس سے مراد جنس ہوگا یا خاص آفتاب کا مطلع و مغرب بوجہ اُس کے اشہر الکواکب ہونے کے مراد ہوگا اور اس کے سوا اور بھی توجیہات
محتمل ہیں اور شیاطین کی اس حالت بیان کرنے سے علاوہ استدلال علی التوحید بالتقریر المذکور کے اشارہ ابطال شرک کی طرف ایک اور تقریر
سے بھی ہو گیا یعنی شیاطین جن کو تم شریک قرار دیتے ہو وہ اس درجہ مدحور و مطرود ہیں کہ عالم بالا تک رسائی تو میسر نہیں اس سے زیادہ رفعت و قدرت
تو اُن کو کیا ہوگی پھر الوہیت کے مستحق کب ہو سکتے ہیں نیز اشارہ صحت رسالت کی طرف بھی اس طرح حاصل ہو گیا کہ اس قرآن میں کہانت کا
احتمال نہیں اور بعث پر اس سے استدلال خود آگے موجود ہے بس اس طور پر یہ مضمون جامع ہو گیا اُصول ثلثہ کو) ربط اوپر اثبات توحید تھا
آگے اثبات بعث ہے جس کے امکان پر بعض اجزاء دلیل توحید مذکور سے استدلال بھی کیا گیا ہے جیسا کلمہ فاء فاستفتھم میں اس پر
دال ہے اور ثبوت نبوت سے اُس کے وقوع پر استدلال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا واذا ما الخ کی تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگا
اور بعث کے ساتھ کفار کا عذاب اور مومنین کا ثواب ذکر فرمایا گیا ہے اور انھم الفوا اباءھم میں بطور تتمیم مضمون کے عذاب کفار کی ایک تعلیل ارشاد ہوئی ہے

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ○ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۪ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا

تو آپ ان سے پوچھیے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی یہ چیزیں ہم نے ان لوگوں کو چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور یہ لوگ تمسخر کرتے ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے

يَذْكُرُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ○ وَقَالُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا

تو یہ سمجھتے نہیں - اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم

لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ○ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ○

زندہ کیے جاویں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی آپ کہہ دیجیے کہ ہاں اور تم ذلیل بھی ہو گے پس قیامت تو بس ایک للکار ہو گی سو سب یکایک دیکھنے بھالنے لگیں گے

ع ۲۱ / ۵ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی یہ تو وہی روز جزا ہے یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے - جمع کر لو ظالموں کو

الربع وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ○ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ○

اور ان کے ہم مشربوں کو اور ان معبودوں کو جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے پھر ان سب کو دوزخ کا رستہ بتلاؤ اور ان کو ٹھیراؤ ان سے پوچھا جاوے گا کہ اب تم کو کیا ہوا

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ○ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالُوْا اِنَّكُمْ

ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ وہ سب کے سب اس روز سر افگندہ ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال کرنے لگیں گے تابعین کہیں گے

كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ○ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ○

کہ ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ○ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ○ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○

سو ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ بات محقق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو مزہ چکھنا ہے تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود بھی گمراہ تھے تو وہ سب کے سب اس روز عذاب میں شریک رہیں گے

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○

ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں

بحث بعث و واقعات او

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝۱۳ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً
يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝۱۴ وَقَالُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝۱۶ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝۱۷ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝۱۸ فَاِنَّمَا
هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۱۹ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۲۰ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۲۱ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ
وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝۲۲ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝۲۳ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝۲۴ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝۲۵ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝۲۶ وَاَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝۲۷ قَالُوْا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝۲۸ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۲۹ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا
طٰغِيْنَ ۝۳۰ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝۳۱ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝۳۲ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝۳۳ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝۳۴

النحو قوله بل عجبت ويسخرون عندى ان مدخول بل المجموع باعتبار يسخرون كما يظهر من ترجمتی قوله ما لكم عاملة مقدر ای فیسئلون ۱۲ **البلاغة** قوله طين لازب وصفه به لاستحضار صورته وحقارته قوله يستسخرون لما كان السخرية اشد واقطع بعدما ذكروا ای آیة عبر عنه ههنا بالاستفعال لانه سخرية بالدعوى وكان السابق سخرية بالدعوى فاتى به مجردا ولما كان الدليل طريقا الى اثبات الدعوى فالسخرية بالدليل قاطع لرجاء الهدى قوله عن اليمين مجاز مرسل واستعارة عن القوة والقهر فان اليمين موصوفة بالقوة وبها يقع البطش ای تقصدوننا عن السلطان والغلبة حتى تحملونا على الضلال كذا فی الروح عن الفراء واخترته لمناسبته قوله تعالى وما كان لنا عليكم من سلطان قوله انا لذائقون اصله انكم لذائقون لانه لا يجوز نسبة الذوق الى الله تعالى الا انه عدل الى لفظ المتكلم لانهم شكلمون بذلك من انفسهم ۱۲ **اختلاف القراءة** قوله بل عجبت وفی قراءة بالتكلم وتوجيهه كتقدير قل قبل بل او بعده كما قيل وقيل ۱۲

إنهم كانوا إذا قيل لهم لا إله إلا الله يستكبرون ۝ ويقولون أئنا لتاركوا آلهتنا لشاعر مجنون ۝ بل جاء بالحق

وہ لوگ ایسے تھے کہ جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دینگے بلکہ ایک سچا دین لے کر آئے ہیں

وصدق المرسلين ۝ إنكم لذائقوا العذاب الأليم ۝ وما تجزون إلا ما كنتم تعملون ۝ إلا عباد الله المخلصين ۝

اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں تم سب کو عذاب چکھنا پڑے گا اور تم کو اُس ہی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے ہیں

أولئك لهم رزق معلوم ۝ فواكه وهم مكرمون ۝ في جنت النعيم ۝ على سرر متقبلين ۝ يطاف عليهم بكأس من معين ۝

انکے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال معلوم ہے یعنی میوے اور وہ لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے انکے پاس ایسا جام شراب لایا جاویگا جو بہتی ہوئی شراب

بيضاء لذة للشربين ۝ لا فيها غول ولا هم عنها ينزفون ۝ وعندهم قصرت الطرف عين ۝ كأنهن بيض مكنون ۝

سفید ہوگی پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی نہ اُنمیں دردسر ہوگا اور نہ اُس سے عقل میں فتور آویگا اور اُن کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی ہونگی گویا وہ بیضے ہیں جو چھپے ہوئے رکھے ہیں

فأقبل بعضهم على بعض يتساءلون ۝ قال قائل منهم إني كان لي قرين ۝ يقول أئنك لمن المصدقين ۝ ءإذا متنا

پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کرینگے اُن میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ملاقاتی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم مر جاویں گے

وكنا ترابا وعظاما ءإنا لمدينون ۝ قال هل أنتم مطلعون ۝ فاطلع فرآه في سواء الجحيم ۝ قال تالله إن كدت لتردين ۝

اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاوینگے تو کیا ہم جزا سزا دیے جاوینگے ارشاد ہوگا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو سو وہ شخص جھانکے گا تو اسکو وسط جہنم میں دیکھیگا کہیگا کہ خدا کی قسم تو تو مجھکو تباہ ہی کرنے کو تھا

ولولا نعمة ربي لكنت من المحضرين ۝ أفما نحن بميتين ۝ إلا موتتنا الأولى وما نحن بمعذبين ۝ إن هذا لهو الفوز

اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی ماخوذ لوگوں میں ہوتا کیا ہم بجز پہلی بار کے مر چکنے کے اب نہیں مریں گے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا یہ بے شک

العظيم ۝ لمثل هذا فليعمل العملون ۝ أذلك خير نزلا أم شجرة الزقوم ۝ إنا جعلنها فتنة للظلمين ۝

بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم کا درخت ہم نے اُس درخت کو ظالموں کے لیے موجب امتحان بنایا ہے

إنهم كانوا إذا قيل لهم لا إله إلا الله يستكبرون ۝ ويقولون أئنا لتاركوا آلهتنا لشاعر مجنون ۝ بل جاء بالحق و
صدق المرسلين ۝ إنكم لذائقوا العذاب الأليم ۝ وما تجزون إلا ما كنتم تعملون ۝ إلا عباد الله المخلصين
أولئك لهم رزق معلوم ۝ فواكه وهم مكرمون ۝ في جنت النعيم ۝ على سرر متقبلين ۝ يطاف عليهم بكأس من
معين ۝ بيضاء لذة للشربين ۝ لا فيها غول ولا هم عنها ينزفون ۝ وعندهم قصرت الطرف عين ۝ كأنهن بيض
مكنون ۝ فأقبل بعضهم على بعض يتساءلون ۝ قال قائل منهم إني كان لي قرين ۝ يقول أئنك لمن المصدقين ۝ ءإذا متنا
وكنا ترابا وعظاما ءإنا لمدينون ۝ قال هل أنتم مطلعون ۝ فاطلع فرآه في سواء الجحيم ۝ قال تالله إن كدت
لتردين ۝ ولولا نعمة ربي لكنت من المحضرين ۝ أفما نحن بميتين ۝ إلا موتتنا الأولى وما نحن بمعذبين ۝ إن هذا لهو
الفوز العظيم ۝ لمثل هذا فليعمل العملون ۝ أذلك خير نزلا أم شجرة الزقوم ۝ إنا جعلنها فتنة للظلمين ۝

اللغات قولہ کاس فی الروح عن اکثر اللغویین ان اناء الخمر لا یسمی کاسا حقیقۃ الا وفیہ خمر فان خلا منہ فہو قدح قولہ معین ای جار کما تجری الانہار غول فی القاموس الصداع یُنزفون فی القاموس نزف کعنی ذہب عقلہ قولہ بیض معروف وہو اسم جنس والواحدۃ بیضۃ قولہ لمدینون لمجزیون ۱۲

النحو قولہ الا عباد اللہ استثناء منقطع بمعنی لکن و اولئک خبرہ قولہ فواکہ بدل من رزق معلوم قولہ من معین صفۃ کاس ای کائنۃ من معین و بیضاء صفۃ للقدر ای من خمر معین بمعنی الجاری کالماء ۱۲

البلاغۃ قولہ لذۃ مصدر وصف بہ مبالغۃ قاصرات کنایۃ عن العفۃ لان العفیفۃ لا تنظر الی غیر زوجہا ای قصرن ابصارہن علی ازواجہن یتساءلون کنایۃ عن التحادث وان لم یکن فیہ سوال وجواب ۱۲

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝

وہ ایک درخت ہی جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے اُس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن تو وہ لوگ اُس سے کھاویں گے اور اُسی سے پیٹ بھریںگے

ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝

پھر اُن کو کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جاوے گا اور پھر اخیر ٹھکانا اُن کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا انہوں نے اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا پھر یہ بھی اُن ہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝

اور ان سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہو چکے ہیں اور ہمنے اُن میں بھی ڈرانیوالے بھیجے تھے سو دیکھ لیجیے اُن لوگوں کا کیسا انجام ہوا جنکو ڈرایا گیا تھا ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے تھے

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ (اور جب دلائل توحید میں حق تعالے کا مخلوقات میں تصرفات مذکورہ پر قادر ہونا اور ان مخلوقات کا مقدور ہونا معلوم ہوگیا) تو آپ ان (منکرین بعث) سے (بطور تبکیت و الزام کے) پوچھیے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی یہ چیزیں (جن کا ابھی ذکر ہوا سو واقع میں یہی چیزیں زیادہ سخت ہیں کیونکہ) ہم نے ان لوگوں کو (تو ابتداء خلق آدم میں ای معمولی) چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے (جس میں نہ کچھ قوت ہے نہ صلابت اور انسان جو اس سے بنا ہے وہ بھی زیادہ قوی اور صلب نہیں ہے پس جب مخلوقات قویہ صلبیہ کے ابتداء خلق پر ہم قادر ہیں تو مخلوق ضعیف اور رخو کے اعادہ پر قدرت کیوں نہ ہوگی مگر باوجود ایسی دلیل واضح کے بھی یہ لوگ امکان بعث کے قائل نہیں ہوئے) بلکہ (اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ) آپ تو (ان کے انکار قدرت الٰہیہ سے جو کہ نفی امکان سے لازم آتا ہے) تعجب کرتے ہیں اور یہ لوگ (انکار سے بڑھ کر اس دعوے بعث سے) تمسخر کرتے ہیں اور (قاعدہ ہے کہ اس دعوے کے دو ہی جزء ہیں امکان بعث اور وقوع بعث جزو اول کا اثبات دلائل عقلیہ کے یاد دلانے سے ہو سکتا ہے جن میں ایک ابھی مذکور ہوئی اہم اشد خلقا الخ اور جزو دوم کا اثبات ثبوت نبوت سے ہو سکتا ہے مگر ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب ان کو (دلائل عقلیہ سے امکان) سمجھایا جاتا ہے تو یہ سمجھتے نہیں اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں (جو بغرض ثبوت نبوت ان کو دکھلایا جاتا ہے جس سے وقوع بعث ثابت کیا جاوے) تو (خود) اُس کی ہنسی اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے (کیونکہ اگر یہ معجزہ ہو تو اس سے نبوت کا ثبوت اور اُس سے مدعی بعث کا صدق لازم آتا ہے اور لازم محال ہے کیونکہ) بھلا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم (پھر) زندہ کیے جاوینگے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (زندہ ہونگے) آپ کہدیجیے کہ ہاں (ضرور زندہ ہوگے) اور تم ذلیل بھی ہوگے (جو شخص دلیل کے بعد بھی عناداً انکار کرے اُس کے لیے ایسا ہی جواب زیبا ہے آگے ثبوت مقدمات بعث پر تفریع فرماتے ہیں کہ) پس قیامت تو بس ایک للکار ہوگی (یعنی نفخۂ ثانیہ) سو (اُس سے) سب یکایک (زندہ ہوکر) دیکھنے بھالنے لگیں گے اور (تحسراً) کہینگے ہارے ہماری کمبختی یہ تو وہی روز جزاء (معلوم ہوتا) ہے (ارشاد ہوگا کہ ہاں) یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (آگے تفصیل ہے بعض واقعات کی کہ ملائکہ کو حکم ہوگا کہ) جمع کرلو ظالموں کو (یعنی جو بانی اور مقتدائے کفر و شرک تھے) اور اُن کے ہم مشربوں کو (یعنی جو اُن کے ساتھ تابع تھے) اور اُن معبودوں کو جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے (یعنی شیاطین و اصنام) پھر ان سب کو دوزخ کا رستہ بتلاؤ (یعنی اُدھر لیجاؤ) اور (پھر یہ حکم ہوگا کہ اچھا) ان کو (ذرا) ٹھیراؤ ان سے کچھ پوچھا جاوے گا (چنانچہ اُن سے یہ سوال ہوگا) کہ اب تم کو کیا ہوا کہ (عذاب کا حکم سن کر) ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے (یعنی

اللغات

قولہ طلعہا المراد ہہنا اول ما یبدو من الثمر وہو استعارۃ لان اصلہ فی طلع النخل الشیاطین الحیات کذا فی القاموس الا ہمراع الاسراع ۱۲

متبوعین انسان ہوں یا شیاطین اپنے تابعین کی مدد نہیں کرتے جیسا دنیا میں اضلال و اغوا کے وقت تابعین کو دھوکے دیتے تھے کہ اس طریق شرکی کو اختیار کرو کچھ ضرر نہ ہوگا مگر اس سوال کے بعد بھی کچھ تناصر نہ ہوگا) بلکہ وہ سب کے سب اُس روز سر افگندہ (کھڑے) ہونگے اور (بجائے تناصر کے اور باہم تنافر اور تنازع ہوگا کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے (چنانچہ) تابعین (متبوعین سے کہیں گے کہ (ہم کو تو تم نے گمراہ کیا کیونکہ) ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی (یعنی ہم پر خوب زور ڈال کر ہمارے اضلال کا اہتمام اور سعی کیا کرتے تھے) متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور (ہم پر ناحق کا الزام ہے کیونکہ) ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے سو (جب مرتکب کفر کے تم بھی تھے اور ہم بھی بدل علی الاول لم تکونوا مؤمنین وعلی الثانی قولہم ما کان لنا علیکم من سلطان اذ فی قہرکم علی طریقنا تو اس لئے سے معلوم ہوا کہ) ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات محقق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو (عذاب کا) مزہ چکھنا ہے جو حاصل ہے لاملأن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین کا) تو (اس کا سامان یہ ہو گیا کہ) ہم نے تمکو بہکایا (جس سے تم بلا ہمارے اکراہ کے باختیار خود گمراہ ہوئے اور ادہر) ہم خود بھی (اپنے اختیار سے) گمراہ تھے (پس دونوں کی گمراہی کے اسباب مجتمع ہو گئے جس میں تمہارا اختیار تمہارے اسباب غوایت کا ایک جزو ہی پھر اپنے کو بری کرنا کیسے چاہتے ہو آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہی کہ جب دونوں فریق کا اشتراک فی الکفر ثابت ہی) تو وہ سب کے سب اُس روز عذاب میں (بھی) شریک رہینگے (اور) ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (آگے اُن کے کفر و جرم کا بیان ہے کہ) وہ لوگ ایسے تھے کہ (توحید کے بھی منکر تھے اور رسالت کے بھی چنانچہ) جب اُن سے (بواسطہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے) کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو (اس کے ماننے سے) تکبر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ (کے کہنے) کی وجہ سے چھوڑ دیں گے (پس اس میں توحید اور رسالت دونوں کا انکار ہو گیا حق تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ پیغمبر نہ شاعر ہیں نہ مجنون) بلکہ (پیغمبر ہیں کہ) ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور (اصول توحید وغیرہ میں) دوسرے پیغمبروں کی تصدیق (اور موافقت) کرتے ہیں (یعنی ایسے اصول بتلاتے ہیں جس میں سب مرسلین متفق ہیں پس وہ اصول بشہادت اجتماع براہین کثیرہ حق ہیں خیال بندی نہیں اور حق بات کا کہنا جنون نہیں اسی طرح اور امم نے اپنے انبیاء کے ساتھ اسی کے قریب برتاؤ کیا یہاں بعض آیات میں صرف اس امت کے کفار کا ذکر باعتبار خصوصیت مخاطبین وقت نزول قرآن کے ہو گیا آگے بیان ہے اُن کو مشافہۃً اُس عذاب مشترک کے سُنانے کا کہ) تم سب (تابع و متبوع) کو عذاب چکھنا پڑے گا اور (اس حکم میں تم پر کوئی ظلم نہیں ہوا کیونکہ) تم کو اُس ہی کا بدلہ ملیگا جو کچھ تم (کفر وغیرہ) کیا کرتے تھے ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے ہیں (مراد اس سے اہل ایمان ہیں کہ اُنہوں نے حق کا اتباع کیا اللہ تعالےٰ نے اُن کو مقبول اور مخصوص فرما لیا سو) اُن کے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال (دوسری سورتوں میں) معلوم (ہو چکا) ہے یعنی میوے (جن کا ملنا سورہ یٰس آیت لہم فیہا فاکہۃ میں اور جن کا وصف سورہ واقعہ آیت وفاکہۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ میں اس کے قبل نازل ہو چکا ہے کیونکہ سورہ یٰس و واقعہ سورہ صٰفّٰت سے نزول میں مقدم ہیں کذا فی الاتقان) اور وہ لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (اور) اُن کے پاس ایسا جام شراب لایا جاویگا (یعنی غلمان لاوینگے کما فی الواقعۃ یطوف علیہم ولدان الخ) جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا (کما قال تعالیٰ وانہار من خمر جس سے اُس کی کثرت اور لطافت معلوم ہوئی اور دیکھنے میں) سفید ہوگی (اور پینے میں) پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی (اور) نہ اُس میں دردسر ہوگا (جیسا دنیا کی شراب میں ہوتا ہے جس کو خمار کہتے ہیں) اور نہ اُس سے عقل میں فتور آویگا اور اُن کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہونگی (کما قال تعالےٰ وحور عین جن کی رنگت ایسی صاف ہوگی کہ) گویا بیضے ہیں جو (پروں کے نیچے) چھپے ہوئے رکھے ہیں (کہ گرد و غبار اور داغ سے بالکل محفوظ ہوتے ہیں تشبیہ محض صفائی میں ہے بوجہ عادت عرب کے کہ عورتوں کے لیے اس تشبیہ کا استعمال کیا کرتے ہیں کذا فی الروح اور خصوصیت رنگت میں تشبیہ نہیں چنانچہ سورہ رحمٰن میں یاقوت اور مرجان سے تشبیہ دی ہے تو مختلف رنگتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں یا یوں کہا جاوے کہ سب الوان کچھ کچھ دمکتے ہونگے) پھر (جب سب ایک جلسہ میں جمع ہونگے تو) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے (اُس بات چیت کے اشارہ میں) اُن (اہل جنت) میں سے ایک کہنے والا (اہل مجلس سے) کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ملاقاتی تھا

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی تحق دنی
فاتحقیکم اس سے معلوم ہوا الخ اسباب تجمع الخ اشارۃ الی التفریع فی الاول باعتبار الوجود الذہنی والثانی باعتبار الوجود الخارجی فصح التفریعان بلا تکلف وہذا من المواہب ۱۲

وہ (مجھ سے بطور تعجب) کہا کرتا تھا کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم مرجاویں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاویں گے تو کیا ہم (دوبارہ زندہ کیے جاویں گے اور زندہ کرکے) جزا سزا دیے جاویں گے (یعنی وہ منکر بعث تھا پس ضرور وہ دوزخ میں گیا ہوگا حق تعالیٰ کا) ارشاد ہوگا کہ (اے اہل جنت) کیا تم جھانک کر (اس کو) دیکھنا چاہتے ہو (اگر چاہو تو تم کو اجازت ہے) سو وہ شخص (جس نے قصہ بیان کیا تھا) جھانکے گا (خواہ اور لوگ بھی جھانکیں یا نہ جھانکیں شق اول پر اس کی تخصیص اس لیے ہے کہ باعث اذن اطلاع کا یہی ہوا اور اسی کو اشتیاق بھی زیادہ تھا اور دوسری شق پر تخصیص ظاہر ہے غرض جب جھانکے گا) تو اس کو وسط جہنم میں (پڑا ہوا) دیکھے گا (وسط کے لیے حقیقی ہونا ضروری نہیں اس کو وہاں دیکھ کر اس سے) کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھ کو تباہ ہی کرنے کو تھا (یعنی مجھ کو بھی منکر بعث بنانے کی کوشش کیا کرتا تھا) اور اگر میرے رب کا (مجھ پر) فضل نہ ہوتا (کہ مجھ کو خدا نے اعتقاد صحیح پر قائم رکھا) تو میں بھی (تیری طرح) ماخوذ لوگوں میں ہوتا (اس کے بعد اپنے یاران جلسہ اہل جنت سے کہیگا کہ) کیا ہم بجز پہلی بار کے مرچکنے کے (کہ دنیا میں مرچکے ہیں) اب نہیں مرینگے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا (یہ بات اہل جنت سے اور اسی طرح پہلی بات اُس کا فر ملاقاتی کے متعلق اور اُس کو جھانکنا دیکھنا اُس سے باتیں کرنا.   یہ سب جوش خوشی میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سب آفات اور کلفتوں سے بچا لیا اور ہمیشہ کے لیے بے فکر کردیا آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے سامعین یہ جو کچھ جنت کی نعیم جسمانی و روحانی سے مذکور ہوا) یہ بیشک بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی (حاصل کرنے) کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے (یعنی ایمان لانا اور اطاعت کرنا چاہیئے آگے دونوں عذاب و ثواب کا موازنہ کرکے اہل ایمان کو ترغیب اور کفار کو ترہیب فرماتے ہیں کہ اے سامعین بتلاؤ) بھلا یہ دعوت (نعیم جنت کی کہ فواکہ وغیرہا ہیں) بہتر ہے (جو اہل ایمان کے لیے ہے) یا زقوم کا درخت (جو کفار کے لیے ہے) ہم نے اُس درخت کو (علاوہ عقوبت فی الآخرۃ بنانے کے دُنیا میں بھی ان) ظالموں کے لیے موجب امتحان بنایا ہے (کہ اُس کو سُن کر تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب و استہزار کرتے ہیں چنانچہ کفار تکذیب و استہزار سے پیش آئے کہنے لگے کہ زقوم تو مسکہ اور خرما کو کہتے ہیں وہ تو خوب لذیذ چیز ہے اور یہ کہنے لگے کہ زقوم اگر درخت ہے تو دوزخ میں کہ آگ ہے درخت کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب آگے فرماتے ہیں کہ) وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے (یعنی مسکہ و خرما نہیں ہے اور چونکہ خود آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اس لیے وہاں رہنا بعید نہیں جیسا سمندر جانور کہ آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں رہتا ہے اس سے دونوں بات کا جواب ہوگیا آگے اُسکی ایک کیفیت مذکور ہے کہ) اُس کے پھل ایسے (کریہ المنظر) ہیں جیسے سانپ کے پھن (پس ایسے درخت سے ظالموں کی دعوت ہوگی) تو وہ لوگ (بھوک کی شدت میں جب اور کچھ نہ ملیگا تو) اُس سے کھاوینگے اور (چونکہ بھوک سے مضطر ہونگے) اُسی سے پیٹ بھرینگے پھر (جب پیاس سے بیقرار ہوکر پانی مانگیں گے تو) اُن کو کھولتا ہوا پانی (غساق یعنی پیپ میں) ملاکر دیا جاویگا اور (یہ نہیں کہ اس مصیبت پر خاتمہ ہوجاوے بلکہ اس کے بعد) پھر اخیر ٹھکانا اُن کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا (یعنی اُس کے بعد بھی وہاں ہی ہمیشہ کے لیے رہنا ہوگا اور وجہ اُن کی اس سزا کی یہ ہوئی کہ) انہوں نے (ہدایت الٰہیہ کا اتباع نہیں کیا تھا بلکہ) اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا پھر یہ بھی اُن ہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے (یعنی شوق اور رغبت سے اُن کی راہ بے راہی پر چلتے تھے) اور ان (کفار موجودین) سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہوچکے ہیں اور ہم نے اُن میں بھی ڈرانے والے (پیغمبر) بھیجے تھے سو دیکھ لیجیے اُن لوگوں کا کیسا (بُرا) انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا تھا (اور اُنہوں نے نہ مانا تھا کہ اُن پر دُنیا ہی میں کیا کیا عذاب نازل ہُوا) ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے (یعنی ایمان والے) بندے تھے (وہ اُس عذاب دُنیوی سے بھی محفوظ رہے) **ف** فواکہ اور زقوم باہم اور کاس اور حمیم باہم مقابل ہیں اور دونوں بیتساء لون معنےً مقابل ہیں اور عباد مخلصین کا استثنا ایک جگہ عذاب اخروی سے ہے ایک جگہ عذاب دنیوی سے اور انھم الفوا اباء ھم کا حکم باعتبار اکثر کفار کے ہے اور اولین کی تعذیب کی علت خود اُنکا ضلال میں اصل ہونا ہے اور مثل ھذا سے مراد خود ہذا ہی ہے محاورات میں اس طرح بولا کرتے ہیں اور جس جنتی کا یہاں قصہ مذکور ہے اُسکی تعیین کسی روایت صحیحہ قویہ سے ثابت نہیں اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ساری جنت میں ایسا شخص ایک ہی ہو اور فاطلع سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ جنت اعلےٰ میں اور دوزخ اسفل میں ہے اور اُس وقت باہم ایسی نسبت ہوگی کہ جھانکنے سے نظر آجاوے گا اور قال ھل انتم مطلعون کا فاعل احقر نے اللہ تعالیٰ کو قرار دیا ہے اور مثل بعض مفسرین کے اُس جنتی کو قرار نہیں دیا کیونکہ ظاہراً بلا اذن حق تعالیٰ کے اہل جنت کا

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی قوله تعالیٰ مرجعهم یعنی الی ہیئة اشارة الی ان محل الرجوع علی تقاره لاحد وشفع التراخی بالکلفة بیان الموایۃ

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

اور ہمکو نوح نے پکارا سو ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے اُن کو اور اُن کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی اور ہم نے باقی اُن ہی کی اولاد کو رہنے دیا اور ہم نے اُن کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں

فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

یہ بات رہنے دی کہ نوح پر سلام ہو عالم والوں میں ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں تھے پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا۔

خود اپنی رائے سے مستبعد معلوم ہوتا ہے اور زقوم کو بیضاوی نے لکھا ہے کہ ایک درخت کا نام ہے جس کے چھوٹے چھوٹے پتے ہوتے ہیں اور بدبودار اور تلخ ہوتا ہے تہامہ میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور ہندوستان میں اس کے قریب قریب تھوہر اور سینڈھ کا درخت ہوتا ہے اور تشبیہ برؤس حیات کے ساتھ بدنمائی میں ہے جیسے ہندوستان میں ایک درخت خاردار کو مشابہت شکل سے ناگ پھن کہتے ہیں اور سانپوں کو شیاطین بوجہ خبث و ایذا رسانی کے کہتے ہیں اور کفار کے استہزاء کی وجہ یہ ہے کہ زقوم لغت عربی میں اس معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن شجرہ کی قید جب اُس کے ساتھ مصرح ہے اصلا اس احتمال کی گنجائش نہ تھی اور یہ روایت استہزاء و تکذیب کی اور اُس پر آیت انها شجرة تخرج الخ کے نزول کی درمنثور میں منقول ہے اور اسی مضمون کا ذکر ہے سورہ بنی اسرائیل میں الا فتنة للناس والشجرة الملعونة اور چونکہ آیت انها شجرة تخرج اس شبہہ کے بعد نازل ہوئی ہے جیسا روایت مذکورہ میں تصریح ہے پس اُس شجر کا نار میں ہونا کسی اور دلیل سے معلوم ہوا ہوگا یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر کے فرمایا ہوگا یا اس مضمون کو سُن کر کہ شجر زقوم دوزخیوں کا طعام ہے لزوم عادی کے طور پر اُس شجر کا نار میں ہونا سمجھے ہونگے مثلاً سورۂ واقعہ کی آیت ثم انكم ايها الضالون المكذبون لاٰكلون من شجر من زقوم سے جو کہ نزول میں بنی اسرائیل اور صافات سے مقدم ہے یہ سمجھا ہو اور شبہہ کیا ہو جس کو بنی اسرائیل میں کہ واقعہ سے متاخر ہے اجمالاً نقل کیا پھر صافات میں کہ بنی اسرائیل سے متاخر ہے اُس کا جواب بھی ارشاد فرما دیا اور یہ ترتیب نزول کی اتقان میں مذکور ہے واللہ اعلم اور آیت ان مرجعهم الخ کے متعلق ایک ضروری تحقیق سورہ مومن آیت ثم فی النار یسجرون کے ذیل میں آویگی ربط اوپر مبدا و معاد یعنی توحید و یوم الوعید کا مضمون تھا اور ختم پر لقد ارسلنا الخ میں اجمالاً مسئلہ رسالت کا اثبات تھا آگے اس اجمال کی تفصیل قصص انبیاء علیہم السلام کی فرمائی جاتی ہے اور چونکہ سب انبیاء داعی الی التوحید تھے توحید کی بھی تائید ہو گئی اور مکذبین کے اہلاک سے کفر پر استحقاق وعید بھی ثابت ہو گیا جس سے کیف کان عاقبة المنذرین کی تفسیر اور مسئلہ معاد کی تنظیر بھی ہو گئی۔

قصۂ اول نوح علیہ السلام با قوم او

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اور ہمکو نوح (علیہ السلام) نے (نصرت کے لیے) پکارا (یعنی دعا کی) سو ہم نے اُنکی فریاد رسی کی اور) ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے اُنکو اور اُنکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے (جو کہ تکذیب و ایذار کفار سے پیش آیا) نجات دی (کہ طوفان سے کفار کو غرق کر دیا اور اُنکو اور اُنکے تابعین کو بچا لیا) اور ہم نے باقی اُن ہی کی اولاد کو رہنے دیا (اور کسی کی نسل نہیں چلی) اور ہم نے اُنکے لیے پیچھے آنیوالے لوگوں میں یہ بات (مدت دراز کے لیے) رہنے دی کہ نوح پر سلام ہو عالم والوں میں (یعنی خدا کرے اُن پر تمام اہل عالم جن و انس و ملائکہ سلام بھیجا کریں بایں معنے کہ اُنکی ثنا کریں یا بایں معنے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ نوح علیہ السلام کو بشارت سلامتی مطلقہ کاملہ کی دے جو کہ ناجین مقربین کے لیے موعود ہے چنانچہ علیہ السلام کہنا اس اعتبار سے کہ سلام بوجہ اطلاق کے تمام افراد سلام کا سنہ من الثقلین والملئکہ کو شامل ہے یا اس اعتبار سے کہ الف لام استغراق کا ہے حکم میں اسی عبارت کے ہے سلام علیہ فی العالمین) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں تھے پھر ہم نے دوسرے (طریق کے) لوگوں کو (یعنی کافروں کو) غرق کر دیا۔ **ف** جعلنا ذریته هم الباقين کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ اُن ہی کی اولاد کی نسل چلی کفار تو غرق ہو گئے اور اہل کشتی کی نسل بھی نہیں چلی پس اب جسقدر آدمی دنیا میں ہیں سب کا نسب نوح علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے جیسا ترمذی نے اسی آیت میں مرفوعاً دو حدیثیں نقل کی ہیں ایک قال حام و سام و یافث ثانی سام ابو العرب حام ابو الحبش و یافث ابو الروم اور ظاہر قرآن مجید سے بھی جیسے جعلنا ذریته هم الباقين اور لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی درمنثور ذکرت ہذہ الروایۃ فی حواشی قولہ تعالیٰ فی بنی اسرائیل وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس ۱۲

۲ قولہ سورہ واقعہ المتقدم نزولہا علی بنی اسرائیل والصافات اورد والشجرۃ فیہا نکرۃ وفیہما معرفۃ للعہد فتبصر ۱۲

۳ قولہ فی العلمین یعنی الخ استفدت من الکمیت ال معناہ الدعاء بثبوت ہذہ التحیۃ فیہم ای لا یخلو احد منہم منہا کانہ قیل اثبت اللہ التسلیم علی نوح وادامہ فی الملئکۃ والثقلین یسلمون علیہ بکلیتہم ۱۲

النحو قولہ سلام وارد علی الحکایۃ ای ترکنا علیہ ہذا الکلام بعینہ کذا فی الروح ۱۲

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ وقف لازم

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے ابراہیم بھی تھے جب کہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے

تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى

چاہتے ہو۔ تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے سو ابراہیم نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ اُن کے

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ

بتوں میں جا گھسے اور کہنے لگے کیا تم کھاتے نہیں ہو تم کو کیا ہوا تم تو بولتے بھی نہیں ہو پھر اُن پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے سو وہ لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے ابراہیم نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو

مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

جنکو خود تراشتے ہو حالانکہ تم کو اور تمہاری ان بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم کے لیے ایک آتشخانہ تعمیر کرو اور انکو اُس دہکتی آگ میں ڈالدو غرض اُن لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے انہیں

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

اور ابراہیم کہنے لگے کہ میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھکو پہونچا ہی دیگا اے میرے رب مجھکو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے انکو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی

اور قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنین وغیرہا من الآیات طوفان کا تمام روئے زمین کے لیے عام ہونا معلوم ہوتا ہے اور ترمذی کی مذکورہ روایتوں سے بھی ظاہر اسی کی تائید ہوتی ہے اور جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہے اور قدرے قلیل کا یہ قول ہے کہ یہ طوفان صرف ارض عرب میں تھا جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور جعلنا ذریتہ ہم الباقین میں حصر باعتبار خاص مغرقین ارض عرب کے کہتے ہیں گو دوسرے ممالک کے لوگوں کی نسل باقی ہو اور لا تذر علی الارض میں بھی ارض سے مراد خاص ارض لیتے ہیں اور شق اول پر جو عموم بعثت نوح علیہ السلام کا شبہ ہوتا ہے اُس کا جواب سورۂ آل عمران آیت فلما احس عیسے منہم الکفر کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور ممکن ہے کہ اُس وقت آبادی دنیا کی خاص اُسی مقام تک محدود ہو جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور عموم بعثت کے معنے یہ ہوں کہ جب اقوام متعددہ کثیرہ عامرہ للارض موجود ہوں اُن سب کی طرف بعثت ہو ورنہ آدم علیہ السلام کا بھی عموم بعثت لازم آوے گا اور انا کذلک نجزی سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام امور میں تشبیہ ہو بلکہ معنے یہ ہیں کہ محسنین کو جزائے حسن دیا کرتے ہیں اب جس مرتبہ کا احسان اُسی مرتبہ کی جزا پس انبیاء اور غیر انبیاء کی تساوی لازم نہیں آئی اور ثم اغرقنا میں ثم تراخی ذکری کے لیے ہے کیونکہ اغراق زماناً ابقاء ذریت سے متاخر نہیں۔

قصۂ دوم ابراہیم علیہ السلام با قوم او

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

اللغات قولہ فراغ فی القاموس مال وانقدتنی بالروایۃ بالحیلۃ

النحو قولہ اذ قال بدل من اذ جاء قولہ ائفکا اما مفعول لہ للاہتمام لان الاہم مکافحتہم بانہم علی افک واما مفعول بہ بمعنی اتریدون افکا وکون الآلہۃ بدلا منہ وجعلہا عین الافک علی المبالغۃ قولہ ضربا مفعول مطلق لضرب المقدر او المدلول علیہ لفعلہ راغ قولہ من الصالحین صفۃ لمقدر ای ولدا قولہ غلم فی القاموس

الغلام الطار الشارب او من حین یولد الی ان یشیب ۱۲

البلاغۃ قولہ جاء ربہ فیہ استعارۃ تشبیہ الہیئۃ المنتزعۃ من الاخلاص بالہیئۃ المنتزعۃ من المجی بمجرد تشخص قولہ الا تاکلون ولا تنطقون فیہ تہکم واتی بضمیر العقلاء لمعاملتہ علیہ السلام معہم معاملۃ العقلاء قولہ حلیم وصفہ بہ للاخبار عن وصفہ وای حلم مثل حلمہ حیث رضی بالذبح ۱۲

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز سَتَجِدُنِیْۤ

سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہونچا کہ ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیمؑ نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمکو ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے کہ ابا جان آپکو جو حکم ہوا

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ

انشاء اللہ تعالی آپ مجھکو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے غرض جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا اور ہم نے اُن کو آواز دی کہ ابراہیمؑ تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ

وہ وقت بھی عجیب تھا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس کی عوض میں دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات انکے لیے رہنے دی کہ ابراہیمؑ پر

عَلٰۤی اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ

سلام ہو۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور ہم نے اُن کو اسحٰقؑ کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہونگے اور ہم نے ابراہیمؑ پر اور اسحٰقؑ پر

وَعَلٰۤی اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ ع ۳ / ۷

برکتیں نازل کیں اور اُن دونوں کی نسل میں بعضے اچھے بھی ہیں اور بعضے ایسے بھی جو صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز
سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ
الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
فِی الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ
بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰۤی اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝

اور نوح (علیہ السلام) کے طریقہ والوں میں سے (یعنی متفقین فی الاصول میں سے) ابراہیم بھی تھے (اُن کا قصہ اُس وقت کا قابل یاد کرنے کے ہے) جب کہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے (صاف دل کا مطلب یہ کہ سوء عقائد و ریا وغیرہ سے پاک تھا جس کا حاصل توحید خالص واخلاص کامل ہے اور) جب کہ اُنھوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے (کہ بُت پرست ہے) فرمایا کہ تم کس (واہیات) چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اللہ کے سوا (معبود بنانا) چاہتے ہو تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے (یعنی تم نے جو اُس کی عبادت ترک کر رکھی ہے تو کیا اُس کے معبود ہونے میں کوئی شبہ ہے یعنی اول تو ایسا ہونا نہ چاہیئے اور اگر ہے تو رفع کر لو غرض یوں ہی بحث ومباحثہ ہوتا رہتا تھا ایک بار کا واقعہ ہے کہ اُن کا کوئی تہوار آیا قوم نے ان سے بھی درخواست کی کہ ہمارے میلہ میں چلو کذا فی الدر عن زید بن اسلم) سو ابراہیم (علیہ السلام) نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہدیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں (اسلیے میلہ میں نہیں جاسکتا کہ جاتے یا آتے تکلیف ہوگی اُن لوگوں کا یہ سمجھنا شاید اس غرض سے ہو کہ ہماری شان و شوکت دیکھ کر ہمارے طریقہ کی شاید کچھ وقعت ان کے دلمیں پیدا ہو جاوے اور آپکو منظور یہ تھا کہ اکیلا رہ جاؤں

اللغات قوله تله فی القاموس القاه قوله للجبین فی القاموس الجبینان حرفان تکنفا الجبهة من جانبیها فیما بین الحاجبین مصعدا الی قصاص الشعر او حروف الجبهة ما بین الصدغین متصلا عند الناصیة کله جبین اهـ **قوله** صدقت ای وفیت حقها من العمل وبذل سعیه فی ایقاعها ولا یلزم وقوعها ۱۲

النحو قوله معه متعلق بقوله السعی قدم للتوسع فی الظرف **قوله** فلما اسلما مع ما عطف علیه من تله ونادیناه جوابه مقدر ای کان ما کان ۱۲

البلاغة قوله یبنی حیا ابت الاول ترحم والثانی توقیر **قوله** افعل ما تؤمر جوابا حکیم لانه فوض الامر الیه ظاهرا حیث استشاره فاجاب بانه لیس مجالها واسما الواجب امضاء الامر **قوله** من الصبرین وفیه دون صابرا من التواضع ما فیه وایضا فیه حفظ رؤس الآی **قوله** سلم لم یقل فی العالمین لانه لیس له من الشهرة کالنوح علیهما السلام **قوله** کذلک نجزی لا تکرار فیه کما یظهر من الترجمة وطرح انا مبالغة فی دفع توهم اتحاده بما سبق ۱۲

الفقه قال ابو حنیفة ان من نذر ان یذبح ولده فعلیه شاة کذا فی الدر المختار واستدل القصة وفی الدر المنثور عن ابن عباس من نذر ان یذبح نفسه فلیذبح کبشا ثم تلا لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة وفی روایة انه تلا وفدیناه بذبح عظیم فی الروح العاه الثانی

تو یہاں بتوں کی مرمت کروں اس لیے ستاروں کو دیکھ کر حیلہ کر دیا یہ ستاروں کا دیکھنا بطور ایہام و توریہ کے تھا کہ وہ تو بوجہ اس کے کہ
کواکب کو متصرف فی الحوادث سمجھتے تھے یوں سمجھے کہ ان کو کوئی قاعدہ نجوم کا آتا ہوگا جس سے رفتار ستارہ کی دیکھ کر ان کو معلوم ہوگیا کہ میں
تھوڑی دیر میں بیمار ہو جاؤنگا اور چونکہ وہ نجوم کے معتقد تھے اس لیے اصرار نہیں کیا اور واقع میں اس نظر سے وہی غرض تھی جو شریعت میں
محمود ہے یعنی صانع کی کمال و عظمت کے استحضار کے لیے کما قال تعالیٰ اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوات والارض - وقال تعالیٰ یتفکرون
فی خلق السمٰوات والارض وقال تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السمٰوات والارض اور یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ یہ ایہام اُن کی ضلالت کا سبب
ہوگیا بات یہ ہے کہ وہ تو پہلے ہی ضال تھے رہا بقار علی الضلالۃ سو چونکہ آپ موقع پاکر توحید کے بارہ میں اُن سے صریح مناظرہ کرنے والے
تھے نیز بہت سے مناظرات کر بھی چکے تھے اس لیے یہ ایہام اس صریح اعلام کے ہوتے ہوئے بقار علی الضلالۃ میں مؤثر نہیں ہو سکتا رہا یہ
کہ اس تصریح کے بعد پھر ایہام کیسے ہو سکتا ہے وہ لوگ تو جانتے تھے کہ آپ معتقد نہیں سو بات یہ ہے کہ جو امر نفس کے موافق ہوتا ہے
اُس کا احتمال ضعیف بھی دل خوش کن ہوتا ہے شاید وہ سمجھے ہوں کہ ان کی کچھ رائے بدل گئی ہو اور یہ ہمارے طریق پر آجاویں گے اور اگر اس
میں بھی کوئی ضرر اضلال متوہم ہے تو اول تو عنقریب مناظرہ صریحہ سے وہ رفع ہوگیا دوسرے اس اضرار کا قصد نہ تھا بلکہ مقصود اپنی جان
چھڑانا تھا جو وسیلہ بنے گا اُن سے مناظرہ کرکے اُن کی حجت قطع کرنے کا پس ایسی ضرورت میں ایسا ضرر معتد بہ نہیں ہی رہا انی سقیم کہنا
ظاہر میں خلاف واقع ہونے سے موجب وسوسہ ہو سکتا ہے لیکن واقع میں بالکل صحیح ہے یعنی یہ صیغہ بمعنی مستقبل ہے مطلب یہ کہ میں آئندہ
کبھی بیمار ہونگا سو چونکہ موت یقینی ہے اور اگر آدمی قبل موت بظاہر متعارف بیمار نہ بھی ہو تب بھی جس وقت موت شروع ہوتی ہے تو اُس
وقت مزاج میں اعتلال اور خروج عن الاعتدال لازم ہے یہی مرض ہے اور موت نام ہے زہوق روح کا پس ہر موت سے پہلے مرض اور سقم
کا ہونا ضروری ہوا) غرض وہ لوگ (ان کا یہ عذر سُن کر) ان کو چھوڑ کر چلے گئے (کہ ناحق بیماری میں ان کو اور ان کی وجہ سے اوروں کو تکلیف
ہوگی) تو یہ (یعنی ابراہیم علیہ السلام) اُن کے بتوں میں جا گھسے اور (بطور تہکم و استہزا کے اُن سے) کہنے لگے کیا تم (یہ چڑھاوے جو تمہارے
سامنے رکھے ہیں) کھاتے نہیں ہو (اور) تم کو کیا ہوا تم تو بولتے بھی نہیں ہو پھر اُن پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے (اور تبر
وغیرہ سے اُن کو توڑ پھوڑ دیا کما قال تعالیٰ فجعلہم جذاذا) سو (اُن لوگوں کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو) وہ لوگ ان کے پاس دوڑتے
ہوئے (گھبرائے ہوئے غصہ میں) آئے (اور گفتگو شروع ہوئی) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اُن چیزوں کو پوجتے ہو جنکو
خود (اپنے ہاتھ سے) تراشتے ہو (تو جو تمہارا محتاج ہو وہ خدا کیا ہوگا) حالانکہ تم کو اور تمہاری ان بنائی ہوئی چیزوں کو (سب کو) اللہ
ہی نے پیدا کیا ہے (سو عبادت اُس کی کرنا چاہیے) وہ لوگ (جب مناظرہ میں مغلوب ہوئے تو جھلا کر باہم) کہنے لگے کہ ابراہیم کے لیے
ایک آتش خانہ تعمیر کرو (اور اس میں آگ دہکا کر) اُن کو اُس دہکتی آگ میں ڈال دو غرض اُن لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ برائی کرنا چاہا
تھا (کہ یہ ہلاک ہو جاویں گے) سو ہم نے اُن ہی کو نیچا دکھایا (جس کا قصہ سورہ انبیار میں گذر چکا ہے) اور ابراہیم (علیہ السلام جب اُن
لوگوں کے ایمان سے مایوس ہوگئے تو) کہنے لگے کہ میں تو (تم سے ہجرت کرکے) اپنے رب کی (راہ میں کسی) طرف چلا جاتا ہوں وہ
مجھ کو (اچھی جگہ) پہونچا ہی دیگا (چنانچہ ملک شام میں جا پہونچے اور یہ دعا کی کہ) اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے انکو
ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی (اس کی تحقیق عنقریب آویگی کہ یہ فرزند اسمٰعیل علیہ السلام ہیں یا اسحٰق علیہ السلام اور وہ فرزند
پیدا ہوا اور ہوشیار ہوا) سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہونچا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم (علیہ السلام)
نے (ایک خواب دیکھا کہ میں اُس فرزند کو بامر الٰہی ذبح کر رہا ہوں اور یہ ثابت نہیں کہ حلقوم کٹا ہوا بھی دیکھا یا نہیں غرض آنکھ کھلی تو سوجھ
سے کہ خواب انبیار کا وحی ہوتی ہے اس کو امر الٰہی سمجھے اور اُس کے امتثال کے لیے آمادہ ہوئے پھر اس خیال سے کہ یہ فعل متعلق فرزند
کے بھی ہے خدا جانے اُس کی کیا رائے ہو اُس کو اطلاع کرنا ضروری سمجھا کہ شق اول میں طبیعت یکسوئی ہو جاوے گی اور شق ثانی میں انکو
سمجھا دیں گے اس لیے اس فرزند سے) فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامر الٰہی) ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو

تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے کہ ابّا جان (اس میں مجھ سے پوچھنے کی کیا بات ہے جب آپ کو خدا کی طرف سے یہ حکم کیا گیا ہے تو) آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ (بلا تامل) کیجیے انشاء اللہ تعالٰے آپ مجھ کو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے غرض جب دونوں نے (خدا کے حکم کو) تسلیم کرلیا اور باپ نے بیٹے کو (ذبح کرنے کے لیے) کروٹ پر لٹایا اور (چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں اور اُس وقت) ہم نے اُن کو آواز دی کہ ابراہیم ؑ (شاباش ہے) تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا (یعنی جو خواب میں حکم ہوا تھا اپنی طرف سے اُس پر پورا عمل کیا اب ہم اُس حکم کو منسوخ کرتے ہیں بس ان کو چھوڑ دو) وہ وقت بھی عجیب تھا (غرض اُن کو چھوڑ دیا جان کی جان بچ گئی اور مراتب علیا مزید برآں عطا ہوئے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ دونوں جہان کی راحت اُن کے لیے نقد وقت کرتے ہیں) حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان (جس کو بجز مخلص کامل کے دوسرا برداشت نہیں کرسکتا تو ایسے امتحان میں پورا اُترنے پر ہم نے صلہ بھی بڑا بھاری دیا اور اس میں جیسا امتحان ابراہیم علیہ السلام کا تھا اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام کا بھی تھا تو وہ صلہ میں بھی شریک ہوں گے) اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس کی عوض میں دیا (کہ ابراہیم علیہ السلام سے وہ ذبح کرایا گیا جس کا بیان آگے آویگا) اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات اُن کے لیے رہنے دی کہ ابراہیم ؑ پر سلام ہو (چنانچہ اُن کے نام کے ساتھ اب تک علیہ السلام کہا جارہا ہے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ اُن کو محل دعا و بشارت بالسلامۃ کا بناتے ہیں) بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور ہم نے (ایک انعام اُن پر یہ کیا کہ) اُن کو اسحاق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہونگے اور ہم نے ابراہیم ؑ پر اور اسحٰق پر برکتیں نازل کیں (ایک اُن میں سے کثرت نسل اور اُس نسل میں کثرت انبیاء ہے) اور (پھر آگے) اُن دونوں کی نسل میں بعضے اچھے بھی ہیں اور بعضے ایسے بھی جو (بدیاں کرکے) صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں (اس میں اظہار ہوگیا اس بات کا کہ اصول کا نیک ہونا ذریات کے کام نہیں آسکتا جب کہ وہ خود ایمان سے محروم ہوں اس میں علمائے یہود کے تفاخر کا قلع کردیا) **ف** نظر نظرۃ فی النجوم میں ایہام کی تقریر اس لیے کی کہ علم نجوم شرعاً مذموم ہے خواہ اس وجہ سے کہ وہ باصلہ باطل ہے اور کواکب میں سعادت و نحوست منفی ہے اور ایام نحسات اور یوم نحس مستمر سے اس کا شبہہ کرنا محض غلط ہے کیونکہ یہ نحوست عذاب کی خاص باعتبار اُن معذبین کے ہے ورنہ بمقتضائے آیت اولٰے پورا ہفتہ منحوس ہونا چاہیے کیونکہ اُس کی تفسیر سبع لیال و ثمانیۃ ایام خود قرآن میں آئی ہے اور آیت ثانی کی تفسیر یوم اربعا سے آئی ہے حالانکہ نجومی ہر چارشنبہ کو منحوس نہیں کہتے اور مستمر یوم کی صفت نہیں ہے بلکہ نحس یعنی مصدر کی صفت ہے یعنی وہ نحوست اُن کے حق میں مستمر ہے بوجہ خلود فی النار کے جیسا قیامت کی نسبت آیا ہے فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکفرین غیر یسیر اور بعض واقعات کا اہل نجوم کے کہنے کی موافق ہوجانا اگر اس کے صدق کا تجربہ سمجھا جاوے تو اُن سے زیادہ واقعات کا خلاف ہونا اُس کے کذب کا بدرجۂ اولٰے تجربہ ہوگا اور فرعون کو نجوم سے خبر دینا جو منقول ہے سو ممکن ہے کہ وہ کہانت سے خبر دی گئی ہو کہ پہلے کچھ آسمانی خبریں بذریعہ شیاطین کے معلوم ہوجاتی تھیں اور یا اس وجہ سے مذموم ہے کہ کواکب کی سعادت و نحوست میں گو ثبوت عدم نہ ہو مگر عدم ثبوت ہے اور اُس کے قواعد کسی دلیل صحیح کی طرف مستند نہیں اور پھر مفاسد کثیرہ اس پر مرتب ہوتے ہیں اعتقاد قبیح اور شرک صریح اور ضعف توکل علی اللہ اور ترک علوم نافعہ وغیر ذلک حاصل یہ کہ خواہ قبیح لعینہ کی وجہ سے مذموم ہو خواہ قبیح لغیرہ کی وجہ سے اور خواب میں حکم ہونے کی شاید یہ حکمت ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کا انقیاد زیادہ ظاہر ہو کہ خواب کو خیال نہیں سمجھا اتنے بڑے کام پر آمادہ ہوگئے اور اس میں اختلاف ہوا ہے کہ ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام تھے یا اسحٰق علیہ السلام روایات دونوں طرف متکلم فیہ ہیں آیت کے سیاق سے ظاہراً اسمٰعیل علیہ السلام معلوم ہوتے ہیں کہ ھب لی من الصلحین کے بعد اول بشارت ولد کی مذکور ہے پھر قصہ ذبح کا پھر بشارت اسحٰق علیہ السلام کی جس سے متبادر ہوتا ہے کہ اول مبشر بہ اسحٰق نہیں ہیں اسی طرح ایک دوسری آیت اس کی مؤید ہے فبشرناھا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب جب اسحٰق علیہ السلام کے صاحب اولاد ہونے کی بشارت ہوچکی تھی تو اس امر بالذبح سے خود معلوم ہوجاتا کہ یہ ذبح نہ ہوں گے تو اس صورت میں یہ امتحان عظیم نہ ہوگا

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا اور ہم نے اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو بڑے غم سے نجات دی اور ہم نے اُن سب کی مدد کی سو یہی لوگ غالب آئے اور ہم نے اُن دونوں کو کتاب

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور ہم نے اُن دونوں کو سیدھے رستہ پر قائم رکھا اور ہم نے اُن دونوں کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں

اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ

بیشک وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اسکو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر

الْخٰلِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا

بنانیوالا ہے معبود برحق ہی تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے سو اُن لوگوں نے اُن کو جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جاویں گے مگر جو اللہ کے خاص بندے تھے اور ہم نے الیاس کے لیے

عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ الیاسین پر سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے

دوسرے لوگ جواب دیتے ہیں کہ اس مقام کی آیتوں میں اول مبشر بہ ولادت اسحٰق ہے اور ثانی مبشر بہ نبوۃ اسحٰق ہے اور باسحٰق میں وضع مظہر موضع مضمر ہے اور من وراء اسحٰق یعقوب میں یہ کیا ضرور ہے کہ دونوں کی بشارت ایک وقت میں ہوئی ہو اور بعض قلیل کا قول ہے کہ دونوں کے لیے یہ قصہ واقع ہوا شام میں اور منیٰ میں مگر یہ نہایت بعید معلوم ہوتا ہے اور ذبح عظیم کی تعیین میں بھی کلام ہے بعض نے کہا ہے معمولی دُنبہ تھا اور عظیم بمعنی عظیم الجثہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جنت سے بھیجا گیا تھا اور عظیم بمعنی عظیم القدر ہے لکونہ من الجنۃ اور جب حجر اسود وغیرہ کا جنت سے آنا ثابت ہے تو ایک حیوان کا آنا کیا بعید ہے اور یہاں آکر یہاں کی خاصیت پیدا ہو گئی اسلیے ذبح کے بعد زہوق روح میں کوئی اشکال نہیں کہ اشیاء جنت فانی کیسے ہو گئیں۔

قصہ سوم موسیٰ وہارون علیہما السلام

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۲۲ اور ہمنے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بھی احسان کیا (کہ انکو نبوت اور دیگر کمالات سے مشرف فرمایا) اور (نیز) ہمنے اُن دونوں کو اور اُنکی قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو بڑے غم سے (کہ وہ انکو تکلیف پہونچاتا فرعون کی جانب سے) نجات دی اور ہمنے ان سب کی (فرعون کے مقابلہ میں) مدد کی سو (آخر میں) یہی لوگ غالب آئے (کہ فرعون غرق کر دیا گیا اور یہ صاحب حکومت ہو گئے) اور ہمنے (بعد غرق فرعون کے) اُن دونوں (صاحبوں) کو (یعنی موسیٰ علیہ السلام کو اصالۃً اور ہارون علیہ السلام کو تبعاً) واضح کتاب دی (مراد توراۃ ہے کہ اسمیں احکام شرح طور پر مذکور تھے) اور ہمنے انکو سیدھے رستہ پر قائم رکھا (جسکا اعلیٰ درجہ عصمت ہے جو نبوت کے لوازم میں سے ہے) اور ہمنے اُن دونوں کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں (مدتہائے دراز تک کے لیے) یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام (چنانچہ دونوں حضرات کے لیے علیہ السلام کہا جاتا ہے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ انکو مستحق ثناء و دعا کا بناتے ہیں) بیشک وہ دونوں ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے (اسلیے صلہ بھی کامل عطا ہوا)۔

قصہ چہارم الیاس علیہ السلام

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ۱۲۳ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ ۱۲۴ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ۱۲۵ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ۱۲۶
فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ ۱۲۷ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ ۱۲۸ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ ۱۲۹ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ ۱۳۰ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ۱۳۱ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۳۲

البلاغۃ قوله ونجيناهما في الروح والتنجية والنجاة بحسب الوجود مقارنة لما ذكر من النصر لكنها لما كانت بحسب المفهوم عبارة عن التخليص عن المكروه بدا بها ثم بالنصر الذي تحقق مدلوله بمحض تنجية المنصور من عدوه من غير غلبة عليه ثم بالغلبة لتوفية مقام الامتنان حقه باظهار ان كل مرتبة من هذه المراتب الثلثة نعمة جليلة على حيالها اه قوله الله ربكم الخ التعريض لذكر ربوبيته تعالى لآبائهم الاولين لتاكيد انكار تركهم اياه تعالى والاشعار ببطلان آراء آبائهم ايضا قوله فكذبوه اي فيما تضمنه كلامه من التوحيد فان المذكور في كلامه عليه السلام هو الاستفهام لا الخبر فمعنى التكذيب المخصوص بالخبر اه

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۙ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

اور بے شک لوطؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ ہم نے اُن کو اور اُن کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اس بڑھیا کے کہ وہ رہجانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا اور تم تو اُن پر

عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ۙ وَبِالَّیْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۙ فَسَاهَمَ ع ۵ ۸ ۲

صبح ہوتے اور رات میں گذرا کرتے ہو تو کیا پھر بھی نہیں سمجھتے ہو اور بیشک یونسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے جب کہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہونچے سو یونسؑ بھی شریک قرعہ ہوئے

فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ۝ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ۙ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ النصف

تو یہی ملزم ٹھیرے پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا اور یہ اپنے کو ملامت کر رہے تھے سو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اسی کے پیٹ میں رہتے

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ۝

سو ہم نے انکو ایک میدان میں ڈالدیا اور وہ اسوقت مضمحل تھے اور ہم نے ان پر ایک بیلدار درخت بھی اگا دیا تھا اور ہم نے انکو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے تو ہم نے انکو ایک زمانہ تک

اور الیاس (علیہ السلام) بھی (اہل بنی اسرائیل کے) پیغمبروں میں سے تھے (اُن کا قصہ اُس وقت کا ذکر کیجیے) جب کہ اُنھوں نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے کہا کہ وہ بُت پرستی کرتے تھے) فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو (جو ایک بُت کا نام تھا) پوجتے ہو اور اس (کی عبادت) کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بڑھکر بنانے والا ہے (کیونکہ اور لوگ تو صرف بعض اشیاء کی تحلیل وترکیب پر قدرت رکھتے ہیں وہ بھی عارضی اور وہ تمام اشیاء کے ابداع و ایجاد پر قدرت ذاتی رکھتا ہے پھر دوسرا کوئی جان نہیں ڈال سکتا اور وہ جان ڈالتا ہے اور وہ) معبود برحق ہے (اور) تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے سو اُن لوگوں نے (اس دعوے توحید میں) اُنکو جھٹلایا سو (اس جھٹلانے کی شامت میں) وہ لوگ (عذاب آخرت میں) پکڑے جاوینگے مگر جو اللہ کے خاص بندے (یعنی ایمان والے) تھے (وہ ثواب اجر میں ہونگے) اور ہم نے الیاس کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں (مدت ہائے دراز کے لیے) یہ بات رہنے دی کہ الیاسین پر (کہ یہ بھی الیاس علیہ السلام کا نام ہے) سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ انکو مورد ثنا و دعا کا بناتے ہیں) بیشک وہ ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے **ف** روح میں طبری سے ان کا بنی اسرائیل سبط ہارون میں سے ہونا نقل کیا ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بعلبک جو شام میں ایک شہر مشہور ہے وہ اسی بعل بُت کے نام سے ہے اور روح میں الیاسین کو الیاس میں ایک لغت لکھا ہے اور کشاف سے نقل کیا ہے کہ شاید لغت سریانیہ میں اس یا اور نون کے کچھ معنے ہونگے جیسا سینا میں سینین اور یہاں اس لغت کے اختیار کرنے میں رعایت فواصل کی بھی ہے اور ایک قراءۃ میں آل یاسین آیا ہے اُس میں بھی یاسین کو ایک لغت الیاس میں کہا گیا ہے اور لفظ آل تفخیم کے لیے مقحم ہے واللہ اعلم۔

قصہ پنجم لوط علیہ السلام

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ۝ وَبِالَّیْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اور بیشک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (انکا اُسوقت کا قصہ قابل ذکر ہے) جب کہ ہم نے انکو اور انکے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اس بڑھیا (یعنی انکی زوجہ) کے کہ وہ (عذاب کے اندر) رہجانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو (جو لوط اور انکے اہل کے سوا تھے) ہلاک کر دیا (جنکا قصہ کئی جگہ آچکا ہے) اور (اے اہل مکہ) تم تو انکے (دیار و مساکن) پر (سفر شام میں کبھی) صبح ہوتے اور (کبھی) رات میں گذرا کرتے ہو (اور آثار بربادی دیکھتے ہو) تو کیا (اسکو دیکھ کر) پھر بھی نہیں سمجھتے ہو کہ کفر کا کیا انجام ہوا جو کفر کریگا اسکو بھی اندیشہ ہے **ف** صبح اور رات کا ذکر اسلیے کیا کہ عرب میں اکثر عادت رات کو صبح تک چلنے کی ہے اگر اس مقام مساکن قوم لوط کے قریب سے منزل شروع ہوئی تو رات کے وقت وہاں گذر ہوگا اور اگر ختم ہوئی تو صبح کو وہاں گذر ہوگا۔

قصہ ششم یونس علیہ السلام

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ۝ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ۝ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ۝

اللغات قولہ سلام قابع قولہ المدحضین المغلوبین واصلہ المزلق اسم مفعول قولہ ملیم نفسہ علی ان الہمزۃ للتعدیۃ العراء المکان الخالی قولہ یقطین فی القاموس کل ما لا ساق لہ ۱۲

فائدہ لم یذکرہنا فی ما یلیہ من قصۃ یونس علیہ السلام ما ذکر قبلہ من السلام ونحوہ اکتفاء بما سبق لان اشتراک العلۃ من کونہ منا یدل علی اشتراک ما ترتب علیہ من السلام ونحوہ لاسیما وقد سلم علیہم جمیعا فی آخر السورۃ بقولہ وسلام علی المرسلین فافہم ۱۲

اور بیشک یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (اُن کا اُس وقت کا قصہ یاد کیجیے) جب کہ (اُنہوں نے اپنی قوم سے ایمان نہ لانے پر بحکم الٰہی عذاب کے آنے کا وعدہ کیا اور خود وہاں سے چلے گئے اور یوم موعود پر جب عذاب کے آثار نمودار ہونے لگے تو قوم کو بقصد ایمان لانے کے یونس علیہ السلام کی تلاش ہوئی جب وہ نہ ملے تو سب نے متفق ہو کر حق تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری کی اور ایمان اجمالی لے آئے اور وہ عذاب ٹل گیا یونس علیہ السلام نے کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم کر کے بہ خیال طبعی شرمندگی کے اپنے اجتہاد سے بلا اذن صریح حق تعالیٰ کے کہیں دُور چلے جانے کے قصد سے اپنی جگہ سے) بھاگ کر (چلے راہ میں دریا تھا اُس میں مسافروں سے بھری ہوئی کشتی تھی اُس) بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے (کشتی چلی تو طوفان آیا کشتی والے کہنے لگے ہم میں کوئی نیا قصور وار ہے اُس کو کشتی سے علٰحدہ کرنا چاہیے تعیین کے لیے قرعہ پر اتفاق ہوا) سو یونس (علیہ السلام) بھی شریک قرعہ ہوئے تو (قرعہ میں) یہی ملزم ٹھہرے (یعنی ان ہی کا نام نکلا پس انہوں نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا شاید کنارہ قریب ہوگا شناوری کر کے کنارہ پر جا پہونچنے کا ارادہ ہوگا پس شبہہ خودکشی کا لازم نہیں آتا) پھر (جب دریا میں گرے تو ہمارے حکم سے) ان کو مچھلی نے (ثابت) نگل لیا اور یہ (اُس وقت) اپنے کو (اس اجتہادی غلطی پر) ملامت کر رہے تھے (یہ تو دل سے توبہ ہوئی اور زبان سے بھی توحید و تسبیح کے ساتھ استغفار کر رہے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) سو اگر وہ (اُس وقت) تسبیح (و استغفار) کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اُسی کے پیٹ میں رہتے (مطلب یہ کہ پیٹ سے نکلنا میسر نہ ہوتا بلکہ اُس کی غذا بنا دیے جاتے پس اس مطلب پر اُس کا اور اُس کے بطن کا قیامت تک باقی رہنا لازم نہیں آتا یعنی اس اجتہادی غلطی پر بقاعدہ - نزدیکاں رابیش بود حیرانی - یہ جسمانی کلفت کی پاداش دی جاتی کیونکہ انبیاء حقیقی گناہ اور حقیقی عقوبت سے تو پاک ہی ہوتے ہیں؛ سو چونکہ اُنہوں نے تسبیح اور توبہ کی اس لیے) ہم نے (اُن کو اس سے محفوظ رکھا اور مچھلی کے پیٹ سے نکال کر) اُن کو ایک میدان میں ڈال دیا (یعنی مچھلی کو حکم دیا کہ کنارے پر اُگل دے) اور وہ اُس وقت مضمحل تھے (کیونکہ مچھلی کے پیٹ میں کافی ہوا اور غذا نہ پہونچی تھی) اور ہم نے (دھوپ سے بچانے کے لیے) اُن پر ایک بیلدار درخت بھی اُگا دیا تھا (اور کوئی بکری بحکم الٰہی اُن کو دودھ پلا جایا کرتی) اور (ہم نے جو اوپر کہا ہے اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ تو اُن کے مرسل علیہم بڑی کثرت سے تھے چنانچہ ہم نے اُن کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف (شہر نینوے قریب موصل میں) پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے (معائنہ آثار عذاب کے وقت اجمالاً اور جب قصہ حوت کے بعد یونس علیہ السلام وہاں دوبارہ تشریف لے گئے ہیں اُس وقت تفصیلاً تو ایمان کی برکت سے) ہم نے اُن کو ایک زمانہ تک (یعنی مدت عمر تک خیر و خوبی سے) عیش دیا **ف** یہ قرعہ کسی حق کے اثبات کے لیے نہ تھا جس میں ائمہ کا اختلاف ہے بلکہ مالکان کشتی ویسے بھی کسی عذر سے کسی راکب کو کشتی سے اتار دینے کے مجاز تھے اور خود یونس علیہ السلام بھی اپنی خوشی سے کشتی سے علٰحدہ ہو گئے تھے اور عذاب کے ٹل جانے سے خلف وعدہ لازم نہیں آتا کیونکہ انفاذ موعود معلق تھا عدم ایمان پر اور شاید اُس میدان میں کوئی تنہ دار درخت ہوگا جس کے پتّے سایہ دار نہ ہونگے اُس پر ایسا بیلدار درخت جس کے پتّے چوڑے ہوں پھیل گیا ہوگا جس کی تعیین ہی بعض روایات میں ہے کہ کدو کی بیل تھی اب یہ وسوسہ نہیں رہا کہ زمین پر پھیلنے والے درخت کا اُن پر سایہ کیسے ہوا اور لفظ عراء اسکے منافی نہیں کیونکہ بڑے میدان میں ایک آدھ درخت ہونے سے اُسکے خالی ہونے میں قدح لازم نہیں آتا اور بعض نے کہا ہے کہ خرق عادت کے طور پر وہ تنہ دار ہو گیا تھا اور اَوْ يَزِيْدُوْنَ شک کے لیے نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسر کا اعتبار نہ کرو تو ایک لاکھ کہو اور اگر کسر کا اعتبار کرو تو زیادہ کہو یس او تخییر کے لیے ہے اور ترمذی میں مرفوعاً آیا ہے کہ بیس ہزار زیادہ تھے اور یہ قصہ سورہ یونس اور سورہ انبیاء میں بھی آیا ہے وہاں ہی اسکے متعلق کچھ ضروری مضامین لکھے گئے ہیں اور یہاں جو مضامین روایت کے قبیل سے مرقوم ہوئے ہیں وہ در منثور سے منقول ہیں ربط اوپر قصص سے ان سب انبیاء علیہم السلام کا جن کی نبوت عقلاً ثابت ہے مومن و موحد و عابد مخلص اور داعی الی التوحید والایمان ہونا ثابت ہوتا ہے اسکے قبل شروع سورت میں عقلی دلائل توحید کے مذکور ہو چکے ہیں آگے ان دلائل نقلیہ و عقلیہ پر بطور تفریع کے ابطال شرک و کفر کا فرماتے ہیں اور وجہ تفریع کی دلیل عقلی پر تو ظاہر ہے اور دلیل نقلی پر یہ ہے کہ نبوت کے لیے صدق لازم پس توحید کا حق ہونا ضروری اور بطلان شرک کا اُسکے لوازم میں سے ہونا ظاہر

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝

سو ان لوگوں سے پوچھیے کہ کیا خدا کے لیے تو بیٹیاں اور تمہارے لیے بیٹے ۔ ہاں کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے ۔ خوب سن لو کہ وہ لوگ اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں

وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

کہ اللہ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں تم کو کیا ہو گیا تم کیسا حکم لگاتے ہو پھر کیا تم سوچ سے کام نہیں لیتے ہو ہاں کیا تمہارے پاس

مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝

کوئی واضح دلیل موجود ہے سو تم اگر سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو ۔ ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں رشتہ داری قرار دی ہے ۔ جنات کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ گرفتار ہوں گے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ

اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں مگر جو اللہ کے خاص بندے ہیں سو تم اور تمہارے سارے معبود خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے مگر اسی کو جو کہ جہنم رسید ہونیوالا ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا

مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝

ایک معین درجہ ہے ۔ اور ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ۔ اور ہم پاکی بیان کرنے میں بھی لگے ہوئے ہیں

ابطال شرک

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝

(توحید کے دلائل تو اوپر بیان ہو چکے) سو (اب اسکے بعد) ان لوگوں سے (جو ملٰئکہ اور جنات کو خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں اس طرح پر کہ ملٰئکہ کو نعوذ باللہ خدا کی بیٹیاں اور سرداران جن کی بیٹیوں کو اُن فرشتوں کی مائیں قرار دیتے ہیں جس سے نعوذ باللہ فرشتوں سے علاقہ نسب اور جنات سے علاقہ زوجیت و مصاہرت لازم آتا ہے سوان سب سے بطور تبکیت کے) پوچھیے کہ کیا خدا کے لیے تو بیٹیاں (رہوں) اور تمہارے لیے بیٹے (رہوں یعنی جب اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہو تو عقیدہ مذکورہ میں خدا کے لیے بیٹیاں کیسے تجویز کرتے ہو پس ایک قبح تو اس عقیدہ میں یہ ہے اور) ہاں (دوسری بات سنو کہ) کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ (اُن کے بننے کے وقت) دیکھ رہے تھے (یعنی ایک دوسرا قبح یہ ہے کہ بلا دلیل فرشتوں پر انوثت کی تہمت رکھتے ہیں کیونکہ دلیل علاوہ مشاہدہ کے یا دلیل عقلی ہو یا دلیل نقلی دونوں منتفی ہیں تو مشاہدہ ہونا چاہیئے) خوب سن لو کہ وہ لوگ (دلیل کچھ نہیں رکھتے بلکہ محض) اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً (بالکل) جھوٹے ہیں (پس ایک تیسرا قبح اس عقیدہ میں یہ ہوا کہ اولاد کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف لازم آتی ہے اور ان تینوں قبحوں میں قبح اول کا قبح عرف سے بھی اور قبح ثانی کا قبح نقل سے اور قبح ثالث کا قبح عقل سے ثابت ہے اور جہلاء پر قبح عرفی کا لزوم زیادہ حجت ہوتا ہے اسلیے قبح اول کو دوسرے عنوان سے پھر مکرر فرماتے ہیں اور زیادہ تبکیت کے لیے التفات مستعمل ہوا کہ ہاں) کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں تم کو کیا ہو گیا تم کیسا (بیہودہ) حکم لگاتے ہو (جسکو تم عرفاً بھی مذموم سمجھتے ہو) پھر (علاوہ عرف کے)

اللغات قولہ نسبا عام لغۃ لانہ من النسبۃ فیشمل النسب بالمعنی الخاص والصہر والزوجیۃ قولہ ما انتم علیہ بفاتنین فی المدارک علیہ علی اللہ بفاتنین مضلین تقول فتن فلان علی فلان امرأتہ کما تقول افسدہا علیہ

النحو قولہ ام خلقنا و قولہ ام لکم ام فیہا منقطعۃ کما یظہر بترجمتی قولہ الا عباد استثناء من ضمیر یصفون کذا فی الخازن ۱۲

البلاغۃ قولہ وہم شاھدون تخصیص الشاہدۃ بالذکر للمبالغۃ فی المقصود کان غیرہا من الدلائل اظہر انتفاء منہا حیث لم یحتج الی التنصیص علی الانتفاء واحتاجت ہی الیہ قولہ تعالیٰ وما منا الا لہ مقام معلوم مقدر علیہ المقام ای یقول الملٰئکۃ اوہو من تمام ما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول لہم ای بلغہم الخ

الروایات فی الدر المنثور عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ وجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا قال قال کفار قریش الملٰئکۃ بنات اللہ فقال لہم ابوبکر الصدیق فمن امہاتہم فقالوا بنات سروات الجن ۱۲

کیا تم (عقل اور) سوچ سے کام نہیں لیتے ہو (کہ خود عقل کے بھی خلاف ہے کئی وجہ سے اول حق تعالےٰ کا ذی ولد ہونا دوسرے مرتبہ ذات وصفات میں امر ناقص کا اُس کی طرف منسوب ہونا کیونکہ اولاد ہونے کا اثر ذات وصفات تک پہونچے گا جیسا آخر پارہ الم آیت وقالوا اتخذ اللہ الخ میں جو تقریر ہے اُس سے یہ ظاہر ہے پس دلیل عقلی بھی اس کی مبطل ہے آگے دلیل نقلی کا انتفار فرماتے ہیں کہ) ہاں (اگر دلیل عقلی نہیں تو) کیا تمہارے پاس (اس پر کوئی) واضح دلیل موجود ہے (مراد اس سے دلیل نقلی ہے کیونکہ اثبات مدعا میں وہ واضح تر ہوتی ہے گو خود اُس کا دلیل ہونا موقوف کسی دوسری حجت عقلیہ پر ہو اور آگے بکتاب سے اس کو تعبیر کرنا بھی اس مراد کی دلیل ہے پس مطلب یہ ہوا کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل نقلی موجود ہے) سو تم اگر (اس میں) سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو (حاصل مقام کا یہ ہوا کہ جس کے تم مدعی ہو اُس میں تین تو قبح ہیں عرفی بھی نقلی بھی عقلی بھی اور دلیل ایک بھی نہیں نہ مشاہدہ جس کی نفی کی قبح ثانی میں تصریح ہے اور دوسروں میں بھی انتفار ظاہر ہے اور نہ عقل جس کا عدم بلکہ دلالت علی النقیض جس کا افلا تذکرون میں مذکور ہے اور نہ نقل جس کا انتفار ام لکم سلطن الخ میں مذکور ہے غرض عقیدہ مذکورہ میں علاوہ ملئکہ کو اولاد قرار دینے کے) ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں (بھی) رشتہ داری قرار دی ہے (جس کا بطلان اور[1] بھی ظاہر ہے کیونکہ بی بی جس کام کی ہوتی ہے اُس سے حق تعالےٰ منزہ ہے اور جب زوجیت محال ہے تو صہریت جو اُس کی فرع ہے نیز محال ہے اور جس جس کو یہ لوگ خدا کا شریک ٹھیرا رہے ہیں اُن کی تو یہ کیفیت ہے کہ اُن میں جو) جنات (ہیں خود) اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ (اُن میں جو کافر ہیں) وہ (عذاب میں) گرفتار ہونگے (اور عذاب میں کیوں نہ گرفتار ہوں کہ حق تعالےٰ کی نسبت بُری بُری باتیں بیان کرتے ہیں حالانکہ) اللہ اُن باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں (پس ان بیانات کفریہ سے وہ گرفتار عذاب ہوں گے) مگر جو اللہ کے خاص (یعنی ایمان والے) بندے ہیں (وہ اُس عذاب سے بچیں گے اور مؤمنین جن کا اس اعتقاد کے ساتھ موصوف ہونا تو ظاہر ہے اور کفار عرب کے معبودین میں سے بعضے جن اسلام بھی لے آئے تھے جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل آیت قل ادعوا الذین زعمتم کی تفسیر میں گذرا ہے اور کفار جن میں سے بھی بعضے شاید ادلہ سُن کر اضطراراً اس کے معتقد ہوں پس یہ حکم باعتبار معتقدین ہی کے ہوگا اور غیر معتقدین کی نفی الوہیت دوسرے دلائل سے باطل ہو جاوے گی خلاصہ یہ کہ جنات بیچارے تو خود ہی اپنی نسبت لوازم عبدیت کے معتقد ومعترف ہیں پھر اُن کو شریک قرار دینا بڑی حماقت ہے اور ملئکہ کا ذکر آگے آوے گا اور درمیان میں بمناسبت استثنار مخلصین کے ایک مضمون بطور تفریع کے فرماتے ہیں جس سے شاید مقصود یہ ہو کہ کفار قریش اپنے ضلال کے ساتھ دوسروں کے اضلال کی فکر میں لگے رہا کرتے تھے پس اُن کی ناکامی ظاہر کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ جب اہل اخلاص احضار فی العذاب سے مستثنےٰ ہیں اور ظاہر ہے کہ اس استثنار کے ساتھ علم خداوندی کا تعلق واجب ہے اور خلاف علم خداوندی ممتنع) سو (اس سے لازم آگیا کہ) تم اور تمہارے سارے معبود (سب مل کر بھی) خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے (جیسی تم کوشش کیا کرتے ہو) مگر اُسی کو جو کہ (علم الٰہی ہی میں) جہنم رسید ہونے والا ہے اور (آگے ملئکہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ اُن میں جو ملئکہ ہیں اُن کا یہ مقولہ ہے کہ ہم تو بندۂ محض ہیں چنانچہ جو خدمت ہم کو سپرد ہے اُسمیں) ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین درجہ ہے (کہ اُسی کی بجا آوری میں لگے رہتے ہیں اپنی رائے سے کچھ نہیں کرسکتے) اور ہم (خدا کے حضور میں حکم سننے کے وقت یا عبادت کے وقت ادب سے) صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم (خدا کی) پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں (غرض ہر طرح محکوم اور عبد ہیں سو جب فرشتے خود اعتراف عبدیت کر رہے ہیں پھر اُن پر شبہہ معبودیت کا کرنا سفاہت محضہ ہے پس باحسن وجوہ اعتقاد الوہیت کا جنات اور ملئکہ کے حق میں باطل ہوگیا) ربط اوپر کفار مشرکین کے کفریات اور اُن کے ابطال بالدلیل کا مضمون تھا آگے اُن پر ایک دوسرے طریق پر کہ وہ نقض وعدہ ہے تشنیع ہے اور اُس پر وعید سے تفریع ہے اور اُسی کے ضمن میں تسلیہ نبی شفیع ہے صلے اللہ علیہ وسلم

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی نسبا اور بھی ظاہر آہ اشارۃ الی وجہ عدم التذکر ۱۲

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت پہلے لوگوں کے طور پر آتی تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے پھر یہ لوگ اُسکا انکار کرنے لگے سو اب انکو معلوم ہوا جاتا ہے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لیے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کیے جاویں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے تو آپ تھوڑے زمانہ تک

حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝

ان کا خیال نہ کیجیے اور ان کو دیکھتے رہیے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ جب انکے رو در رو آنازل ہوگا سو وہ دن ان لوگوں کا جنکو ڈرایا جا چکا تھا

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

اور آپ تھوڑے زمانہ تک ان کا خیال نہ کیجیے اور دیکھتے رہیے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے

تشنیع بنکث عہود و تقریع بعذاب معہود کفار مع تسلیہ سید ابرار

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

اور یہ لوگ (یعنی کفار عرب قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت (کی کتاب) پہلے لوگوں (کی کتابوں) کے طور پر آتی (یعنی جیسے یہود و نصاریٰ کے پاس رسول اور کتابیں آئیں اگر ہمارے لیے ایسا ہوتا) تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے (یعنی تصدیق اور عمل کرتے اُن کی طرح تکذیب و مخالفت نہ کرتے وہذا کقولہ تعالیٰ لئن جاءهم نذير ليكونن اهدى من احدى الامم) پھر (جب وہ نصیحت کی کتاب رسول کے ذریعہ انکو پہنچی تو) یہ لوگ اُس کا انکار کرنے لگے (اور اپنا وہ عہد توڑ دیا) سو (خیر) اب انکو (اسکا انجام) معلوم ہوا جاتا ہے (چنانچہ مرنے کے ساتھ ہی انجام کفر کا منکشف ہو گیا اور بعض عقوبتیں قبل موت ہی نازل ہوئیں) اور (آگے مضمون تسلیہ کا ہے کہ گو اس وقت ان مخالفین کو کسی قدر شوکت ہے لیکن یہ چند روزہ ہے کیونکہ ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لیے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے (یعنی لوح محفوظ ہی میں) مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کیے جاوینگے (کما قال تعالیٰ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی) اور (ہمارا تو قاعدہ عامہ ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے (جو کہ اتباع رسل کو بھی شامل ہے تو رسل کے لیے تو اسکا تحقق بدرجۂ اولیٰ و اتم ہوگا سو جب یہ بات ہے کہ آپ غالب آنے والے ہیں ہی) تو آپ (تسلی رکھیے اور) تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجیے اور) ان (کی مخالفت اور ایذا رسانی) کا خیال نہ کیجیے اور (ذرا) ان کو دیکھتے رہیے (یعنی ان کی حالت کا قدرے انتظار کیجیے کذا قال ابن کثیر ای انظرهم وارتقب ماذا يحل بهم) سو عنقریب یہ بھی دیکھ لینگے (اسکا بھی وہی مطلب ہے جو فسوف یعلمون کا تھا اور اس وعید پر وہ کہہ سکتے تھے کہ وہ وعید کب واقع ہوگی اور اکثر یہ بات کہا بھی کرتے تھے کما قال تعالیٰ ویقولون متی هذا الوعد ونحوه اس لیے آگے اُس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ) ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ (عذاب) جب ان کے رو در رو آنازل ہوگا سو وہ دن ان لوگوں کا جن کو (پہلے سے) ڈرایا جا چکا تھا بہت ہی برا ہوگا (کہ وہ عذاب ٹل نہ سکے گا) اور (جب یہ بات ہے کہ ان لوگوں پر عذاب واقع ہونے والا ہے تو آپ (تسلی رکھیے اور) تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجیے اور) ان (کی مخالفت اور ایذا رسانی) کا خیال نہ کیجیے اور (ذرا ان کو یعنی ان کی حالت کو) دیکھتے رہیے

النحو قوله من الاولين بتقدير المضاف اي من ذكر الاولين بمعنى من جنسه ومثله لا عين ذكر الاولين ۱۲

البلاغة قوله في الرسل لهم المنصورون وفي الجند لهم الغالبون اذوق للتعبير بالمفعول في الاول زيادة تعلقهم وقربهم مع الله تعالى حيث دل المنصورية على كون الله تعالى ناصرا لهم ولما كان الجند عاما لغيرهم ايضا لم ينبه على هذا التعلق الخاص المذكور قوله بساحتهم شبه العذاب بجيش يهجم على قوم في ساحتهم وهي العرصة الواسعة عند الدور لعينة فيحل بها والنزول تخييل قوله صباح الصباح مستعار لوقت نزول العذاب اي وقت كان كما اشرت اليه بترجمتي ماخوذ من صباح الجيش للتبييت للعدو هو السائر اليه ليلا ليهجم عليه وهو في غفلة صباحا وكثيرا ما يسمون الغارة صباحا لما انها في الاعم الاغلب تقع فيه قوله ابصر لم يذكر ههنا مفعوله اكتفاء على الاول ۱۲

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۞ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞

آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے اُن باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

(یعنی منتظر رہیئے) سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے (بھی کا مطلب کہ ابصر کے بعد یبصرون کا آنا اُس پر دال ہے دونوں جگہ یہ ہے کہ آپ کو تو ہمارے کہنے سے یقین ہی ہے اور یہی یقین مبنی انتظار کا ہے بعد معائنہ ان کو بھی یقین ہو جاوے گا اور چونکہ اول یہ مضمون مرتب ہے تغلیب اہل حق پر اور یہاں مرتب ہے تعذیب اہل باطل پر اس لیے معنیً اس میں تکرار نہیں)

ف مطلب اہل حق کے غالب ہونے کا یہ ہے کہ اس کا مقتضائے اصلی یہی ہے پس عارضی مغلوبیت حکمت ابتلاء سے اس کے مناقض نہیں اور تفصیل اس مضمون کی پارہ لایحب اللہ کے تین پاؤ آیت ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون کی تفسیر کے تحت میں قابل ملاحظہ ہے **ربط** سورت میں تین مضمون اصل مقصود تھے توحید و رسالت و بعث جیسا تمہید سورت میں مذکور ہوا ہے پھر اعتقاد بعث بوجہ توقف بعث کے نقل پر واقع میں فرع ہے اعتقاد رسالت کی اور اہل عقل میں سے جو دلیل عقلی سے قائل معاد روحانی کے ہوئے ہیں اُن دلائل کے مقدمات سراسر مجروح و مقدوح ہیں پس اس فرعیت کے اعتبار سے اصل مقصود بالاثبات توحید و رسالت کے مضمون رہ گئے سورت کا اکمال ان ہی کے اجمال پر کیا جاتا ہے اور چونکہ توحید اقدم و اعظم ہے اور رسالت کا قائل ہونا اسی پر موقوف ہے گو اعتقاد توحید اس کو مستلزم نہیں اس لیے کلام کا آغاز و انجام توحید سے کیا اور مرسلین کا ذکر درمیان میں لائے اور توحید میں چونکہ نفی نقائص اثبات کمالات سے اہم ہے لان النقص عیب فی نفسہ بخلاف الکمال فان انتفاءہ لم یکن عیباً فی نفسہ وان استلزم العیب بالنظر الی ذات الواجب جل مجدہ اس لیے تنزیہ کو تحمید پر مقدم فرمایا واللہ اعلم۔

خاتمہ در تنزیہ و تحمید رب العالمین و تنویہ شان مرسلین

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۞ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞

آپ کا رب جو بڑی عظمت[1] والا ہے اُن باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں (پس خدا کو منزہ سمجھو) اور (پیغمبروں کو واجب الاتباع سمجھو کیونکہ اُن کی ایسی شان ہے کہ ہم اُن کی شان میں یہ کہتے ہیں کہ) سلام ہو پیغمبروں پر اور (خدا کو منزہ سمجھنے کے ساتھ موصوف بکمالات بھی سمجھو کیونکہ) تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار (اور مالک) ہے **ف** سبحان اللہ کیا اچھا خاتمہ ہے کہ اجمالاً تمام اصول و فروع کو حاوی ہے کیونکہ کوئی فرع اعتقاد رسالت پر مرتب ہونے سے خالی نہیں اور اس خاتمہ کی جلالت و جزالت کی وجہ سے روایات میں نماز کے بعد اور مجلس سے اُٹھنے کے وقت اس کا پڑھنا منقول ہے اخرج الاول الخطیب عن ابی سعید مرفوعاً والثانی ابن ابی حاتم عن الشعبی مرفوعاً کما فی الروح اس لیے تبرکاً میرا بھی جی چاہتا ہے کہ تفسیر کی اس جلد کو کہ جلد نہم ہے اسی پر ختم کروں فاقول سُبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ۞ وسلام علی المرسلین ۞ والحمد للہ رب العالمین ۞ وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت یوم الثلثاء تاسع ربیع الاول سنہ ۱۳۲۵ من الھجرۃ وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ✦

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی رب العزۃ عظمت والا کما فی الروح عن الزمخشری اضیف الرب الی العزۃ لاختصاصہ تعالٰی بہا کانہ قیل ذو العزۃ کما تقول صاحب صدق لاختصاصہ بالصدق فحاصل معناہ العزیز وجوّز ان یکون معناہ المعزّ علی ان الرب بمعنی المالک ای مالک عزّ المخلوقین ومعطیہا اھ الشہاب

منہیات جلد نہم بیان القرآن

منہیۂ اولیٰ توضیح بعض مقامات جلد ہٰذا

ص ۵ س ۱۲ - قولہ ایک صراحۃً دوسری اشارۃً الخ یہ متعلق ہے ماسبق یعنی مامور بہ کے نہ کہ مابعد یعنی جامع کے مطلب یہ ہے کہ تسبیح تو صراحۃً مامور بہ ہے اور تحمید صراحۃً تو منہی عنہ ہے لیکن اشارۃً مامور بہ ہے کیونکہ مقصود خبر سے امر و ترغیب ہے۔

ص ۸ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ بہ متعلق بقولہ تعلیل یعنی ان الامر بلزوم الفطرۃ و وجوب الامتثال قد علل بقولہ لا تبدیل الخ۔

ص ۱۴ س القولہ پس یہ کہ مسبب بواسطہ ثانی کے ہے الخ یعنی حصول رزق یہ کہ مسبب ہے ارسال ریاح سے بواسطہ ثانی یعنی بواسطہ ابتغاء و اکتساب کے پس مقام میں ارسال ریاح کے تین مسبب ہوئے اول جریان فلک دوسرا اس کے واسطہ سے ابتغاء رزق تیسرا اسکے واسطہ سے حصول رزق۔

ص ۱۵ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ بالتوبۃ و الطاعۃ متعلق بازالۃ لا یفضبہ۔

ص ۱۷ س ۲۰ - قولہ نفسانی انتقام نہیں الخ نفسانی صفت انتقام کی ہے نہ کہ ماقبل کی۔

ص ۲۰ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ تخصیص الامر الخ ای ذکر مشاقہا خصوصًا و المقام یقتضی ذکر مشقۃ الاباء الخ۔

ص ۲۰ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ ما حملتہ علیہ الخ ای فی اثناء الترجمۃ بقولی دنیا کے حوائج الخ۔

ص ۲۶ س ۱۵ - قولہ خلاف عادت الخ کطلوع الشمس من مغربہا و قولہ اجل مسمی کے بعد بھی الخ کما ذہب الیہ الشیخ الاکبر انہا تجریان کالیوم فی النار۔

ص ۲۶ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ لعکس الامر الخ ای ان یجا ہو اول الآن موکدا و لم یوکد ما ہو ثان الآن۔

ص ۲۸ س ۱۱ - قولہ شبہہ البعدیت عن علم الباری کا ہے استحسانًا بناءً علی قیاس الغائب علی الشاہد۔

ص ۲۹ س ۱۲ - قولہ نصرت کے ساتھ الخ اشارہ ہے کہ لاہم منصرون اپنے اطلاق پر باقی ہے۔

ص ۳۲ س ۲۹ - قولہ اشارہ بھی ہو گیا یعنی یہاں سے پانچ سطر اوپر اس لفظ میں ایذاء بانواع مشتتہ۔

ص ۳۶ س ۲۲ - قولہ قول موجود واقعی ہے الخ یس امر واقعی ہے دوسرا امر واقعی یعنی ہوا امر غیر واقعی پر امر واقعی مبنی نہیں ہوا۔

ص ۳۶ س ۲۴ - قولہ بنار الخ لفظ بنار بلا اضافہ مبتدا ہے اور لفظ وجود حقیقی مضاف الیہ ہے لفظ اعتبار کا۔

ص ۳۷ س ۱۲ و ۱۳ - قولہ مومنین کی اخوۃ صوریہ یعنی باہم مومنین میں اخوۃ صوریہ بنا بر اشتراک فی اب واحد نہیں ہے۔

ص ۳۷ س ۲۴ - قولہ اور میثاق انبیاء الخ - یہ عبارت اس جگہ مولف کے قلم سے قبل از موقع سہوًا زیادہ ہو گئی یہ آیت آیندہ کے متعلق ہے اور چونکہ وہاں بھی مختصرًا مذکور ہے اسلیے زائد ہی لکھ دی گئی مگر کچھ ضرر بھی نہیں۔

ص ۳۷ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ الا و اذ الخ ای التی ذکرت فی قولہ تعالیٰ بعضہم اولی الا التی ذکرت فی قولہ تعالیٰ النبی اولی۔

ص ۴۱ س ۲۲ - قولہ اور وہ وہ لوگ ہیں الخ اشارۃ الی کون العطف تفسیریًا۔

ص ۴۲ س ۹ - قولہ کیوں نہیں رہے یعنی گھر میں کیوں نہیں رہے۔

ص ۴۷ س ۷ - قولہ علم بالاحکام سے الخ یعنی علم بالاحکام کے سبب۔

ص ۵۱ س ۴ - حاشیہ تحتانی یسار - قولہ لبیان منافاۃ حالہ الخ ای حال زید من الخاص الرسول علیہ یعنی کونہ منعمًا علیہ الذی من لوازمہ الانبساط و عدم الاحتشام یقتضی ان لا یظہر صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ما فی ضمیرہ۔

ص ۵۳ س ۷ - قولہ اس طرف اشارہ ہو الخ مطلب یہ ہے کہ دوسری جگہ جس عنوان سے یہ مضمون لایا گیا ہے یعنی قدرًا مقدورًا اس عنوان خاص میں یہ اشارہ ہے کہ جب یہ ہمارا تجویز کیا ہوا تھا پھر کیا ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے یہ نکتہ اول عنوان یعنی مفعولا میں نہ تھا کیونکہ وہ حادثہ صرف وقوع پر دال ہے نسبت الی العبد بالتقدیر پر دال نہیں اور اسکے بعد جو یہ عبارت ہے کہ بخلاف اُن امور کے الخ - اسکو اس اشارہ میں دخل نہیں مستقل جواب ہے سوال مقدر کا۔

ص ۵۵ س ۳۰ - قولہ فعلی ایذاء کا بھی احتمال نہ کیجیے یعنی اسکا احتمال و وسوسہ نہ کیجیے کہ کفار اس کا ایقاع کریں گے۔

ص ۵۶ س ۱۷ - قولہ جس کا جزو الخ یعنی عدم وجدان فی غیر المختص بہ اُس اختصاص کے مفہوم کا جزو ہے۔

ص ۵۶ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ نسخ من الجناس لان حرف العین و المیم متصلین یوجد فی العم و العمات و کذا حرف الخاء و الالف و اللام متصلۃ فی الخال و الخالات و لو ذکر الاعمام و الاخوال زال الاتصال بین الحروف المذکورۃ و فات الجناس۔

ص ۵۷ س ۲۹ - قولہ ایک ادب بھی یعنی آیت اذا نکحتم الخ میں قولہ مہر کا لزوم الخ یعنی اس قول سے کہ فمتعوہن ثابت ہوتا ہے۔

ص ۵۷ س ۹ حاشیہ فوقانی - قولہ لدفع شبہۃ ثبوت الحکم فی الموصوف یعنی کبھی یہ شبہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں اس وصف خاص مثلاً ہبہ نفس کے ساتھ جو موصوف ہو اس میں بھی حکم ثابت ہے یا نہیں پس اس غرض سے اس وصف کو لایا جاوے تاکہ اس ثبوت میں بھی حکم کا ثبوت بتلا دیا جاوے جیسا اسوقت یہاں ان وہبت قوت میں اسکے ہے و امراۃ مومنۃ ان وہبت جس سے مقصود یہ ہے کہ واہبہ کے لیے بھی یہ حکم ثابت ہے۔

ص ۵۹ س ۲۴ - قولہ شبہہ قید عدد کا الخ یعنی اگر آپ ایک بی بی کو چھوڑ کر دوسری سے نکاح فرما لیں تو کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید بدون اسکے چھوڑے ہوئے دوسری سے نکاح درست نہ تھا جیسا امتیوں کو جبکہ پاس چار ہوں بدون کسی کی طلاق کے خامسہ سے نکاح درست نہیں اسلیے آپکے لیے تبدل ممنوع ہوا۔

ص ۶۵ س ۱ حاشیہ فوقانی - قولہ لتناسق ہذہ الخ یعنی لیکون انواع الاحلال سبعۃ و انواع الایذاء سبعۃ۔

ص ۷۱ س ۳ و ۴ حاشیہ فوقانی - قولہ لان مدلول الحکم الخ دلیل لقید فی الحال الذی لیس صریحًا فی الکلام و انما فہم من ہذا الدلیل۔

ص ۷۹ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ لاحد متعلق بشفاعۃ لا بالمضاف ای لا تنفع شفاعۃ احد لاحد ہذا الاحد الثانی المجرور باللام مراد من اعم الذوات المذکور قبلہ ای لاحد الا لمن الخ۔

ص ۸۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ لا الا انہم الفسہم بان یقال آبارنا۔

ص ۸۹ س ۱۶ - قولہ منافی نہیں جیسا ظاہرًا منافاۃ کا شبہ ہوتا ہے اس طرح کہ فارجعنا سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رجوع ہی مقصود ہے اور اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ رجوع مقصود نہیں تو یہ مقصود ہے خواہ رجوع ہو یا نہ ہو تقریر عدم منافاۃ خود تفسیر میں مذکور ہے۔

ص ۹۲ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ کل احد مع خبر لان یعنی ان الخطاب واقع لکل احد دون المختصین بالحضر خاصۃ کما کان الخطاب لہم فی تاکلون و تستخرجون وغیرہا۔

ص ۹۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ لطریقتہا المشار الیہا بقولہ الظلمات و النور و قولہ ثمرتہا المشار الیہا بقولہ الظل و الحرور۔

ص ۱۰۹ س ۱۱ - قولہ اول مہلکین الخ یعنی دنیا میں جو قرن سب سے اول ہلاک ہوا۔

ص ۱۱۰ س ۱۴ - قولہ بشرطیکہ مقولات عشر الخ اس شرط کا فائدہ یہاں سے چوتھی سطر کی اس عبارت سے مفہوم ہوگا اور اسی سے حق تعالیٰ کا الی پس از قبیل سبب مخلوق۔

ص ۱۱۳ س ۱۷ - قولہ جیسا اُن کا رزاقیت کو الخ - یعنی اگر انفاق عبد و رزاقیت حق میں تنافی ہے تو پھر انفاق و اطعام کے استحسان اور اس پر تفاخر سے نفی لازم آوے گی رزاقیت حق تعالیٰ کی الخ۔

ص ۱۱۹ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ ای لا یسمعون و لا یسمعون یعنی نہ سننے کا قصد کرتے ہیں اور نہ اُن کا سننا واقع ہوتا ہے۔

ص ۱۲۱ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ ذکر و ذکرا ای بصیغۃ الواحد الماضی المجہول و المعلوم۔

ص ۱۳۵ س ۳ حاشیہ فوقانی - قولہ لے وجہ عدم الذکر ای عدم ذکر لیطلانہ صریحًا۔

ص ۱۳۵ س ۱۸ - قولہ باعتبار معتقدین یعنی خاص معتقدین احضار کی الوہیت کی نفی کا حکم اس کلام میں مذکور ہوگا و لقد علمت الجنۃ الخ۔

منہیۂ ثانیہ مضامین تفسیریہ جلد ہٰذا

صفحہ	آیت	مضمون
۱۹	۷	تفصیل احکام اقسام لہو
۱۰۱	۲۴	تحقیق استدلال بر سکون ارض یا سماء بآیت
۱۰۳	۳۰	جواب استدلال اہل سائنس بآیت بر انکار خوارق

منہیۂ ثالثہ صحت نامہ جلد ہٰذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۴	معربا	معربا
۳	۱۳	آدمیوں	رومیوں
"	۱۳	کرائے	کریے
۴	۱۲ حاشیہ فوقانی	الفسہم	بیوتہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	تبتریہ	بتنزیہ
″	۲۰	بہی اوقات	بہی اوقات
۹	۱۱	تَقُوْمُ	تَقُوْمَ
″	۱۹	لِلْعٰلَمِسِیْنَ	لِلْعٰلَمِیْنَ ۝
″	۲ حاشیہ تحتانی یسار	الحقیقیۃ	الحقیقۃ
۷	۱۰	تمام آدمی	تم آدمی
۸	۱۱	زمین اُسی کی	زمین ہیں اُسی کی
″	۲ حاشیہ تحتانی یمین	الاہتمام	للاہتمام
۱۰	۱	غلام اور کسی	غلام ہیں اور کسی
″	۱۰	اور اُسکے اور اُسکے مقتضا	اور اُسکے مقتضا پر
″	۲۲	یعنی آس پاس	یعنی ان کے پاس
″	″	اسکے کوئی دلیں	اس کی کوئی دلیل
″	۲۸	الناس کہ	الناس ہے کہ
″	۷ حاشیہ فوقانی	بالعامل	العامل
۱۱	۲	مزہ بن کو	منزہ اُن کو
″	۲۵	منیہ ہیں کر	منتیہ ہے
۱۲	۱۱	واضح ہوکہ	واضح ہوا کہ
۱۳	۲۰	لے آکر اس لیے	لے آکے اس لیے
″	۲ حاشیہ تحتانی	من بعدہ آخر تک	حاشیہ صفحہ ۱۴ کا ہے
۱۴	۱۱	اس پکہ	اُس پر کہ
″	۱۳	نعم سالبقہ پر	نعم سابغہ پر
″	۱۰ حاشیہ فوقانی	زمانہا لبسیان	زمانہا بیان
۱۵	۱۳	کھیتی کو	کھیتی کو
″	۳ حاشیہ فوقانی	کھینی	کھیتی
۱۶	۳	جس نے ستم کو	جس نے تم کو
″	۷	نہیں پائی کہ	نہیں ہونے پائی کہ
″	۲۵	اور عدم تاثیر	اور عدم تاثر
۱۷	۲۱	ولمد الحمد	وللہ الحمد
۱۸	۲ حاشیہ تحتانی یمین	کالقنیۃ	کالقینۃ
″	″ ۴	بالقنیۃ	بالقینۃ
۱۸	″ ۵	واللہو قولہ لیضل تا	واللہو کے بعد حاشیہ یسار
		آخر حاشیہ تحتانی یسار	کی سطر ۳ کی عبارت الروایات
			سے سطر ۹ الہار تک ہی اور
			الہار کے بعد قولہ لیضل
			فی الذم ۱۲ لکھی ہی اور الروایات
			خفی قلم سے ہی فاصل ہی
			دل کا جو واللہو ذلیلہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰	۳ حاشیہ تحتانی یسار	علیہ الاشارۃ	علیہ للاشارۃ
۲۲	۱۸	بڑی آواز	بُری آواز
۲۳	۱۲	دَعَوُ اللہَ	وَدَعَوُا اللہَ
۳۱	۸ حاشیہ فوقانی	الکلام ہو کذا	الکلام ہکذا
۳۲	۲	موسیٰ ۲ کو	موسیٰ کو
۳۳	۲۹	ظرف	طرف
۳۴	۶	تم لوگوں	بیشک تم لوگوں
″	۱۲	تم لوگوں	بیشک تم لوگوں
″	۸ حاشیہ فوقانی	دیویدیہ	یوبدہ
۳۵	۶	لیکن ہاں	لیکن ہاں جو
″	۱۳	متبنی	تبنی
″	۱۴	متبنی	تبنی
″	۱۶	فَاخُوا انکم	فَاِخْوَانُکُمْ
″	۷ حاشیہ تحتانی یمین	خص الآیہ	خص عن الآیۃ
″	۲ حاشیہ تحتانی یسار	بالعقوبۃ	بالاخوۃ
۳۶	۳	ہاں ول سے	ہاں جو دل سے
″	۱۰	کالتغایر و کذب	کالکذب
″	۱۱	تشبیکی	تشبیہ تغایر کی
۳۷	۱۱	ابو ہیعنویہ	ابوۃ معنویہ
۳۸	۳ حاشیہ تحتانی یمین	مشاہیر	مشاہیر
۴۰	۶	موت گی	موت کی
″	۱۰	پوچھتے ہیں	پوچھتے رہیں
″	۳ حاشیہ تحتانی یمین	بغارہ	البقارہ
″	″ ۵	وطعۃ	وطعنۃ
۴۲	۲۳	نسبتی	نسبی
۴۴	۷	اللہ تعالیٰ	اللہ تعالیٰ نے
۴۵	۱۳	دو ٹوک کہی	دو ٹوک بات کہی
″	۱۵	ایک طرح ہو	ایک طرف ہو
″	۲ حاشیہ تحتانی یمین	یفرن	یقرن
″	″ ۹	الرجل	الرجال
۴۷	۷	بالاحکام کی	بالاحکام سے
″	۱۵	تشریح	تسریح
″	۱۶	اُعَدَّ	اَعَدَّ
″	۲۴	مین حضرت	میں جو حضرت
۵۰	۱۵	اس کی ضرورت	اس لیے ضرورت
۵۱	۹	اجلال و طاعت	اجلال و اطاعت
۵۲	۱۸	میں ہی کوتاہی	میں بھی کوتاہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۳ حاشیہ تحتانی یمین	سباقہا	سیاقہا
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	فیرد	لیرد
″	″	السباق	السیاق
۵۳	۱۳	نہیں کیا باوجودیکہ	نہیں کیا اور باوجودیکہ
″	۱۶	آگےاس کے	آگے اُس کے
″	۱۸	اولاد	وِلاد
۵۴	۳ حاشیہ تحتانی یمین	وقت	دُقَّت
۵۶	۲ حاشیہ تحتانی یسار	لمناسبۃ	لمناسبتہ
۵۷	۱۷ حاشیہ فوقانی	الموتمنۃ	المؤمنۃ
۵۹	۱۶	لکھتے	کہتے
۶۱	۲۱	موجبہ و تشریع	موجبہ ذی اہتمام تشریع
۶۳	۴	تخییر کے	تخییر کا
″	۲۵	اور ہو سکتے	ادا ہو سکتے
۶۵	۴	آزاری	آزار
″	۲ حاشیہ تحتانی یسار	واعن	واعس
۶۶	۳ حاشیہ فوقانی	لے	لے ان
۶۸	″	للسلم	للعالم
۶۹	۹	میرحرلج	سرہ حرج
″	۱۲	حاجت اقتدار	حاجب اقتدار
۷۰	۲۵	ذٰلک تم لہ الحمد	ذٰلک ثم لہ الحمد
۷۳	۲ حاشیہ تحتانی یمین	رووہ	ردوہ بالدال ۱۲
″	۴ حاشیہ تحتانی یسار	والصوت	مصوت
۷۵	۱۳	حکم سے	حکم سے
۷۶	۱۱	حضرات نبیین	حضرات منبیین
″	۲۲	مذجم	مذحج
″	۲۳	اہل جرہ	اہل حیرۃ
۷۹	۱۶	کفران	کفران
″	۱ حاشیہ تحتانی یمین	ان عوض	ان الغلام عوض
″	″	عن المضاف لاحد	عن المضاف الیہ لاحد
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	صاحبۃ فی ظلام	صاحبہ فی ظلام
۸۰	۱۱	اُن کو تو	اُن کا تو
۸۱	۲ حاشیہ تحتانی یمین	ارسلنک الناس	ارسلنک للناس
۸۲	۵ حاشیہ فوقانی	الی ان تقدیر الفعل	الی تقدیر الفعل
″	″ ۱۶	باللیل	باللیل
۸۷	۲۸	غالب کر رہا ہے	غالب کر رہا ہے
۸۹	۱۴	بار بار کان	بار بار ابن بطل کے کان
″	۱۵	بیشک ابن بطل اور تردد	بس شک اور تردد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۲۱	اعمال منافع و مضار	اعمال کے منافع و مضار
۹۰	۲	کیا کوئی اللہ تعالیٰ	کیا اللہ تعالیٰ
″	۱۸	کیا کوئی اللہ تعالیٰ	کیا اللہ تعالیٰ
۹۱	۲ حاشیہ تحتانی یمین	اما ان الحسرۃ	مع ان الحسرۃ
۹۲	۱ ″	اسم جمع جنس	اسم جمع جنسی
۹۵	۱۵	معنے سخر	معنے مسخر
۹۶	۱۵	ثمرات دینی	ثمرات و نجات
۹۷	۲۰	اختلاف اصناف کے	اختلاف و اصناف کے
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	ولما اخراج	واما اخراج
۹۸	۸	اُن میں جو	اُن میں وہ ہیں جو
″	۴ حاشیہ تحتانی یسار	یتبادر من	یتبادر منہ ۳
″	۲ مقلوب حاشیہ تحتانی یسار	الطلاق	ص اطلاق
۹۹	۳ حاشیہ تحتانی یمین	قولہ القلم علی لکھا ہے	یہ قولہ القلم خفی چاہیے لانہ یمحو بحیلہ ۱۲
۱۰۰	۲۴	دخول اعلیٰ کا	دخول اولیٰ کا
۱۰۱	۱۵	دلیل نقلی ہے	دلیل نقلی سے
۱۰۳	۱ حاشیہ تحتانی یمین	بقدر جزارہ	یقدر جزارہ
۱۰۴	۵ حاشیہ تحتانی یسار	بنظر علی نظیر	بنظیر علی نظیر
۱۰۵	۲	دو کو بھیجا پھر تیسرے سے تائید کی	دو کو بھیجا سو اُن لوگوں نے اُن دونوں کو جھوٹا بتلایا پھر تیسرے سے تائید کی
″	۲۸	اِلَّا تُکَذِّبُوْنَ ۝	اِلَّا تَکْذِبُوْنَ ۝
۱۰۶	۸	بالجموع	بالجمیع
″	۱۸	بواسطہ کسی	بواسطہ کسی
″	۲۰	ظاہر التوجیہ ہی اور اگر نائب	ظاہر التوجیہ ہی کہ بشریت اور نبوت میں منافی کے قائل ہے اور اگر نائب
۱۰۶	۲ حاشیہ تحتانی یسار	ظہور فی	ظہورہ فی
″	۵ ″	عن سبق آیۃ آیہ	عن سبق آیۃ آیۃ
۱۱۰	۱ حاشیہ فوقانی	کون عن بیانیۃ	کون من بیانیۃ
″	″ ۱۱	ہو للعیون	ہو العیون
۱۱۳	۶	جس کا ہم سب رحمٰن نے	جس کا رحمٰن نے
۱۱۴	۲۱ و ۲۲	جس کا ہم سب رحمٰن نے	جس کا رحمٰن نے
۱۱۶	۹	یا مجاز ہی	یا مجاز ہی
″	۲۳	طرف ایسے ہی	طرف عودی ایسے ہی
۱۱۷	۱۳	توحید کے خلق العام	توحید کے کہ خلق العام
۱۲۰	۱۲	(ایک نقیر)	(ایک حقیر)
″	۱۸	اعادۃ بھی	اعادہ بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۹	۲۸	جس کی اطرف نسبی ہوتی	جس کی طرف ہوتی
۱۱۹	۱۲	توجیہ استدلال بھی کیا گیا	توجیہ استدلال بھی کیا گیا
۱۲۰	۱۴	پھر سمت اتفاقی کے	پھر بعد سمع اتفاقی کے
۱۲۱	۸	ہارسے ہماری کمبختی	ہائے ہماری کمبختی
″	۳ حاشیہ تحتانی یمین	واقطع	واقطع
″	۳ ″	بالدعوی	بالدلیل
۱۳۱	اخیر حاشیہ تحتانی یسار	وبہا القطع	وبہا القع
۱۲۳	۴	بقدم تیری	بقدم تیری
″	۲۴	کہینگے ہارسے ہماری	کہینگے ہائے ہماری
۱۲۶	۲ حاشیہ فوقانی	واقعہ لتقدم	واقعہ للتقدم
۱۲۷	۲ حاشیہ تحتانی یمین	مفعول لہ للاہتمام	مفعول اقدم للاہتمام
″	اخیر حاشیہ تحتانی یسار	الشارب	الشاب
۱۲۸	ا حاشیہ تحتانی	حرفان تکنفا	حرفان تکتنفا
″	۳ حاشیہ تحتانی یسار	کالنوح علیہا السلام	کنوح علیہا السلام
۱۲۹	۱۳	اختلال	استقلال
۱۳۰	۲۵	قبیح لعینہ	قبح لعینہ
۱۳۲	۴	شریک قرع ہوئے	شریک ترعہ ہوئے
۱۳۳	۶	جنات انجایہ	جنات کایہ
″	۲ حاشیہ تحتانی یسار	تعالی ومنا	تعالی ومامنا
۱۳۵	۹	النقیض جس کا افلا	النقیض افلا
″	۱۹	اولوہیت	الوہیت
۱۳۶	۹	دیکھ لیں گے ہمارے	دیکھ لیں گے کیا ہمارے
″	۲۳	ہمارے عذاب	کیا ہمارے عذاب
″	۳ حاشیہ تحتانی یمین	ادن	آذن
″	۳ حاشیہ تحتانی یسار	للعدوہو	للعدوہو

ربع اول از ابانۃ البیان

بعیار عزیزی مولوی احمد حسن صاحب سنبھلی سلمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ اشرف علی عرض رساہی کہ مجھ کو ایک بار یہ معلوم ہوا کہ مولوی صاحب جن کا نام سرخی میں لکھا ہے اس تفسیر کو دیکھتے ہیں اور کہیں کہیں کچھ فوائد ضروریہ اپنی یادداشت کے لیے اسکے متعلق لکھتے بھی جاتے ہیں میں نے مولوی صاحب کو رائے دی کہ اگر ان تعلیقات کے مہذب و مرتب طور پر لکھیں تو تفسیر کی مزید توضیح و تنقیح ہوجانے سے نفع تام اور عام ہو جیسا بچہ تین جلدوں پر لکھ کر مجکو دکھلا جسکو میں نے حرفاً حرفاً دیکھا بھی ہے اور کہیں کہیں ضرورت کے موافق کمی بیشی بھی کی اور کہیں کہیں بطور تعلیق کے کچھ تحقیق بھی لکھ دی اور یہ بھی مولوی صاحب سے وعدہ لے لیا کہ اسی طرح بقیہ جلدوں میں بھی تین تین جلدوں پر ایک ایک تعلیق لکھدیں تاکہ اُس کے چار ربع ہو کر بعونہ تعالےٰ اصل تفسیر کی بقیہ چار جلدوں یعنی نہم سے دوازدہم تک کے ساتھ ایک ایک ربع اُس کا شائع ہوجاوے اور میں نے ہی اس کا نام بھی رکھدیا ابانۃ البیان جس کا یہ ربع اول ہے اور یہی وجہ اُس تبیان البیان کے ساتھ مناسب و متقارب ہے جو جلد ہفتم کے ساتھ شائع ہوا ہے کیونکہ اُس میں کل میرے ہی مضامین تھے اور اس میں بھی کہیں کہیں تو میرے مضامین ہیں اور بقیہ مضامین بھی میرے مرئی و مرضی یعنی دیدہ و پسندیدہ ہیں گویا کہ وہ بھی میرے ہی ہیں۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد فہذہ فوائد معلقۃ علی تفسیر بیان القرآن علقتہا حین مطالعتہ علی التعجیل وانہا مفیدۃ جدا ینبغی ان لا یخلو عنہا مثل ہذا التفسیر اللطیف اصلا او شیئا واللہ تعالی المستعان (حاشیۃ المجلد الاول)۔

صفحہ ا۔ قولہ بسم اللہ الخ قلت اخرج الامام ابن جریر الطبری عن الضحاک عن عبد اللہ بن عباسؓ قال اول ما نزل جبریل علی محمد قال یا محمد قل استعیذ بالسمیع العلیم من الشیطان الرجیم ثم قال قل بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم قال اقرأ باسم ربک الذی خلق اھ واعلم ان الجار والمجرور متعلقہ الفعل المتاخر عنہ وہو اولی عندی وایضا ینبغی ان یکون اقرأ الامن المفاہیم العامۃ قال فی النیسابوری وتقدیر الفعل اولی من تقدیر الاسم لان کل فاعل یبدأ فی فعلہ باسم اللہ یکون مضمرا ما جعل التسمیۃ مبدأ لہ فیکون المراد ان الشارع ذلک الفعل انما ہو علی اسم اللہ اھ وفیہ ایضا وتقدیر المحذوف متاخرا اولی علی نحو قولہ تعالیٰ بسم اللہ مجریہا ومرساہا لان تقدیم ذکر اللہ ادخل فی التعظیم ولانہم کانوا یبدأون باسماء آلہتہم فیقولون باسم اللات باسم العزی فوجب ان یقصد الموحد معنی اختصاص اسم اللہ عز وجل بالابتداء وذلک بتقدیمہ وتاخیر الفعل قال فی الکشاف وانما قدم الفعل فی اقرأ باسم ربک لان تقدیم الفعل ہناک اوقع لانہا اول سورۃ نزلت وکان الامر بالقراءۃ اہم اھ ملخصا بلفظہ قلت ان صیغۃ المضارع ایضا لا تخلو عن الاستمرار وہو الاستمرار التجددی فکان تقدیر الفعل اولی واحسن واما لفظ الجلالۃ فما قیل فی اشتقاقہ تعسف وتکلف بل ہو لیس بمشتق ولا اشتق عندنا نبہ علیہ الامام الغزالی فی المقصد الاسنی فتامل وتادب واما لفظ رحمن ورحیم فہما مشتقان من الرحمۃ للمبالغۃ وہی فی الاولی مزیدۃ اھ محصل البیضاوی۔

صفحہ ۲۔ قولہ تعالی فزادہم اللہ مرضا قال فی الجمل وزاد یستعمل لازما ومتعدیا لاثنین ثانیہما غیر الاول کاعطی وکسی فیجوز حذف مفعولیہ احدہما اختصارا واقتصارا تقول زاد المال فہذا لازم وزدت زیدا خیرا ومنہ وزدناہم ہدی فزادہم اللہ مرضا ولا تذکر ما زدتہ وزدت مالا ولا تذکر من زدتہ اھ۔

ص ۷ س ۱۱۔ قولہ منافقین ایسی بیباکانہ الخ و فی الجمل والمراد انہم قالوا ذلک فیما بینہم لا بحضرۃ المسلمین لان الغرض انہم مسلمون ظاہرا ومخالطون للمسلمین فلا یمکنہم ان ینسبوہم للسفہ والا لظہرت حالہم وہم یخفونہا اھ قلت ہذا توجیہ لطیف ایضا فلذا زدتہ علی توجیہ الاصل والا کفی بہ مقصودا۔

ص ۱۱ س ۱۱۔ قولہ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس جگہ یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ دنیا میں جو آگ ہے اس میں بھی انسان اور پتھر جلتے ہیں چنانچہ کفار کی بعض قومیں اپنے مردوں کو جلاتی ہیں اور ریل میں پتھر کا کوئلہ جلتا ہی تو پھر اُس آگ میں کیا خصوصیت ہوئی اس لیے کہ یہاں کی آگ میں انسان بطریق ایندھن نہیں جلائے جاتے بلکہ لکڑیوں وغیرہ کے ذریعہ سے مردوں کو جلاتے ہیں تو ایندھن تو لکڑیاں وغیرہ ہیں نہ کہ وہ مردے اور یہ مشاہدہ ہی کہ انسان کو جلا کر بلا مدد لکڑی وغیرہ آگ نہیں روشن ہوسکتی اور پتھر کا کوئلہ بھی بطریق استقلال نہیں جلتا ہے بلکہ اُس کے جلانے میں لکڑی سے مدد لیجاتی ہے خوب سمجھ لو وفی النیسابوری والمعنی اتقوا نارا ممتازۃ عن غیرہا من النیران بانہا لا تتقد الا بالناس والحجارۃ او بانہا توقد بنفس ما تراد احراقہ واحماؤہ او بانہا لافراط حرہا اذا اتصلت بما لا یشتعل بہ نار اشتعلت وارتفع لہبہا ولعل للکفار الجن وشیاطینہم نارا وقودہا الشیاطین جزاء لکل جنس بما یشاکلہ من العذاب اھ۔

ص ۱۴۔ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ الروایات وفیہ القہر فی المنتخب بالکسر سنگے کہ بداں جوز و غیر آں شکنند و سنگے کہ مشت دست را پر کند اھ وعن ابن عباسؓ ما الصہ واما قولہ خلق الارض فی یومین فان الارض خلقت قبل السماء وکانت السماء دخانا فسواہن سبع سموات فی یومین بعد خلق الارض واما قولہ والارض بعد ذلک دحہا یقول جعل فیہا جبلا وجعل فیہا نہرا وجعل فیہا شجرا وجعل فیہا بحورا رواہ الحاکم بسند صحیح وقال الحافظ ابن حجر وحاصل جواب ابن عباس عن السؤال الثالث انہ بما خلق الارض فی یومین غیر مدحوۃ ثم خلق السموات فسواہن فی یومین ثم دحا الارض بعد ذلک وجعل فیہا الرواسی وغیرہا فی یومین فتلک اربعۃ ایام للارض کذا فی الاتقان فی النوع الثامن والاربعین ملخصا بلفظہ ثم اعلم ان فی کل من ہذہ الروایۃ وروایۃ الحسن ح وقول التفسیر فی ہذہ المسئلۃ تخالفا فی الجملۃ فان قول التفسیر یدل علی تسویۃ السموات بعد دحو الارض وما فی الروایتین یدل علی دحوہا بعد التسویۃ تامل واللہ تعالی اعلم۔

ص ۱۹۔ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ سجدۃ التحیۃ الخ قلت یدل علی النسخ ما رواہ ابو داود عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان یسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجہن لما جعل اللہ لہم علیہن من حق وسندہ صالح وروی البزار بسند رجالہ رجال الصحیح لما قدم معاذ من الشام سجد للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ما ہذا یا معاذ قال اتیت الشام فرأیتہم یسجدون لاساقفتہم وبطارقتہم فوددت فی نفسی ان افعل

عہ لکن لما کان ظاہر قولہ تعالی ثم استوی الی السماء وہی دخان الی قولہ فقضاہن سبع سموات بعد قولہ تعالی خلق الارض فی یومین الی قولہ تعالی وجعل فیہا رواسی من فوقہا الآیۃ موافقا لما فی التفسیر وجب التاویل فی الروایتین بما امکن وہذا التاویل سہل فی قول الحسن بان یقال ان معنی قولہ وخلق منہ السموات ای غیر مسواۃ بان جزء الدخان اجزاء سبعۃ من غیر ان تلبس صورۃ سماویۃ ثم سویت بعد دحو الارض کما یدل علیہ آیۃ حم السجدۃ ولا یقبل ہذا التاویل قول ابن عباس بہذہ السہولۃ و لذا جعل المفسر قول الحسن مؤیدا لما اختارہ ولو بعد بنحو من التاویل دون قول ابن عباس ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

عہ الاسقف من النصاری العالم الرئیس والبطریق الرجل المعظم کذا فی نیل الاوطار ۱۲

تتمہ منہیہ ثالثہ جلد اول تا ثالث بیان القرآن

جلد	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۰۷	اخیر حاشیہ تحتانی یسار	اسمی معنی	ارمی بھی معنی
۱	۱۳۰	۲۵ حاشیہ فوقانی	الیہ	اللہ
۳	۱۲	۲۱ ″	للجمیع	للجمیع
۳	۱۰	۳ حاشیہ تحتانی یسار	نزولہا	نزولہم
۳	۱۰	۲۳ و ۲۴ حاشیہ تحتانی یسار	مارہ ۱۲	مارہ ۱۲ اھ

ذلک لکن قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فلا تفعلوا فانی لو کنت آمرا احدا ان یسجد لغیر الله لامرت المرأة ان تسجد لزوجها اھ کما فی نیل الاوطار واعلم ان ھذا نص قاطع علی المبتدعة المجوزة لسجدة التحیة فانها ان کانت جائزة لکانت سجدة التحیة لا العبادة فانها لم یاذن الله تعالی بها احدا قط فتجویز عبادة غیره تعالی محال عقلی وشرعی فلا یجوز ان یحمل الحدیث علی سجدة العبادة فافهم حق الفهم

ص ٣٦ سطر ٢٢ - قوله مگر دس روز آگے اخرج الدیلمی عن ابن عباس مرفوعا لما اتی موسی ربه واراد ان یکلمه بعد ثلاثین یوما وقد صام لیلهن ونهارهن فکره ان یکلم ربه وریح فمه ریح فم الصائم فتناول من نبات الارض فمضغه فقال له ربه لم افطرت وھو اعلم بالذی کان قال ای رب کرھت ان اکلمک الا وفمی طیب الریح قال او ما علمت یا موسی ان ریح فم الصائم عندی اطیب من ریح المسک ارجع فصم عشرة ایام ثم ائتنی ففعل موسی الذی امره به فلما کلم الله موسی قال له ما قال کذا فی الدر المنثور -

ص ٣٦ سطر ٢٤ - قوله پسندیدہ ہے چونکہ روزہ دار کو قیامت کے دن اس بو کے بدلے مشک سے بڑھ کر خوشبو عنایت ہوگی - اور یہ بو اس خوشبو کے حاصل ہونے کا سبب ہے سو اسلیے یہ بو حق تعالیٰ کو محبوب ہے کذا فی فتح الباری پس اس سے یہ شبہہ نہ ہو کہ اس بو کا صاف نہ کرنا بہتر ہے بلکہ بدبو کو مسواک سے صاف کرنا چاہیے اور اگر اس قصہ مرسومہ سے شبہہ ہو تو جواب اسکا خود تفسیر میں اسی مقام پر ہے بقولہ ان کے واسطے یہی حکم شرعی تھا -

صفحہ ٣٦ سطر ٢٥ - قوله ہماری شریعت الخ قلت کما رواه البیہقی مرفوعا بسند حسن عن عائشة خیر خصال الصائم السواک -

ص ٣٧ س ١٨ - قوله جنہوں نے گوسالہ پرستی الخ قلت فیه اقوال احسنها ما اختاره المؤلف العلام وھو قول ابن عباس کما رواه الامام ابن جریر الطبری عنه وھو ترجمان القرآن کما لقبه صلی الله علیه وسلم -

ص ٣٨ س ١ - قوله تعالی السلوی قال الامام ابن جریر السلوی اسم طائر یشبه السمانی واحده وجماعه بلفظ واحد کذلک السمانی (بالضم والقصر جلالین) لفظ جماعها وواحدها سواء وقد قیل ان واحد السلوی سلواة اھ وتفسیر السلوی بالسمانی مروی عن ابن عباس کما قال الطبری واختاره الامام السیوطی وقد روی عنه الطبری ایضا بما امروا (فائدة) قال الطبری تظاهرت الاخبار عن رسول الله ﷺ انه قال الکماة من المن وماؤها شفاء للعین اھ -

ص ٢٩ س ٢١ - قوله حبة فی شعیرة کذا فی حاشیة البیضاوی عن الصحیحین وکذلک فی بعض نسخ الجلالین والذی رایت فیهما ھو حبة فی شعرة والله تعالی اعلم

ص ٤١ س ٣ - قوله تعالی لن تمسنا النار الخ آثر لفظ المس دون الاحراق لان القائلین بذلک یریدون تخفیف العذاب علیهم کما یدل علیه قولهم نحن ابناء الله واحباؤه ومأخذ ھذه البلاغة ما قاله السیوطی فی الاتقان فی قوله تعالی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وتفصیله کان الرکون الی الظالم وھو المیل الیه والاعتماد علیه دون مشارکته فی الظلم وجب ان یکون العقاب علیه دون العقاب علی الظلم فاتی بلفظ المس الذی ھو دون الاحراق والاصطلاء اھ -

ص ١٠١ س ١ - قوله تعالی یا ایها الناس الخ قال فی الاتقان اصل النداء بیا ان تکون للبعید حقیقة او حکما وقد ینادی بها القریب لنکت منها اظهار الحرص فی وقوعه علی اقبال المدعو نحو یا موسی اقبل ومنها کون الخطاب المتلو معتنی به نحو یا ایها الناس اعبدوا ربکم و منها قصد تعظیم شان المدعو نحو یا رب وقد قال تعالی انی قریب ومنها قصد انحطاطه کقول فرعون وانی لاظنک یا موسی مسحورا وفیه ایضا قال الزمخشری وغیره کثیر فی القرآن النداء بیا ایها دون غیره لان فیه اوجها من التاکید واسبابا من المبالغة منها ما فی یا من التاکید والتنبیه وما فی ھا من التنبیه وما فی التدرج من الابهام فی ای الی التوضیح والمقام یناسب المبالغة والتاکید لان کل ما نادی له عباده من اوامره ونواهیه وعظاته وزواجره ووعده ووعیده ومن اقتصاص اخبار الامم الماضیة وغیر ذلک مما انطق الله به کتابه امور عظام و خطوب جسام ومعان واجب علیهم ان یتیقظوا لها و یمیلوا بقلوبهم وبصائرهم الیها وهم غافلون فاقتضی الحال ان ینادوا بالآکد الابلغ اھ قلت قد تفنن فی القرآن الکریم فی خطاب المؤمنین فقال مرة ایها المؤمنون و مرة یا ایها الذین آمنوا وکل ھذا خطاب مدح لکن فی الاول دلالة علی ثبات ایمانهم وفی الثانی الی السبق فی ایمانهم باعتبار دلالة الفعل علی التجدد فکان شانهم الترقی من الرتبة السفلی الی الدرجة العلیا وورد الخطاب بالثانی کثیرا وبالاول قلیلا تنبیها علی الجهة المذکورة و ترغیبا فی تکمیل المراتب الایمانیة والله تعالی اعلم -

ص ٤٣ س ٢ - قوله ذلول قلت مشتق من الذل (نرم ١٢ منه) بالکسر بمعنی نرمی ورام شدن ھذا محصل المنتخب وحاشیة الجلالین

ص ٥٢ س ١ - حاشیه تحتانی یسار - قوله بل للاضراب قال فی الجمل ویکون اضراب انتقال من قصة لا اضراب ابطال ولم تجعل ام متصلة لفقد شرطها اھ

ص ٦١ س ١ - قوله تعالی ابراهیم فی الجمل علی الکرخی مفعول مقدم وھو واجب التقدیم عند جمهور النحاة لانه متی اتصل بالفاعل ضمیر یعود علی المفعول وجب تقدیمه لئلا یعود الضمیر علی متاخر لفظا ورتبة اھ -

ص ٦٢ س ٣ - قوله تعالی من الثمرات لم یقل من الحبوب لما فی تحصیلها من الذل الحاصل بالحرث وغیره فاقتصاره علی الثمرات لتشریفهم کذا فی الجمل قلت طلب الثمرات لا ینافی الزھد فانها قائمة مقام الحبوب هناک فتفطن -

ص ٦٧ س ١ - قوله تعالی وقالوا کونوا ھودا او نصاری افاد فی المؤلف العلام عن شیخه العلامة القطب محمد یعقوب قدس سره انه قال ھذا الکلام علی سبیل ارخاء العنان لکل فریق منهم عن الآخر فی مقابلة اھل الاسلام مرادهم ان المذھب القدیم فی دیارنا منحصر فی الیهودیة والنصرانیة ولا ثالث فمن این احدث ھذا المذھب المسمی بالاسلام کما تقول الهنود من الکفار فی دیارنا لمن تنصر منهم ان المذھب مذھبنا ومذھب اھل الاسلام ومذھب النصاری امر حادث لیس بشیء ھذا لعدم استیناسهم مطلقا بالنصاری وان کانوا لا یرضون الاسلام ایضا لکن الجوار ھو البعد وحشتهم منهم ومحاورات جمیع الالسنة تتقارب اھ قلت کلام حسن ان وقع کذلک ولکن یخالفه سبب النزول المذکور فی الحاشیة ویمکن الجمع بین سبب النزول و بین ھذا الکلام بتعدد المقولة وقال ابو جعفر الطبری والنصاری جمع واحدهم نصران کما واحد السکاری سکران وواحد النشاوی نشوان ھکذا قال الا ان المستفیض من کلام العرب فی واحد النصاری نصرانی وقد حکی عنهم سماعا نصران بطرح الیاء وسمع منهم نصرانة فی الانثی وھذه الابیات التی ذکرتها تدل علی انهم سموا نصاری لنصرة بعضهم بعضا وتناصرهم بینهم وقد قیل انهم سموا نصاری من اجل انهم نزلوا ارضا یقال لها ناصرة اھ ملخصا وقوله ھودا بمعنی الیهود والیهود جمع یهودی کذا فی المنتخب -

ص ٧٥ س ٣ - قوله فلا تکونن من الممترین قلت ورد فی القرآن ھذه الصیغة ولفظ کن من الشاکرین ونحو ذلک وھو ابلغ من لفظ کن شاکرا ولا تکونن ممترا فمعناه الشکر حتی تدخل فی جماعتهم وتنسب الیهم ولا یحصل ذلک الا لمن صار الشکر سجیة له وقوله ولا تکونن من الممترین ای لا تکونن منسوبا الیهم ومتعلقا بهم فضلا ان یکون نفسک ممتریة فافهم -

ص ٩٣ سطر ٤ - حاشیه تحتانی یمین - قوله ان الشهر مفعول به قلت قال المحقق النیسابوری ثم قیل ان مفعوله محذوف والشهر منصوب علی الظرف و کذلک الهاء فی فلیصمه (وحذف الجار ونصب الضمیر الثانی علی الاتساع ای علی التجوز بتنزیله منزلة المفعول به والا فلا یکون الضمیر الظرف بدون فی کما بین فی محله کذا فی البیضاوی وحاشیته علیه للعصام) و لا یکون مفعولا به کقولک شهدت الجمعة (ای ادرکتها) لان المقیم والمسافر کلاهما شاهدان الشهر فالمعنی فمن شهد منکم فی الشهر المذکور المعلوم البلد او المقام فلیصم فی الشهر وصاحب ھذا القول ارتکب الاضمار (وھو تقدیر المفعول به) حذرا من لزوم التخصیص فی حق المسافر الا انه یلزمه ما فر منه ای سلک لان الصبی و المجنون والمریض کل منهم شهد البلد (ای اینه طریق ١٢ منه) مع انه لا یجب علیه الصوم اما اذا قیل الشهر مفعول به مثل شهدت عصر فلان وادرکت زمانه فلا یلزم منه الا احد الامرین وھو التخصیص لقوله ومن کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر فیکون اولی من الاول لان الاضمار والتخصیص اذا تعارضا فالتخصیص اولی فکیف اذا وقع الاضمار والتخصیص فی جانب والتخصیص وحده فی جانب ھذا ما قاله الامام فخر الدین الرازی معترضا به علی صاحب الکشاف وغیره قلت الانصاف ان الترجیح مع صاحب الکشاف لان لزوم الاضمار فی الآیة ممنوع وذلک ان شهد ههنا متروک الفعل کقولهم فلان یعطی (ای مالا) ویمنع ومعنی من شهد من کان علی حالة الحضر سواء کان فی البلد او فی منزل من المنازل ونوی الاقامة واما التخصیص فمشترک علی القولین الا انه علی قول صاحب الکشاف اقل لعدم دخول المسافر فیه فیکون اولی فان قیل فعلی ھذا یکون قوله بعد ذلک او علی سفر تکرارا قلنا انما اعید لیترتب علیه

عــه قالوا المراد تشبیهه فی قلة التعب فی حصوله وکثرة منافعه وکذلک کان المن ١٢ مترجم

عــه وقد رآه المفسر فی رؤیا الزمان کونه مدرسا فی الکانفور کانه رضی الله عنه واقف علی بیرو المفسر یقرب منه وکان هذه الرؤیا بشارة ان شاء الله تعالی بالمناسبة فی التفسیر ولله الحمد ١٢ مترجم

عــه سمارغ وآن رستنی باشد که در دیوار ہائے حمام و زمینہائے نمناک و زیر پائے خم سر کرده شود ١١ آن را بہ ہندی [illegible] کذا فی الصراح [illegible]

حکم القضاء کما للمریض وایضا لا یلزم من ایجاب الصوم علی الحاضر عدم ایجابہ علی المسافر ولو سلم فبالمفہوم اولا و بالمنطوق ثانیا فاین التکرار اھ قال المحشی طال الکلام فی ہذا المقام لکنہ مفید جدا فان المتبادر من لفظ الشہر کونہ ظرفا فلا یعدل عنہ الا بعد قیام قرینۃ قویۃ ولا قرینۃ قویۃ ہہنا فتامل رع والناس فیما یعشقون مذاہب ؏

ص ۹۵ س ۵ - قولہ تعالیٰ حتی یتبین ای یظہر کما فی الجلالین ولم یرد بہ کثیر الظہور والتعبیر بلفظ یتبین بزیادۃ اللفظ دون بان او ظہر لدفع وہم واہم یتوہم فی الوقت فیجتنب قبل الوقت عن المفطرات وتضییق بہ وتخصیص قدر الوقت لیس لظاہر ظہور الکثیر الکل احد فاقتضٰے کرم الباری تعالیٰ بان المکلف لا یضیق و لا یجتنب عن المفطرات الا بعد الظہور المتیقن وان لم یکن ہذا الظہور کثیرا فہذا وجہ ایثار الصیغۃ الزائدۃ اللفظ والاحادیث دلت دلالۃ صریحۃ علی ان الصوم من طلوع الفجر لا من حین یظہر کثیر الظہور فافہم۔

ص ۹۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ ہدی بالی فی الجمل والافاصل الرفث یتعدی بالباء کذا فی السمین اھ۔

ص ۱۰۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۵ - قولہ الفذ کذا فی الصراح فذلک حساب بنہایت رسانید آنرا و فراغت کردانان مختر عۃ من قولہ اذا اجمل حسابہ فذلک کذا وکذا اھ قلت المراد ہہنا معنی الاجمال للمذکور اولا۔

ص ۱۰۳ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ - قولہ الروایات الخ قلت الاصح بالمقصود ما فی الجلالین ونزل فی اہل الیمن حج کانوا یحجون بلا زاد فیکونون کلا علی الناس و فی الخازن ویقولون نحن متوکلون نحن نحج بیت ربنا افلا یطعمنا فاذا قدموا مکۃ سألوا الناس وربما افضی بہم الحال الی النہب والغصب اھ وان لم یذکر سند ہذا لکن القرینۃ تدل علی صحتہ والمراد بہ متعین حیث لا باس فی عدم التزود للحاج المتوکل حقیقۃ بل ہو مستحب لہ اذا کان قویا صابرا ومحل الذم انما ہو ایذاء الغیر وعدم الصبر علی المشقۃ والابتلاء فافہم۔

ص ۱۰۵ س ۱۴ - قولہ ثواب ملیگا قلت ہذا التنازل العبادات وفصلہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار باحسن تفصیل فی باب الاجرۃ علی الاذان من کتاب الصلوۃ

لکن صدق النیۃ فیہم بجمعانہ قلیل۔

ص ۱۰۵ حاشیہ تحتانی یسار س ا - قولہ الی العموم العقلی قلت کما فی قولنا فلان یعطی ویمنع وہذہ البلاغۃ تتعلق بہذا الجزء الاولی۔

ص ۱۰۷ س ۱۰ - قولہ کھیت یا مواشی قلت حرف یا للتنویع لا للشک - س ۱۲ - قولہ دونا ارید بہ الزیادۃ لا نفس المثلین۔

ص ۱۰۷ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ انتشل ای استخرج و قولہ کنانۃ معناہ تیردان کما فی المنتخب۔

ص ۱۰۷ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ حتی ارمی اس کے بعد لفظ کل سہم سہواً رہ گیا ہے کما یظہر من مطالعۃ اللباب۔

ص ۱۱۰ س ۳ - قولہ تعالیٰ بالحق قال فی الجمل ای انزلہ الا متلبسا بالحق والمراد بالحق ہہنا الحکم والفوائد والمصالح وقراءۃ الجحدری ہی التخکی بنون العظمۃ

ص ۱۱۱ س ۲۴ - قولہ درجات عالیہ الخ قلت فی الحدیث المرفوع ان اللہ یحب معالی الامور ویبغض سفسافہا او کما قال۔

ص ۱۲۶ س ۶ - حاشیہ تحتانی یمین - قولہ الفقۃ الخ قلت واوضح من ذلک ما فی حاشیۃ البیضاوی ونصہ قال الجصاص ہذا غلط لان النہی للمنع عما لاحق لہ فیہ فکیف یستدل بہ علی اثبات الحق اھ قلت ہذا کلہ علی تقدیر ارجاع الضمیر الی الاولیاء فافہم۔

ص ۱۲۷ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ بکون الفاء للتعقیب قال فی حاشیۃ البیضاوی الفاء للتعقیب عن مطلق الرضاع او عن الحولین فیکون فیہ تائید لما ذہب الیہ الامام الاعظم حیث لم یوجب الفصال بعد الحولین بل اباحہ بقولہ وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اھ۔

ص ۱۲۷ س ۵ - قولہ تعالیٰ الخ فی الجمل لیس قید الصحۃ الاجارۃ فان تعجیل الاجرۃ لا یشترط وانما ہو قید کمال لانہ اطیب لنفوسہن اھ قلت فیہ رعایۃ الاولاد حیث امر استحبابا بما تزید بہ شفقۃ النساء بہم والمقام یقتضی ذلک فان الصغار یحتاجون الی الشفقۃ الکثیرۃ۔

ص ۱۲۸ س ۹ قولہ - قولہ وعلی المولود لہ الخ اعلم ان المقصود بذکر الرزق والکسوۃ تعلیل وجوب الارضاع

لا بیان نفس وجوب نفقۃ للمرأۃ فانہا واجبۃ سواء کانت والدۃ اولا تامل افادہ المؤلف العلام۔

ص ۱۲۹ س ۵ - قولہ تعالیٰ ستذکرونہن ای بالخطبۃ فاباح لکم التعریض کذا فی الجلالین۔

ص ۱۳۰ حاشیہ فوقانی س ۲۳ - قولہ لم انہم قلت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال لکن اوضحہ علی ما ظہر لی فاقول ذکر فی علم البدیع العکس ان تقدم فی الکلام جزءا ثم تعکس فتقدم ما اخرت و تؤخر ما قدمت اھ والصنعۃ المذکورۃ وان لم تذکر ہہنا لفظا لکن ذکرت معنی وتفید التاکید وتقریرہ علی ما افادہ المؤلف العلام بالنصہ فان نفی الجناح فی التعریض بدر الکلام بہ وبہ ختم وکان الاکنان فی الانفس مؤخرا اول الکلام ثم ذکرہن فی الانفس الذی ہو عین الاکنان المذکور مقدما آخر الکلام فحصل الطرد والعکس معنے بہذا النہج اھ ثم اعلم ان المراد بالرفع فی قول صاحب الروح رفع الجناح وبقولہ الا ان تقولوا مجموع الکلام تامل واللہ اعلم۔

ص ۱۳۲ سطر ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ فامرنا الخ اعلم ان القنوت لہ معان عدیدۃ لکن المراد فی القرآن کلہ ہو الطاعۃ لا غیر کما روی الامام احمد رح وغیرہ مرفوعا کل قنوت فی القرآن فہو طاعۃ واسنادہ جید وصححہ ابن حبان قالہ الامام السیوطی فی الاتقان وجعل صاحب الصراح ہذا المعنی اصلا من معانیہ فینبغی الترجمۃ بہ لا غیر وقولہ فامرنا ان دل بظاہرہ علی انہ ارید السکوت بالقنوت لکن ہذہ اللفظۃ لیست کلفظۃ انہ منسوخ لاحتمال فہم الراوی خلاف مقصود الشارع کما نبہ علیہ العلامۃ ابن دقیق العید ونقلہ عنہ فی فتح الباری فالتطبیق بین الحدیثین انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادخل السکوت فی افراد الطاعۃ فامر بہ فنقلہ الراوی ذلک عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک فلا منافاۃ بین الحدیثین ولکن لا یلزم منہ ان یترجم القنوت فی الآیۃ بالسکوت لان الحمل علی المعنی الاصلی اولی حتی الامکان ویمکن ان یرجح المرفوع علی الموقوف فیترک بہ۔

ص ۱۳۲ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ ہذا رجا قلت واللہ تعالیٰ اعلم ان ہذا الاحتمال بعید والظاہر انہ صلی اللہ علیہ وسلم خص ہذہ الصلوۃ بالذکر للاہتمام بہا والحزن الشدید بفوتہا وان کان حزنہا بفوت الجمیع ولا دلیل للشافعیۃ فی الحدیث الاول لانا نقول ان

الامر بمحافظۃ صلوۃ الظہر داخل فی امر محافظۃ جمیع الصلوات وذکر تعالیٰ صلوۃ العصر خاصۃ للاہتمام الخاص بہا لا لتلک الضرورۃ فانہا ارتفعت بصیغۃ الجمع تامل فانہ مفید جدا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۱۳۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ فلم یبق الخ قلت فہذا ناسخ لقولہ سابقا علی الحسنین کما فی الجمل او ہو مفسر وہو احسن عندی۔

ص ۱۳۹ س ۳ - قولہ بعضہم قلت یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وجہ التفضیل عموم الدعوۃ وختم النبوۃ بہ و تفضیل امتہ علی سائر الامم والمعجزات المتکاثرۃ و الخصائص العدیدۃ ولم یذکر اسمہ علیہ الصلوۃ والسلام تفخیما لشانہ۔

ص ۱۳۹ س ۳ - قولہ منہم من کلم اللہ الخ ای موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام وقدمہ علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام لتقدم زمانہ علی زمانہ ثم ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم للتشابہ بنبینا فی کثیر من الاحکام کالجہاد واستقلال الشریعۃ وغیرہا افادہ المؤلف العلام۔

ص ۱۴۲ س ۲ حاشیہ تحتانی - قولہ مقلدۃ بالکسر ہی من النساء التی لا یعیش لہا ولد۔

ص ۱۴۴ س ۴ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ علی الوجہ المشہور قلت وہو کما فی الجلالین لانہ نام اول النہار فقبض واحیی عند الغروب فظن انہ یوم النوم عسے

ص ۱۴۵ س ۲۱ - قولہ بہ نسبت روح کے الخ قلت لان الروح مجردۃ عن المادۃ وعلیہ اصحاب الکشف ولم یقم دلیل علی کونہا مادیۃ شاف عند اہل الظاہر فتنبہ

ص ۱۴۶ س ۴ - قولہ الذرۃ بالضم والتخفیف ارزن (چینا) کذا فی الصراح والدخن بالضم حب الجاورس او اصغر منہ کذا فی المنتخب وقولہ المغلۃ ای کثیر الغلۃ کذا فی حاشیۃ البیضاوی وہو عندی مصدر میمی من الثلاثی ومتعد ایضا۔

ص ۱۴۷ س ۳ حاشیہ فوقانی - ماخذہ تفسیر البیضاوی الخ قلت فی الجلالین بعد قولہ تعالیٰ اضعافا کثیرۃ من ذلک اھ وہذا ایضا حسن۔

ص ۱۴۹ س ۵ - قولہ موجب بطلان الخ قلت یؤیدہ ما روی عن ابی امامۃ قال جاء رجل الی رسول اللہ فقال ارأیت رجلا غزا یلتمس الاجر والذکر مالہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شیٔ لہ فاعادہا ثلث مرار ویقول رسول اللہ لا شیٔ ثم

عـــہ وما ترجم بہ ہہنا من قولنا جیسے ہوتے ہو مقارب لہذا المعنی کما ہو ظاہر ۱۲ مترجم ۱۲

عـــہ وتقریر الاعتراض انہ لو قال بعض یوم لرؤیتہ ان الشمس لم تغرب فمثل ہذا النقصان کان فی اول النہار یقینا فکیف قال یوما ۱۲ مترجم۔

قال ان اللہ عزوجل لایقبل من العمل الا ماکان لہ خالصا
وابتغی بہ وجہہ رواہ ابوداؤد والنسائی و بسنادہ جید قالہ
المنذری (فائدہ) وروی الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ
مرفوعا ثلثۃ لایقبل اللہ منہم یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا عاق
ومنان ومکذب بالقدر قالہ المحدث الزبیدی فی شرح احیاء
العلوم۔

ص ۱۴۹ س ۱۔ قولہ تعالی تثبیتا قلت فی الجلالین
ای تحقیقا للثواب علیہ وروی الامام ابن جریر الطبری عن
الحسن انہ قال کان الرجل اذا ہم بصدقۃ تثبت فان کان
للہ مضی وان کان خالطہ شک امسک اھ ہذا القول حسن
ایضا فلذلک زدتہ علی الاصل۔

ص ۱۴۹ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ بربوۃ فی
الجلالین بضم الراء وفتحہا مکان مرتفع مستو۔

ص ۱۵۱ س ۶ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ اعصار
بالکسر خرماکہ واندہ اش سخت نشود کذا فی المنتخب والقنو
بالکسر العذق ای النخلۃ) بما فیہ من الرطب کذا فی النہایۃ
وفی الصراح خوشہ خرما والحشف بفتحتین خرمائے زبون و
تباہ کذا فی المنتخب۔

ص ۱۵۲ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ قرأ
نافع ای یکفر وقولہ مابعدہ ای الجملۃ بعد الفاء۔

ص ۱۵۴ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ قدم
اللیل الخ قلت ولان اللیل افضل من الیوم لاجابۃ الدعاء
فی کل لیل خاصۃ ومن الایام فی الجمعۃ خاصۃ افادہ السیوطی
فی بعض رسائلہ۔

ص ۱۵۷ س ۷۔ قولہ کیونکہ ایمان کا الخ قلت فالشرط
للترغیب لا للتعلیق۔

ص ۱۶۱ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ سعد الخ
قلت ہذا علی تقدیر المضارع ہنا للاستقبال فیکون ثمرۃ
للتقوی والوعد من الانشاء فلا یلزم عطف الخبر علی الانشاء
ومقتضی الترجمۃ انہ للحال فالواو للاستیناف فالاحسن
عندی حال کون الجملۃ مستانفۃ انہا تعلیلیۃ ای اتقوا اللہ
لان اللہ یعلمکم ومقتضی العلم ہو العمل لا غیر وہو شکر نعمۃ العلم

ص ۱۶۴ س اخیر حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ فلما
فعلوا ذلک الخ اعلم ان الفاء بمعنی الواو والمشار الیہ لذلک
انما ہو قولہم سمعنا واطعنا الخ واما ما بعدہ الفاء من الشرط
فہو تکریر للعلۃ والحاصل ان الآیتین آمن الرسول الخ
ولا یکلف اللہ الخ نزلتا لما قالوا سمعنا واطعنا وانقادوا
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تامل فان عبارۃ الروایۃ
لیست بواضحۃ ویؤیدہ ما ارویتہ ما رواہ مسلم عن ابن عباس
قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ
یحاسبکم بہ اللہ قال دخل قلوبہم منہا شیء لم یدخل قلوبہم
من شیء فقال النبی ﷺ قولوا سمعنا واطعنا وسلمنا قال
فالقی اللہ الایمان فی قلوبہم فانزل اللہ تعالی لا یکلف
اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا
لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا قال قد فعلت ربنا
ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا قال
قد فعلت واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا
قال قد فعلت اھ۔

حاشیۃ المجلد الثانی من التفسیر

ص ۵ س ۴ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ اغمار فی
الجمل جمع غمر بضم الغین وسکون المیم وہو من الرجال
الغافل الذی لا یدری الامور فقولہ لا یعرفون القتال تفسیر

ص ۲۲ س ۱۳۔ قولہ ثابت ہوجائے فی الجمل کان
بعشق فی زمن الطب فاہا فی یوم خمسین الفا بالدعاء بشرط
الایمان وفیلیق امان امجز الاطباء لانہ لیس فی علم الطب
دواء لابراء الاکمہ والابرص فاعجزہم اھ۔

ص ۲۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ حواری الخ
قال الطیبی حواری الرجل صفوتہ وخالصتہ الذی اخلص
ونقی من کل عیب وقیل صاحب سرہ سمی بذلک لخلوص
نیتہ وصفاء طویتہ والحور بالتحریک وہو شدۃ البیاض تفسیر
کذا فی المرقاۃ۔

ص ۲۴ س ۲۹۔ قولہ جسد عنصری الخ عنصری
کی قید واقعی ہے احترازی نہیں اور استحالہ کی وجہ یہ ہے
کہ اوپر کی جانب چلکر مسافت قلیلہ کے بعد ہوا ختم
ہوجاتی ہے۔ اور بغیر ہوا کے زندگی محال ہے افادہ
المؤلف العلام۔

ص ۲۸ س ۳۔ قولہ الا نعبد فی الجمل تفسیر الکلمۃ
بہذہ الجمل لان العرب تسمی کل قصۃ او قصیدۃ لہا
اول وآخر کلمۃ۔

ص ۲۸ س ۹۔ قولہ کافی دلیل قلت والصنابیل
علیہا رواہ ابوداؤد باسناد صالح عندہ وابن ماجۃ و
النسائی وعبد الرزاق وسعید بن منصور واللفظ للاول
عن عبد اللہ قال من شاء لاعنتہ لانزلت سورۃ النساء
القصری بعد الاربعۃ الاشہر وعشرا اھ ابن مسعود
وقولہ ہنا لک زیادہ غرض اسکی نزاع لسانی کا قطع کرنا
ہے یعنی ان المقصود بہ اتمام الحجۃ ولفصل الاخیر لان اکثر
الناس ولو کان کافرا ومشرکا لا یتجرأ فی الاکثر علی المباہلۃ
اذا کان فیہ شیء ما من التردد ومن اللوازم العادیۃ للمباہلۃ
ان صاحبہ یکون مترددا فیہ کما تشہد بہ المشاہدۃ افادہ
المؤلف العلام۔

ص ۳۹ حاشیہ تحتانی۔ تمییز محول الخ توضیحہ ما فی الجمل
تمییز منقول عن الفاعلیۃ والاصل ثم ازداد کفرہم
کذا اعربہ ابوحیان اھ۔

ص ۴۴ س ۹ حاشیہ فوقانی۔ قولہ ان لا تعلو الخ
قلت ذکرہ العلامۃ السیوطی من تلک الآیات فی الجلالین
وتقریر الاشکال کما افادنی مرشدی وسیدی المؤلف
العلام انہ یخالف للمشاہدۃ فانہ مشہور ہو وخلافہ ایضا
وفی الجمل ولا یستطیع ان ینقطع ہواہ الا اذا حصل
لہ مرض فیدخل ہواہ للتداوی کذا فی الخازن انتہی
کلام صاحب الجمل واللہ تعالی اعلم۔

ص ۵۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ مقدرۃ
قلت فہو مقارنۃ والتقدیر قاصدا تبوء المؤمنین لان
وقت الغدو لیس وقتا للتبوءۃ وہو یتعدی لمفعولین
الی احدہما بنفسہ والی الآخر بحرف الجر وقد یحذف کہذہ
الآیۃ ومن عدم الحذف قولہ تعالی واذ بوأنا لابراہیم
مکان البیت کذا فی الجمل محصلا۔

ص ۶۰ س آخر حاشیہ تحتانی۔ قولہ الاعتاب الخ
قلت بل ہو مرغب فیہ کما ورد فی الحدیث۔

ص ۶۱ س ۱۹۔ قولہ جلدی ہی الخ قلت قال صلی اللہ
علیہ وسلم کل ما ہو آت قریب۔

ص ۶۹ س ۸۔ قولہ یقینی عادۃ الخ قلت المراد
بالیقینی الذی لا یتخلف اثرہ عادۃ وبالظنی ما یغلب
وقوعہ وبالوہمی ما لا تعلق بینہ وبین المسبب وان
ترتب الاثر علیہ احیانا او کثیرا ثم اعلم ان الطب اکثرہ
ظنی وان کان لبعض آثارہ متیقنا لکن مع ہذا الاجتناب
مباشرۃ ہذا المتیقن ایضا لانہ ایضا لیس بموقوف
علیہ للشفاء نعم اذا تداوی بالمتیقن لیظہر اثرہ حتما
لکن لا یتوقف علیہ الشفاء بل یشفی بذلک الدواء مرۃ
وبغیر التداوی مرۃ فلا ترجیح لاحد علی الآخر فکل الطب
ظنی فی ہذا البحث فافہم ولتفصیل مسئلۃ التوکل
فی تکلیۃ مثنوی والتکشف للمؤلف العلام فی الاحیاء
للامام الغزالی رحمہ فی سبیل الیقین تعلیق الاربعین
لہذا العبد الضعیف فانظرہما ان کنت من اہلہ

ص ۷۱ س ۲ حاشیہ تحتانی۔ قولہ ہشمت ای
انکسرت والبیضۃ بالفتح خود آہنی۔

ص ۷۲ حاشیہ فوقانی قبل س اخیر۔ قولہ
التثبط باز ایستادن کذا فی المنتخب۔

ص ۸۴ س ۲۔ قولہ تستوخم استخام گران وناگوار
شدن طعام وجز آں کما فی الصراح وقولہ تبعۃ بالفتح
وکسر ثانی عاقبت بدانچہ در وگناہ باشد کذا فی المنتخب

ص ۸۶ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ فتقلبہم
قلت قد فعلت فقال فی المنتخب تقلب بسیار گردیدن
وقال الامام ابن جریر الطبری فی تفسیر التقلب یعنی تصرفہم
فی الارض وضربہم فیہا واستدل علیہ بقول السدی فی
تفسیرہ ضربہم فی البلاد فدل صنیع الامام علی ان التقلب
بمعنی السیر واللہ تعالی اعلم۔

ص ۸۷ س ۲۸ حاشیہ فوقانی۔ قولہ علج فی
الصراح رجل علج بکسر اللام ای شدید وعلج بالکسر گور خر
وگبر کہ ہیچ دین ندارد۔

ص ۸۸ س ۱۔ قولہ صابرۃ المصابرۃ ہنا من
جانب واحد وہو معناہ اللغوی قال فی المنتخب مصابرۃ
درکارہا صبر کردن۔

ص ۹۹ س ۲۰۔ قولہ من الام الخ قلت الظاہر
اشکال قراءۃ من القراءۃ فان قراءۃ التفسیر مع
الاصل بعیدۃ واللہ تعالی اعلم۔

ص ۱۰۳ س ۱۱ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ ذمیمۃ
ای زشت رو۔

ص ۱۰۵ س اخیر حاشیہ فوقانی۔ قولہ الفظاظۃ
بالفتح ناخوش شدن والبشاعۃ ہی القباحۃ۔

ص ۱۱۲ س ۱۳۔ قولہ شیخ الاسلام الخ فی الواقع
یہ تقریر نہایت نفیس ہے لیکن احقر کے نزدیک گناہ
کبیرہ کے ثبوت میں یہ قید بڑھانا ضرور معلوم ہوتا ہے
کہ وہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسا کہ صاحب درمختار
نے گناہ کبیرہ کی تعریف میں اس قید کو داخل کیا ہے
اور اسی بنا پر علامہ شامی نے مکروہ تحریمی کو صغیرہ
فرمایا ہے۔

ص ۱۱۳ س ۱۴۔ قولہ بخادن یعنی مستی۔

ص ۱۱۴ س ۳۔ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ
الکل ای یکون لفظ کل موصوفا۔

ص ۱۱۹ س ۷ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ لو تثبت الخ
اعلم ان مؤلف اللباب ہو الامام الحافظ العلامۃ

عـہ واالحمد للہ علی موافقۃ الترجمۃ
لہ وانما ترجمت بہ متابعۃ للعلماء
المحققین المترجمین من قبلی ۱۲ مترجم
عـہ نعم ہو بعید لو قرئ بحیث لا
من القرآن اما لو میز اما بتغییر اللہجۃ
او بعد وقفۃ ما لم یبعد ۱۲ مترجم

السیوطی لالیقین بہ انہ نقل من ہذہ الرواۃ مالا ثبوت لہ فی کتاب القرآن فتنبہ والضعاف ایضا تکفی فی التفسیر اذا لم یعارضہا ما ہو اقوی منہا۔

ص ۱۲۰ س ۹ - قولہ میل انگریزی الخ انگریزی میل تین ہزار پانچسو بیس ہاتھ کا ہوتا ہے اور شرعی میل چار ہزار ہاتھ کا فاحفظہ ودوازلک بینہما لیسہل علیک العمل بالاحکام التی اعتبر فیہا المیل الشرعی۔

ص ۱۲۴ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ کما فی تعلیم الخ ای للتملیک۔

ص ۱۳۰ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ شراج قلت بکسر المعجمۃ جمع شرجۃ مسیل الماء من الحرۃ الی السہل والمراد من الحرۃ حرۃ المدینۃ وہی ارض ذات حجارۃ خارج المدینۃ ۱۲ ملخص حواشی کتب الحدیث۔

ص ۱۳۲ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ جمع ثبۃ قلت ہی بالضم۔

ص ۱۴۸ س ۱۶ - قولہ انعم صباحا قلت الظاہر انہ امر من الانعام اللازم او من نعم ینعم بکسر العین فیہما وحاصلہ عم بالکسر بحذف النون علی لفظ الامر ای عم صباحا وہو المذکور فی اللغۃ ولم اطلع فی اللغۃ مع التتبع قول انعم صباحا التحیۃ ملہ لقصور نظری ومعناہ شاد باش بوقت صبح والمراد من الصباح مطلق الزمان وتخصیصہ بالذکر لشرفہ علی غیرہ۔

ص ۱۵۸ س ۱۹ - قولہ تراشنا یہ جائز ہے قلت انہ سنۃ مؤکدۃ کما فی العالمگیریۃ۔

ص ۱۶۱ س ۱ - قولہ نشوز ای المنتخب ناسازگاری کردن زن باشوئے وزن شوئے رنے رادفی الجلالین ترفعہا علیہا بترک مضاجعتہا والتقصیر فی نفقتہا لبغضہا وطموح عینہ الی اجمل منہا وقولہ اعراضا فی المنتخب رئے از چیزے گردانیدن و فی الجلالین ای عنہا بوجہہ فافہم۔

ص ۱۶۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - فراضتہ ای رضیت المرأۃ عن زوجہا۔

ص ۱۶۹ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ ضاف الخ قلت الضیافۃ مستحب عند الجمہور فترکہ لیس محلا للشکایۃ الا ان تحمل الشکایۃ علی حالۃ تجب فیہ الضیافۃ لشدۃ احتیاج الضیف الیہا فافہم۔

ص ۱۷۴ س ۹ و ۳ حاشیہ فوقانی - قولہ ولاغرو ای لاعجب فی کلی علیہما مع عدم کونہ منقولا عن احد والتفرد بہ افادہ المؤلف العلام۔

حاشیۃ المجلد الثالث من التفسیر

ص ۹ س ۱۵ - قولہ نابغہ الخ فی الصراح نوا الخ از شعراء چون نابغہ جعدی ونابغہ ذبیانی وغیر الشان والہاء فیہ للمبالغۃ وقولہ اسیر یہ معطوف ہے قلت العطف لیس للضرورۃ الشعر بل لنقل الروایۃ عن الشاعر بالجر باعتبار العطف افادہ المؤلف العلام وقولہ منقلب معناہ چھوٹنے والا وہو من باب الافعال بمعنی بستہ والقد بالفتح والتشدید الدال تسمہ ومجوب بستہ۔

ص ۹ س ۱۳ حاشیہ فوقانی - قولہ سمی الواو ای السمی الجمع فاحفظہ۔

ص ۱۱ س ۲۹ حاشیہ فوقانی - قولہ الفتک ای القتل

ص ۱۰ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ لذا استغفلوا قلت دلیل لقولہ المذکور من قبل ان الوضوء فان عبارۃ اللباب تدل علیہ ونصہ دل الحدیث علی ان الوضوء کان واجبا علیہم قبل نزول الآیۃ ولہذا اعظموا (ای استثقلوا) نزولہم علی غیر ماء ووقع من ابی بکر فی حق عائشۃ ما وقع اھ فان الوضوء لو لم یکن واجبا من قبل وجازت الصلوۃ بلا وضوء لما استثقل علیہم فانہ کان لہم ان یصلوا بغیر وضوء

ص ۱۲ س ۳۱ حاشیہ فوقانی - قولہ الجمیع ای الصغائر والکبائر۔

ص ۱۴ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ اکل معنا لرزہ کذا فی المنتخب۔

ص ۳۶ س ۷ - قولہ سمین تشبع نونہ لضرورۃ الشعر افادہ المؤلف ولم تسقط بالاضافۃ لضرورۃ الشعر وعسجد معناہ دینار۔

ص ۳۷ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ المشرعۃ معناہ جائے آب درآمدن۔

ص ۴۰ س ۵ حاشیہ فوقانی - تعدیتہ اذ الخ قلت اصل تعدیتہ باللام ولفظ التعدیۃ وکذا لفظ یتعدی قد یستعمل فیما یقابل اللازم وہو الفعل الذی تم بالفاعل وقد یستعمل بمعنی الافضاء وایتان الصلۃ فقط افادہ المؤلف العلام۔

ص ۴۲ س ۷ - حاشیہ تحتانی یمین - قولہ احیانا جمع تقلیل لحین وقولہ لاترتب لفظ نہی من الارتیاب وہو دفع دخل مقدر وہو کون اہل الکتاب مشرکین وعبدۃ الطاغوت ای کیف وصفوا الصفۃ المشرکین فاجاب بان الاتخاذ الواقع فیہم شرکا فاللام للعہد ای اتخاذ الرہبان والاحبار اربابا واتخاذ العجل معبودا وسیاتی مفصلا فی الفائدۃ الآتیۃ فی الصفحۃ التی بعد ہذہ الصفحۃ فافہم۔

ص ۴۳ س ۵ حاشیہ فوقانی - قولہ خبرہ محذوف قلت فی النیسابوری اویرتفع بالابتداء والخبر محذوف ای وفیکم ثابت محقق عندکم اھ وہذا اوضح۔

ص ۴۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ التقدیم المہم ای تقدیم لفظ المہم علی من یہمہم الواقع فی القرآن وقولہ لما مر الخ خبر ہے محط الفائدۃ افادہ المؤلف العلام

ص ۴۶ س ۴ - قولہ ضفت بہا ذرعا بالکسر قال فی الصراح ضقت بالامر ذرعا اذا لم تطقہ واصل الذرع انما ہو بسط الید۔

ص ۴۷ س ۲ حاشیہ فوقانی - قولہ انا ب ای فی المنتخب مناصبہ باکسے دشمنی وجنگ آشکارا کردن۔

ص ۵۵ س ۱۵ - قولہ مقدور سے مراد صاحب لباب ہونا ہے اچھا کہتا ہے کہ یہ مسئلہ یا تو صاحب روح المعانی نے قواعد وقیاس سے لکھا ہے یا کوئی روایۃ شاذہ منقول ہے لیکن مذہب حنفیہ کا اسکے خلاف ہے یعنی مشہور مذہب اور معمول بہ یہی ہے جو کہ القاسم ربیع الاول ۱۳۲۸ھ میں حضرت مؤلف علام نے تحریر فرمایا ہے جب قسم توڑنے کے بعد ارادہ ادائے کفارہ کا کرے اسوقت دیکھنا چاہیے کہ اس شخص کے پاس قدر کفاف کو مستثنیٰ کرکے آیا اتنی گنجائش ہے یا نہیں کہ دس مسکینوں کو دو وقت شکم سیر کھانا کھلا سکے یا ان دس مسکینوں کو فی مسکین بقدر ایک صدقہ فطر کے حسب شرائط مذکورہ کتب فقہ غلہ یا اسکی قیمت دے سکے یا دس مسکینوں کو اس طرح کپڑا دے سکے کہ فی مسکین متوسط قیمت کا کپڑا بقدر ایک جوڑے کے دے سکے جسکی تفاصیل جزئیات کتب فقہ میں مذکور ہے کذا فی الحاشیۃ الشامیۃ عن الخانیۃ (القاسم ص ۹ و ۱۰) وفی البحر الرائق فعلی الخانیۃ ولا یجوز التکفیر بالصوم الا لمن یعجز عما سوی الصوم فلا یجوز لمن یملک ما ہو منصوص علیہ فی الکفارۃ او یملک بدلہ فوق الکفاف والکفاف منزل یسکنہ وثوب یلبسہ ویستر عورتہ وقوت یومہ ومن الناس من قال قوت شہر وان کان لہ عبد ہو محتاج الی الخدمۃ لا یجوز لہ التکفیر بالصوم لانہ قادر علی الاعتاق الا ان قال وفی المجتبی ظاہر المذہب اذا فضل عن حاجتہ قدر ما یکفر بہ لا یجوز لہ الصوم اھ۔

ص ۵۵ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ شل القوم ای مست شد قوم۔

ص ۵۷ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ فخاخ جمع فخ بالفتح وتشدید الخاء والعطف تفسیری۔

ص ۵۹ س ۷ - قولہ الاوسین ای الاقربان کذا فی الجلالین

ص ۶۸ س ۱۷ حاشیہ فوقانی - قولہ الاشفیان قلت فی المنتخب نگاہ کشفتن واریدبہ ہنا القتل مطلقا۔

ص ۷۲ س ۳ - قولہ تعالی جعل الظلمت والنور قال المحقق النیسابوری جمع الظلمات ووحد النور لان الظلمۃ من الاجرام المتکاثفۃ ولکل جرم ظل وظل ظلمۃ والنور من النار وہی واحدۃ ہو منہا انتہی بلفظہ ملخصا قلت ولہذا الوجہ قدم الظلمۃ فان الکثیر احق بالتقدیم من القلیل

ص ۷۴ س ۱۹ حاشیہ فوقانی - قولہ من الدر قلت ہو الجریان۔

ص ۷۸ س ۳۲ - قولہ واللہ ربنا قال الامام ابن جریر الطبری فقرأ ذلک عامۃ قراء المدینۃ وبعض الکوفیین والبصریین واللہ ربنا خفضا علی ان الرب نعت للہ وقرأ ذلک جماعۃ من التابعین واللہ ربنا بالنصب بمعنی واللہ یا ربنا وہی قراءۃ عامۃ قراء اہل الکوفۃ۔

ص ۸۰ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ کیا تو لم یاتوہم الیتنا الخ اویا الفتنا الیتنا الخ واشار الیہ بقولہ مثلا

ص ۸۰ س ۱۳ حاشیہ فوقانی؟؟ - وما قیل الخ قلت تلک الروایۃ اخرجہا الامام ابن جریر الطبری فی تفسیرہ واخرجہا الحاکم وصححہ کما فی الاکلیل فلا ینبغی ردہ قال المحقق النیسابوری وضعفت ہذہ الروایۃ بان قولہ وما یہلکون الا انفسہم یعنی بما تقدم ذکرہ ویمکن النہی عن اذیتہ حسن لا یوجب الہلاک ویمکن ان یجاب بان الذم توجہ علی الہیئۃ الاجتماعیۃ الحاصلۃ من النہی والنای کقولہ (تعالی) اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ولو سلم فلم لا یجوز ان یرجع الذم الی الاخیر فقط انتہی۔

ص ۸۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ بحسرتنا ای احضری فہذا وقتک قالہ النیسابوری۔

ص ۸۵ س ۱ - قولہ تعالی ارایتکم قال ابو البقاء فی اعراب القرآن فاما مفعول ارایتکم فی ہذہ الآیۃ فقال قوم ہو محذوف دل الکلام علیہ تقدیرہ ارایتکم عبادتکم الاصنام ہل تنفعکم عند مجیء الساعۃ ودل علیہ قولہ اغیر اللہ تدعون وقال آخرون لا یحتاج ہذا الی مفعول لان الشرط وجوابہ قد حصل معنی المفعول واما جواب الشرط الذی ہو قولہ ان اتاکم عذاب اللہ فما دل علیہ الاستفہام فی قولہ اغیر اللہ تقدیرہ ان اتتکم الساعۃ دعوتم اللہ وغیر منصوب بتدعون انتہی۔

ص ۸۵ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ معلق

ہے لکن یبقی احتمال ظن الراوی ۱۲ مترجم۔

لم يعمل في الكاف افاده المؤلف العلام -
ص ٧٩ س ٣ ہاشیہ تحتانی - قولہ تبلیغ الحق ای تظہر -
ص ٧٩ س ٢٨ حاشیہ فوقانی - قولہ تجارۃ معناہ بالکسے رفتن کذا فی المنتخب -
ص ٩٧ س ٣١ حاشیہ فوقانی - قولہ یکر علیہ قال فی المنتخب کر بازگشتن و بازگردانیدن -
ص ٩٨ س ٥ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ الاعتساف فی المنتخب بیراہ رفتن -
ص ١١٧ س ١٠ حاشیہ فوقانی - قولہ معذوق ای معلق افادہ المؤلف العلام -
ص ١١٩ س ٣ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ اختلاف القراءۃ الخ قلت ہذا محل مزال الاقدام فلنحققہ فنقول استنکرہ ہذہ القراءۃ الامام العلام ابن جریر الطبری و العلامۃ الزمخشری ولکنہا صحیحۃ معدودۃ فی السبع متواترۃ ولیست ضعیفۃ باعتبار العربیۃ قال فی تفسیر النیسابوری

واما قراءۃ ابن عامر فخطأہا الزمخشری من جہۃ الفصل بین المضاف والمضاف الیہ بغیر الظرف فان ذلک قد جوز بالظرف فقط کقولہ للّٰہ در الیوم من لامہا وضعف بغیر الظرف کقولہ ع فزججتہا بمزجۃ زج القلوص ابی مزادہ ؂ وحملوہ علی ضرورۃ الشعر مع الاستکراہ والحق عندی فی ہذا المقام ان القرآن حجۃ علی غیرہ ولیس غیرہ حجۃ علیہ القراآت السبع کلہا متواترۃ فکیف یمکن تخطئۃ بعضہا فاذا ورد فی القرآن المعجز مثل ہذا الترکیب لزم القول بصحتہ وفصاحتہ وان لا یلتفت الی انہ ہل ورد لہ نظیر فی اشعار العرب تراکیبہم لم لا وان رد فکیف ام لا ومع ذلک فقد وجہہ بعض الفضلاء بان المضاف الیہ من الاول محذوف علی نحو قولہ ع بین ذراعی وجبہۃ الاسد ؂ والمضاف مضمر مع الثانی کقراءۃ من قرأ واللّٰہ یرید الاخرۃ بالجر علی تقدیر عرض الاخرۃ فتقدیر الآیۃ قتل شرکائہم اولادہم قتل شرکائہم اھ وفی الکمالین ومنہم من قال ان اضافتہ الی معمولہ اضافۃ لفظیۃ ویجوز فیہ الفصل

لانہ بتقدیر الانفصال اھ وکلمۃ قتل مرفوع بغیر تنوین - و اللّٰہ تعالٰی یہدی من یشاء الٰی صراط مستقیم -
ص ١٢٣ س ٣ - قولہ الحوایا قلت جمع حاویۃ وحاویا ای رودہا وچربہا کہ بر رودہ باشد کما فی المنتخب -
ص ١٢٦ س ٥ حاشیہ فوقانی - قولہ ولا ینبغہ الخ توضیح مافی النیسابوری ونصہ فان قیل قولہ ان لا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا کالتفصیل لما اجملہ فی قولہ ما حرم فیلزم ان یکون ترک الشرک والاحسان الی الوالدین محرما فالجواب ان المراد من التحریم البیان المضبوط او الکلام تم عند قولہ ما حرم ربکم ثم ابتدأ فقال علیکم ان لا تشرکوا او ان عشرۃ اخی لک التحریم ہو قولہ لا تشرکوا وہذا فی النواہی واضح واما الاوامر فیعلم بالقرینۃ ان التحریم راجع الی اضدادہا وہی الاساءۃ الی الوالدین وبخس الکیل والمیزان وترک العدل فی القول ونکث عہد اللّٰہ اھ -
ص ١٢٦ س ١ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ جائز الخ

فی الکافیۃ وانما یجوز حذفہا (ای اللام) اذا کان فعلا لفاعل الفعل المعلل بہ ومقارنا لہ فی الوجود اھ قلت وتماما لو لم یؤول لم یکن فاعلہ وفاعل ذلک الفعل متحدا -
ص ١٣٩ س ٧ - قولہ وخامت فی المنتخب بدگوار شدن قلت ارید بہا ہناک الذم -
حق تعالیٰ کا بجد احسان ہے کہ جلد چہارم تفسیر بیان القرآن کے حواشی مفیدہ اس ناچیز کے ہاتھ پر تمام کرائے حق تعالیٰ اپنے فضل اور بطفیل جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بقیہ تفسیر کے حواشی بھی جلد تمام کرا دیں اور قبول فرما دیں - اور عمر بھر قرآن و حدیث کی خدمت میں مشغول رکھیں جس طرح کہ آجکل مشغولی ہے - علیہ توکلت وہو حسبی ونعم الوکیل ✤

الراقم سید احمد حسن سنبھلی حال مقیم تھانہ بھون ضلع مظفر نگر - ١٧ محرم ١٣٢٣ھ

عہ منصب نج ونصب القلوص و جر مزادہ مضافا الیہ لزج یقال زججت الرجل ای طعنتہ وفی الصراح قلوص شتر جوان وہی اول ما یرکب من اناث الابل الی ان تثنی فاذا اثنت فہی ناقۃ ١٢ ✤ ١٢ ✤ ١٢ -

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ؛- فائدۃ متعلقۃ بقولہ تعالٰی فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا الواقع فی الرکوع الرابع من سورۃ الروم مقررۃ لکون التوحید فطریا غیر موقوف علی الاستدلال کما ہو المدلول للآیۃ منقولۃ من تفسیر النیسابوری نافعۃ للطلبۃ قال العلامۃ المحقق النیسابوری رحمہ اللّٰہ تعالٰی فی تفسیرہ کان من عقیدتی ان العلم بوجود الواجب فی الخارج من جملۃ البدیہیات وکان یستبعد ذلک کثیر من اقرانی واصحابی لما رأوا ان الاقدمین ما زالوا یبرہنون علی ذلک فی الکتب الکلامیۃ والحکمیۃ فکنت قد کتبت لاجلہم رسالۃ فی الالہیات مشتملۃ علی دلائل تجری مجری المنبہات علی ذلک المعنی فان الضروریات قد ینبہ علیہا وان لم یحتج فی الاقتناص الی البراہین والآن اری ان اذکر بعض تلک المنبہات فی ہذا المقام فاقول وباللّٰہ التوفیق المفہوم بالنظر الی ذاتہ والی الخارج اما ان یکون واجب الوجود فقط او واجب العدم فقط او ممکن الوجود والعدم فقط او واجب الوجود والعدم معًا او واجب الوجود و ممکن الوجود والعدم معًا او واجب الوجود والعدم او واجب الوجود وممکن الوجود والعدم معًا او واجب العدم وممکن الوجود والعدم معًا او واجب الوجود وواجب العدم وممکن الوجود والعدم جمیعا فہذہ اقسام سبعۃ والعقل الصریح لا یشک فی استحالۃ خمسۃ اقسام منہا فی الخارج الاول واجب العدم لذاتہ فقط الثانی واجب الوجود لذاتہ وواجب العدم فی ذاتہ معًا الثالث واجب الوجود لذاتہ وممکن الوجود والعدم لذاتہ والرابع واجب العدم لذاتہ وممکن الوجود والعدم لذاتہ الخامس واجب الوجود لذاتہ وواجب العدم لذاتہ وممکن الوجود والعدم فی ذاتہ ثم نقول ان العقل کما لا یشک فی استحالۃ الوجود الخارجی لہذہ الاقسام الخمسۃ ینبغی ان لا یشک فی وجود الواجب لذاتہ فقط فی الخارج لانہ لو لم یکن موجودا فی الخارج کان معدوما فی الخارج فان کان عدمہ لذاتہ کان من القسم الثانی من الممتنعات وان کان لغیرہ کان من القسم الثالث منہا وکلاہما محال اذ المفروض خلاف ذلک فثبت کونہ موجودا فی الخارج بالضرورۃ وہو المطلوب فہذہ طریقۃ عذراء تیسرت لنا من غیر احتیاج الی دور وتسلسل یرد علیہما المنوع المشہورۃ **وجہ ثان** الموجود فی الخارج اما واجب او ممکن وہذہ قضیۃ اتفقوا علی ضروریتہا لانہ ان کان مستغنیا عن المؤثر فی وجودہ الخارجی فواجب والا فممکن فنقول ان کانت القسمۃ قسمۃ تنویع حتی یکون المعنی ان الموجود فی الخارج ہذان النوعان فقد ثبت وجود الواجب فی الخارج بالضرورۃ وہو المطلوب وان کانت القسمۃ قسمۃ انفصال ولا محالۃ تکون مانعۃ الخلو فقط اما کونہا مانعۃ الخلو فلاستحالۃ العقل رفعہما معًا فی الخارج ضرورۃ ثبوت موجود ما فی الخارج بالضرورۃ واما انہا لیست بمانعۃ الجمع فلان الممکن موجود بالضرورۃ ولا منافاۃ بین وجود الواجب ووجود الممکن بالضرورۃ والا لما تمکن العقلاء من وجود الممکن علی اثبات الواجب بل یستدلون منہ علی نفیہ واذا کان الجمع بین الواجب والممکن ممکنا فی الوجود والممکن موجود بالضرورۃ مع انہ مفتقر فی وجودہ الی مؤثر موجود فلان یکون الواجب موجودا یکون اولی بالضرورۃ لاستغنائہ عن المؤثر وکون ذاتہ کافیۃ فی ایجاب الوجود لہ وہذہ مقدمۃ جلیۃ مکشوفۃ لمن تأمل فی مفہوم واجب الوجود اذ لا معنی لوجوب الوجود الا انہ وجود یوجد لذاتہ من تلقاء نفسہ ومع قطع النظر عما سواہ ولہذا قال المحققون ان الوجود یقع علی الواجب وعلی الممکن بالتشکیک بمعنی انہ فی الواجب اول واولی منہ فی الممکن **وجہ ثالث** طبیعۃ الواجب وطبیعۃ الممکن من حیث ذاتہما یشترکان فی صحۃ وجودہما الخارجی بالضرورۃ ویفترقان فی ان الواجب ذاتہ کافیۃ فی ایجاب الوجود لہ والممکن لا یکفی فیہ ذلک بل یحتاج فی ایجاب وجودہ الخارجی الی الغیر ولا ریب ان الاول اقرب الی طبیعۃ الوجود من الثانی لان الموقوف علی مقدمات اکثر عسر وجودا والثانی واقع بالضرورۃ فالاول اولی بکونہ ضروری الوقوع **وجہ رابع** نسبۃ کل محمول الی موضوعہ لا یخلو فی نفس

الامرين ان يكون بالوجوب او بالامكان او بالامتناع فنسبة الوجود الخارجي الى الماهيات الخارجية من حيث ذواتها لاتخلو من احد الامور الثلثة لكن نسبته اليها بالامتناع ظاهرة الاستحالة فهي
اما بالامكان او بالوجوب ولا شك ان نسبة الوجود الى ذات الموجود اولى من نسبته الى غيره اذ الاصل عدم الغير فكل ما دل البرهان على ان وجوده من غيره لتغير فيه او نقص يحكم عليه بانه ممكن الوجود
وما لم يدل البرهان فيه على ذلك بل يدل على وجوب وجوده بجميع صفاته الكمالية فهو واجب الوجود ومن شك في وجود ما وجوده من تلقاء نفسه ويكون متصفا بجميع الكمالات بعد مشاهدة ما وجوده
من غيره وهو عرضة للنقائص والرذائل كان اهلا لان يهجر الحكمة وجه خامس نفس الامكان نقص لا نقص فوقه لاستتباعه العجز والافتقار وصحة العدم عليه الذي لا اضعف مثله و
الوجود المتصف به متحقق بالضرورة فالوجود الذي يجوزه العقل الصريح متصفا بصفة الوجوب كيف لايكون متحققا ومن استبهم عليه مثل هذا الجلي فلا يلومن الا نفسه وجه سادس مقتضى
ذات الشئ اقرب ايجابا له عند العقل من مقتضى كل ما يغايره لكن الوجود الذي مقتضاه الامكان ثابت في الخارج مع ان ثبوته في الخارج مقتضى الغير فالوجود الذي مقتضاه الوجوب ثابت بالطريق
الاولى وجه سابع الوجود الممكن ثابت بالضرورة وليس ثبوت ذلك الموجود من تلقاء نفسه والاكان وجودا واجبا لانا لانعني بالوجود الواجب الا هذا فاما ان يكون من وجود واجب هو المطلوب
او من وجود مثله ورجح ما لم يكن ثابتا في نفسه لم يتصور منه افادة مثله فاذن حصل لنا وجود ممكن موصوف بالثبوت في نفسه وموصوف بكونه مفيدا لوجود مثله فاذا صح هذان الوصفان للوجود
الممكن المفتقر فكيف لايصحان للوجود الواجب الغني بل نسبتهما الى الثاني اولى من نسبتهما الى الاول بحكم الفهم الصحيح وجه ثامن كون الشئ موجودا في نفسه اقرب واقبل عند العقل من كونه
موجدا للغيره اذ ليس كل من له وجود في نفسه يكون موجدا لغيره وكل موجد لغيره موجود في نفسه واذا كان اتصاف الوجود الممكن مع ضعفه بابعد الامرين عن القبول واقعا فكيف لايكون
اتصاف الوجود الواجب مع قوته باقربهما من القبول واقعا وجه تاسع انجذاب النفوس السليمة وغير السليمة من الانبياء والاولياء والحكماء وسائر العقلاء من اخوان الصفاء واخدان
الوفاء وارباب البدع والاهواء الى وجود واجب متى رجعوا الى انفسهم وطالعوا ملكوت السموات والارض وتاملوا في الاحوال الواردة عليهم من كشف كرب او هجوم نعمة اجلى دليل على وجود
رب جليل منزه عن سمات النقص والافول في حيز الامكان مفيض للخيرات مدبر للممكنات ولهذا قال رب السموات والارضين عن الظلمة المعاندين ولئن سالتهم من خلق السموات
والارض ليقولن الله ثم اخبر انهم يعتذرون عن اصنامهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله اذ لم يكن جحدهم وعنادهم عن تحقيق وصدق انما كانوا مكابرين في الظاهر ابتلاء من الله وشقاء منهم
فالحاصل ان المؤمن والمشرك والمقر والجاحد سيان في انه تشهد فطرته بوجود صانع للعالم واجب في ذاته وصفاته ولا ادل من ذلك على انه ضروري الوجود وجه عاشر وهو الاستدلال بالآفاق
كل موجود سوى الواجب فله ظهور في الخارج لكنه اذا اعتبر في نفسه لم يكن له ذلك من تلقاء نفسه فكان فقيرا في نفسه وذلك اقول له في افق الامكان واذا كان ما مقتضى ذاته الافول طالعا فما
مقتضى ذاته الطلوع اولى بان يكون طالعا وجه حادي عشر وهو الاستدلال بالانفس من تامل في ذاته وفرض شخصه في هواء طلق لايحس فيه بمتضاد واغفل الحواس عن افعالها وجد
شيئا هو به هو وبذلك يصح انيته وهو نفسه الناطقة التي نسبتها الى بدنه نسبة الملك الى المدينة يتصرف فيها كيف يشاء ومهما انقطعت علاقته عن البدن مات صاحبه وانخرط في سلك الجمادات
فكما ان البدن لضعفه وخسته مفتقر في قوامه وقيامه الى مدبر يدبره ويقيمه فجميع العالم الجسماني بل الممكنات باسرها لخستها وفقرها تستند لامحالة الى ما هو اشرف منها وذلك ما وجوده
من تلقاء نفسه وهو الواجب الحق تعالى شانه ولولاه لتبدد نظام العالم ولم يكن من الوجود عين ولا اثر وجه ثاني عشر وهو انور الوجوه واظهرها وهو الاستدلال بالنور على النور لاشك
ان نورا ويعني به ما هو ظاهر في نفسه مظهر لغيره فنقول ان كان ظهوره في نفسه بنفسه فهو المطلوب والا فيحتاج الى ما يظهره وما يظهره لايمكن ان لايكون ظاهرا في نفسه لان ما لايكون له ظهور في نفسه
لايفيد ظهورا الغيره فننقل الكلام الى ذلك الظاهر بان نقول ان كان ظهوره في نفسه بنفسه فهو المطلوب والا فيحتاج الى ما يظهره وما يظهره لايمكن ان لايكون ظاهرا في نفسه لان ما لايكون له ظهور في
نفسه لايفيد ظهورا لغيره فننقل الكلام الى ذلك الظاهر بان نقول ان كان ظهوره في نفسه بنفسه فذاك والا احتاج الى ما يظهره ولا بد ان ينتهي في طرف الصعود الى ما يكون ظهوره في نفسه بنفسه
والالم ينته الامر في طرف النزول الى الظاهر المفروض اولا فنهاية ما لانهاية له محال من اي جانب فرض ولاتنتهض العودة اليومية نقضا علينا بناء على انها مسبوقة بعودات لاتتناهى فان
لاتناهيها في جانب الازل محال عندنا وكنا قد كتبنا في بعض كتبنا بيان استحالة ذلك فان نقلت الكلام الى فيض الواجب وقلت الفيض الواقع في زمان الحال مسبوق باضافات غير
متناهية لامحالة قلنا لو سلمنا ذلك لكنه لايستحيل في الواجب لان وجوده واوصافه المعتبرة كلها مقتضيات ذاته ومقتضى ذات الشئ يدوم بدوام الشئ ويستحيل انفكاكه عنه فلانهائية فيضانه
تابعة للامسبوقية بغيره وكون وجوده من ذاته ولايلزم من كون مطلق الفيض ازليا ان يكون الفيض المخصوص ازليا واذ اثبت وجوب انتهاء الظاهر المفروض الى ما هو ظاهر في نفسه بنفسه
ثبت المطلوب وهو وجود نور الانوار تعالى شانه وبهر برهانه وهو نهاية الممكنات في جانب الازل وبدايتها في جانب الابد فهو قديم ازلي ولان وجوده مقتضى ذاته وما بالذات لايزول فهو الباقي
الدائم تم هذا ما سنح من المنبهات لهذا الضعيف اه ٭ نقله احمد حسن السنبهلي بامر شيخه المفتي عفي عنهما

مجموعہ خطبات التوحید جدید مجتبائی

مترجم المعروف بہ

خطبات القرآن والاحادیث

دوازدہ ماہی مع فضائل ماثورہ ہر ماہ و مسائل جمعہ مثلاً کن کن لوگون پر جمعہ کی نماز واجب نہین۔ غسل جمعہ سنت ہے۔ جمعہ نہ پڑھنے والون کی فضیحت۔ جمعہ کی فضیلت اور اُس کا ثواب۔ نماز جمعہ کے واسطے کپڑے مخصوص کرنے۔ کوئی خطبہ حمد وصلوۃ سے خالی نہ ہونا چاہیے۔ خطبہ کے اجزا۔ جمعہ کی حاضری کی آداب خطبہ سننے کے آداب۔ خطبہ خوانی کے آداب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ شریف۔ تارک جمعہ کے حق مین سخت وعید اثنائے خطبہ خوانی مین مسائل کا جواب خطبہ خوانی مین عصا وغیرہ پر سہارا لگانا۔ جمعہ کی سنتون کا بیان۔ جمعہ کی ساعت مقبولہ کا بیان۔ و نماز عیدین کا مفصل بیان قربانی کا بیان۔ مہینون کے فضائل۔ اور بارہ مہینون کے بارہ خطبے و مسائل نکاح و دیگر فوائد ضروریہ وخطبہ نکاح و نماز کسوف و خسوف کا بیان معہ خطبہ کسوف۔ وصلوۃ استسقاء و استغفار کی فضیلت۔ وخطبہ استسقاء۔ آخر مین چند نصیحتین۔ یہ مجموعہ خطب نہایت عمدہ طور سے مرتب ہوا ہے۔ جسکی ہر شہر و قصبہ مین اور دیہات مین ضرورت ہے۔ اور ہر پیش امام بطور وعظ بعد نماز جمعہ ان کا بیان نمازیون کو سنا سکتا ہے شائقین اسکی خریداری پر جلد توجہ فرماوین

اخبار الاخیار و برحاشیہ کتاب المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل

ہر دو بزبان فارسی مجتبائی یہ دونون کتابین حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہین۔ اخبار مین اولیاء اللہ کے حالات ہین اور مکاتیب مین جو حاشیہ پر درج ہین ۶۸ رسالے ہین جو ہر ایک کتاب حاوی مسائل شریعت و جامع فوائد طریقت ہے۔ غرضکہ یہ دونون کتابین نایاب ہو چلی تھین۔ اس مطبع نے دونون کو یکجائی چھاپا ہے۔ تاکہ ان کے فوائد و برکات سے ناظرین متمتع ہون اور ہم کو دعا سے یاد کرین۔

السلسلۃ الذہبیہ فی احوال اکابر نقشبندیۃ المجددیہ

حصہ اول مجموعہ حالات ومقامات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بدر الشروح

یعنی شرح دیوان حافظ مجتبائی

پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت

مجتبائی۔

عشرہ کاملہ

مجتبائی۔ تصوف مین یہ بڑی نایاب کتاب ہے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی کی تصنیف سے ہے۔ چونکہ یہ کتاب عربی زبان مین تھی اور ہماری ہندوستانی بھائی اُس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے تھے۔ اس لیے مطبع نے اس کا اردو ترجمہ کرکے چھاپا ہے۔ اور اصل متن کو بھی اس طرح قائم رکھا ہے۔ کہ اول نصف صفحہ کے قریب اصل متن اور پھر اُسکے نیچے بامحاورہ اردو ترجمہ کیا ہے۔

فیض سبحانی

ترجمہ اُردو فتح الربانی مجتبائی اسمین بڑے پیر صاحب کے وعظ ہین۔

گنجینہ معرفت

ترجمہ اردو کیمیائے سعادت مجتبائی جو ترجمہ قابل دید ہے۔

نزہۃ الارواح

فارسی محشی بحواشی جدیدہ مجتبائی۔ تصوف مین بڑی نایاب کتاب ہے اس قسم کی کتاب آجتک دیکھنے مین نہین آئی۔

انیس الجلیس

جس مین بڑے بڑے عمدہ وعظ ونصائح اور حکایات متعلقہ عجیب و غریب ہین جسکے مطالعہ سے پورا واعظ بن سکتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف سے ہے مطبع نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرا کر نصف صفحہ مین اصل کتاب اور نصف صفحہ مین اُسکا ترجمہ رکھا ہے۔

خیر المونس ترجمہ اردو نزہۃ المجالس

یہ کتاب واعظون کے واسطے نہایت ہی بکار آمد ہے اور وعظ و نصیحت کی دوسری کتابون سے بے پروا کر دینے والی مبسوط کتاب اور جامع کتاب ہے اسکا ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل بیان ہے جسکو واعظ بہت عرصہ تک بیان کر سکتا ہے جس باب یا فصل جس عنوان سے شروع کیا ہے۔ اُسکے مناسب اول نصوص قرآنیہ سے استدلال کرکے احادیث صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کی ہین۔ پھر صحابہ کرام کے صحیح صحیح آثار اور اُسکے ضمن مین اکابر کے حالات اور سچی سوانح عمریان درج ہین اسکے بعد گزشتہ ناموران اسلام کے ولولہ انگیز واقعات سلف صالحین کے تعجب خیز حالات اگلے زمانہ کے لوگون کے عبرت افزا حکایات عجیب پیرایہ سے روایت کی ہین اور ہر ایک جملہ کے متعلق بیشمار فوائد اور لطائف بے انتہا نکات وحقائق فقہی مسائل طبی معلومات جسمانی امراض کی تحقیق اُن کے متعلق مجربات آزمودہ نسخجات صحیح اور ماثورہ عملیات دنیا کی ہر ایک چیز کی ماہیت اور خاصیت خاصکر ادویہ کے منافع و فوائد مشرح بیان کیے ہین۔ آخر مین جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ابتداء پیدائش سے سن وفات تک کے صحیح صحیح حالات اور خلفاء اربعہ کے مناقب و فضائل خوب شرح و بسط سے لکھے ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ اجتک ایسی جامع اور واعظون کے مفید اور کار آمد کتاب دیکھنے مین نہین آئی۔ اسکا مطالعہ کرنیوالا تمام علوم سے واقف ہو سکتا ہے اور وہ مضامین بیان کر سکتا ہے۔ جو ایک بڑا عالم مشکل بیان کر سکے یہ کتاب عربی زبان مین تھی مطبع نے تمام مسلمانون اور خصوصاً واعظون کے لیے سلیس اردو زبان مین اسکا ترجمہ کرایا ہے اور دو جلدون مین معہ فہرست ہر بیان اسکو چھاپا ہے۔

درۃ الناصحین

مع ترجمہ اردو تحفۃ الواعظین مجتبائی۔ درۃ الناصحین اصل کتاب عربی نصف صفحہ مین ہے اور نصف صفحہ مین اسکا اُردو ترجمہ بامحاورہ سلیس وعام فہم زبان مین ہے وعظ و پند کے سلسلے مین اکثر کتابین دیکھی گئی ہین مگر یہ کتاب اپنے طرز مین بالکل نئی ہے مؤلف نے قرآن مجید کی بیشتر آیات کی تفسیر علی الترتیب نہایت خوبی اور متانت کے ساتھ معتبر اور متداول تفاسیر سے کی ہے پھر آیت کے متعلق نبی کریم صلعم کی احادیث صحابہ کے آثار وآئمہ مذاہب کے اقوال بزرگان سلف کی حکایات مشائخ کبار کے دل آویز مقولے مذہبی مقتداؤن کی حکیمانہ نصیحتین اس کثرت سے ذکر کی ہین کہ جن کا احاطہ دشوار ہے۔

فردوس آسیہ

معروف بہ حواس خمسہ از مولوی عبد الرب اس مین پانچ حاسہ قائم کیے ہین اول حاسہ مین حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل و مناقب صحیح حدیثون اور معتبر کتب تواریخ سے نقل کیے ہین۔ دوسرے تیسرے چوتھے مین خلفاء ثلثہ کے بالترتیب مناقب و محاسن بیان کیے ہین آخر پانچوین حاسہ مین اہل بیت کے فضائل۔ اور معاملہ اور حسنین کی شہادت کے مفصل حالات ہین۔ یہ کتاب واعظون کے واسطے بہت مفید ہے۔

نافع المسلمین

ترجمہ اُردو انیس الواعظین مجتبائی اسمین چالیس وعظ بڑے زبردست ہین۔

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

کنز الدقائق مع حواشی مفیدہ مصری۔
کنوز الحقائق اپنی تمام شروح کی حامل ہے۔

رمضان افندی مع حواشی عبد الحکیم سیالکوٹی مجتبائی
نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار مجتبائی۔

در مختار و علی ہامشہ کشف الاستار

چونکہ یہ کتاب ایک معتبر فتاوی اور جزئیات مسائل کو حاوی ہے اور ہر ایک مفتی و عالم کو اسکی ضرورت رہتی ہے اسلیے مطبع ہذا نے بصرف زر کثیر اول اسکے متن کی تصحیح چند صحیح نسخوں سے کرائی۔ ثانیاً عجیب و غریب اسکا تحشیہ تالیف کرایا جو بجائے خود ایک شرح ہے **حل عبارات** رد المحتار یعنی شامی سے کیا گیا ہے **حل لغات** صراح۔ قاموس۔ مجمع بحار الانوار وغیرہ سے **تحقیق مسائل** بڑی بڑی معتبر کتابوں سے جنمیں سے بعض کے نام دیباچہ میں لکھے گئے ہیں الا جن میں کتابوں سے مدد لی گئی ہے انکا ذکر بھی اس کتاب میں ثبت ہے۔ **قول محقق** ہر مسئلہ پر لکھا گیا ہے مسئلہ کتاب کے متعلق اتنی سعی کی گئی ہے کہ پھر شامی دیکھنے کی ضرورت نہیں کوئی مسئلہ ادھورا نہیں چھوڑا گیا **طرز محققانہ** ہے عبارات میں انصاف اور تحقیق مد نظر رکھی گئی ہے جسکی خوبیاں شائقین مطالعہ سے معلوم کرینگے اور بھاری محنت اور جانفشانی کی داد دیکر دعائے خیر سے یاد کرینگے **اس کے علاوہ** نیت عسی سے لیکر ہدایہ تک کسی متن یا حاشیہ میں امام اعظم ابو حنیفہ کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا لہذا اسی کتاب میں تھا اسلیے اس خاص ذکر کو بہت خوبی سے لکھا ہے امام اور ان کے شاگردوں کی توثیق اور تعدیل انہیں ائمہ کے اقوال سے کی ہے جو مقابل والے گئے ہیں مناظرات اور سبق النسبہ جوابات سے بھی خالی نہیں ہیں آخر میں امام صاحب کے شاگردوں کی مختصر فہرست بھی دی ہے جنمیں اکثر امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ ہیں۔

فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر
فتاوی قاضیخان کامل۔
قدوری مع حاشیہ التنقیح الضروری مجتبائی۔

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ

مشکوۃ جسکے نام سے اکثر اہل اسلام واقف ہیں اور جسکے پڑھنے پڑھانے سے ہر ملک کا چھوٹا بڑا کوئی دینی مدرسہ خالی نہیں ہے یہ کتاب علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی نے ۷۳۷ھ میں اپنے دینی بھائی حسین بن عبد اللہ طیبی کے مشورہ کے موافق تالیف فرمائی اور اسی زمانہ میں علامہ حسین ابن عبد اللہ طیبی نے مشکوۃ کی شرح لکھی اور اسکے بعد توربشتی لمعات مرقات وغیرہ وغیرہ خاص خاص علما نے مشکوۃ کی شروح بڑی محنت سے تالیف کیں لیکن مؤلف مشکوۃ نے اپنی کتاب مشکوۃ کے دیباچہ میں یہ ایک ضروری بات جتلائی تھی کہ مشکوۃ کی جن حدیثوں کی سند کا حال مؤلف مذکور کو معلوم نہیں ہوا ان حدیثوں کی صحت و ضعف کو مؤلف نے اپنی کتاب میں بیان نہیں کیا اور مؤلف مذکور نے جہاں یہ بات جتلائی تھی تاکہ علما امت سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر کوئی صاحب مشکوۃ کے عام نقائص کی اس حالت منتظرہ کو رفع کرینگے تو موجب اجر عظیم ہے [illegible] باوجود مؤلف مشکوۃ کے اس خواہش کی مشکوۃ کی جو شرحیں لکھی گئیں انمیں کسی شارح نے بالالتزام مشکوۃ کی حالت منتظرہ مذکورہ کو رفع کرکے مؤلف مشکوۃ کی خواہش متذکرہ کو پورا کر دینے کی جانب اپنی توجہ کو مبذول نہیں کیا اسلیے راقم الحروف کا ایک مدت سے یہ قصد تھا کہ مشکوۃ کی یہ حالت منتظرہ رفع ہو کر مؤلف مشکوۃ کی سینکڑوں برس کی آرزو پوری ہو جاوے تو اس سے مشکوۃ کے پڑھنے پڑھانے والوں کو بڑا فائدہ پہنچیگا اللہ کا شکر ہے کہ حال میں احقر کا وہ قصد پورا ہوا کہ احقر کے کتبخانہ میں لمعات کا ایک قلمی نسخہ موجود تھا احقر نے عالیجناب حافظ مولوی سید احمد حسن صاحب متعلقہ دفتر سرکار نظام کو وہ نسخہ دو کے بیے دیا اور تنقیح الروایات کی تالیف کی ایک [illegible] تحریک کی جس سے یہ تالیف اور مؤلف مشکوۃ کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی مرقاۃ مطبوعہ مصر شائع ہو گئی ہو جو سوا بیان صحت و ضعف احادیث کے باقی مطالب مشکوۃ کے حل کیلیے کافی ہے اسواسطے تنقیح الرواۃ میں بیان صحت و ضعف احادیث کو مقصود بالذات قرار دیا گیا اور بقیہ مطالب کے بیان سے کتاب کو طویل نہیں کیا گیا کیونکہ مرقاۃ کے شائع ہو جانیکے بعد زیادہ ضرورت اسی کی تھی اس تخریج میں جو امور ملحوظ رکھے گئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ (۱) جو حدیث چند کتابوں میں مروی تھی اور صاحب مشکوۃ نے بنظر اختصار تعقیب دیا تھا ان متروکہ کتابوں کا نام اس تخریج میں بتلا دیا گیا ہو تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو جاوے تکمیل تخریج کے خیال سے یہ التزام فصل اول میں بھی اس لیے جاری رکھا گیا ہو کہ فصل اول کی احادیث سے اور کتابوں کی روایات کو تقویت ہو جاوے (۲) جس حدیث کی سند کے کسی راوی میں ائمہ جرح نے کچھ جرح کی تھی وہ بیان کر دی گئی ہے اور اسی طرح ائمہ تعدیل میں سے جس کسی نے اس راوی کی توثیق کی تھی وہ بھی بیان کر دی گئی ہے اور جہاں تک ممکن تھا ضعیف الاسناد حدیث کی تقویت جید الاسناد حدیث سے کی گئی ہو (۳) دو صحیح حدیثوں میں جہاں کہیں ظاہری تعارض تھا معتبر قول سے ان دونوں حدیثوں کی وجہ الجمع بین الحدیث کو بیان کر دیا گیا ہے (۴) لغات مشکلہ کو نہایہ مجمع البحار وغیرہ سے حل کر دیا گیا ہو (۵) جن کتابوں سے اس تخریج کا کوئی مطلب لیا گیا ہو ہر قول کے آخر پر ان کتابوں کا نام بتلا دیا گیا ہے تاکہ عند الضرورت اصل کتاب سے بھی مل سکے (۶) مشکوۃ کی احادیث جن کتابوں سے صاحب مشکوۃ نے نقل کی ہیں ان مصنفوں کی پیدائش و وفات کا سن اور مختصر انکا تاریخی حال بتلا دیا گیا ہو (۷) ان امور کے ذہن نشین ہو جانیکے بعد یہ بات ناظرین اشتہار کی سمجھ میں خود بخود آ سکتی ہے کہ اس تخریج سے پہلے مشکوۃ کی محذوف الاسناد احادیث کے پڑھنے سے طلبہ کی معلومات حدیثی کا کیا حال تھا اور اب مع اس تخریج کے جب مشکوۃ پڑھیں گے تو انکی وہ معلومات کس درجہ تک مترقی ہوگی۔ اس تخریج کے ظاہر متن کے اوپر کامل مشکوۃ ہو اور نیچے حدیث وار تخریج۔ اس تخریج کے چار حصے کیے گئے ہیں **پہلا حصہ** کتاب الایمان سے آخر کتاب الصلاۃ تک چھپکر تیار ہے جسکا حجم ۱۴ جز کلاں ہے اور قیمت بلا محصول عک باقی کے تین حصے زیر طبع ہیں اس کتاب کی تقطیع ۲۰×۲۶ و صفحہ لکھائی چھپائی صحت کا حال ربع اول کے نمونہ کے طور پر منگوانے سے معلوم ہو سکتا ہے۔

کتاب انوار الاعمال اردو میں بڑی معتبر کتاب ہے مصر
تحریر المختار لرد المحتار مولانا رافعی مفتی مصر
التربیۃ والآداب الشرعیۃ۔ مجتبائی
جامع صغیر از امام محمد رح۔
جوہرہ نیرہ شرح قدوری مجتبائی۔
خلاصۃ الفتاوی۔ عربی کامل عبد الرشید
بخاری مع مجموعۃ الفتاوی مولانا عبد الحی لکھنوی
نفع المفتی والسائل مجتبائی
الدرۃ العبابیۃ فی العقائد والعبادات الدینیۃ مجتبائی
شرح فقہ اکبر للعلامہ ابی المنتہی۔ مجتبائی۔
شرح وقایہ۔ مع عمدۃ الرعایہ محشی بحواشی مولوی عبد الحی مرحوم ہر چہار جلد مجتبائی۔
شامی مطبوعہ مصر
صغیری شرح منیۃ المصلی مع حواشی وغیرہ مجتبائی
کبیری شرح منیۃ المصلی مجتبائی
سعایہ شرح۔ شرح وقایہ کامل در دو جلد
عینی شرح کنز و بر حاشیہ طحاوی کنز مصری
فتاوی مہدیہ مفتی مصر۔
مجموعہ فتاوی امدادیہ مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی
تتمہ امداد الفتاوی۔ مجتبائی

محمد عبد الاحد عفی عنہ مدیر مطبع مجتبائی دہلی۔ ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ع

جملہ علوم و فنون کی کتابیں مطبع مجتبائی دہلی سے ملیں گی۔ ریلوے کے ذریعہ سے گھر بیٹھے کتابیں با آسانی پہنچتی ہیں بڑی فہرست ۱ کا ٹکٹ آنے پر روانہ کی جاوے گی۔